

زبان کی آفتیں اور تدابیر

RMPIInternational.TK



ترتیب محمد سرور طارق

طارق اکیڈمی فیصل آباد

£ - BOOKS RELEASER

THE REAL MUSLIMS PORTAL

زبان کی آفتیں اور تداویر

مؤلف: ڈاکٹر محمد ظفر احمد

ترتیب و حاشی: محمد سرور طارق

نظر ثانی و مقدمہ: محمد خالد سیف

مع
رابعہ بصری کی ایمان افروز گفتگو

طارق کیڈمی

ڈی گراؤنڈ (نزد و رانی مسجد) فیصل آباد

فون: 041-8546964-8715768

جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ (حدیث مبارکہ)



جملہ حقوق احتیاج اضافہ طارق اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب زبان کی آفتیں اور تدابیر

اہتمام محمد سرور طارق

اشاعت اول اگست 2002ء جمادی الثانی 1423ھ

اشاعت پنجم اکتوبر 2005ء رمضان المبارک 1426ھ

طباعت کاروان پریس، لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY

D/Ground (samosa chok)

Faisalabad, PAKISTAN.

☎ 0092 41 8546964, 8715768

Fax: 0092 41 8733350

E.mail: ilmoagahi74@yahoo.com

ڈسٹری بیوٹر

36 لوئر مال، بیکریٹ شاپ، لاہور

فون 7240024-7232400

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون 7120054 7320703



دارالسلام

پبلشرز اور ڈسٹری بیوٹرز

آئینہ فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
36	مومن جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں کیا جاتا	9	مقدمہ
"	مومن ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا	19	پیش لفظ
37	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی	23	دو لکھنے والے
"	منافق کی علامت	26	صرف ایک کلمہ
"	معراج کا واقعہ	"	جنت کی ضمانت
38	جھوٹا ہونے کے لئے بھی کافی ہے.....	27	زبان سے اعضاء کی التجاء
"	جھوٹی احادیث بیان کرنے والے	28	مسلمان کی پہچان
39	جھوٹ کی اجازت	29	بہترین اسلام کون سا ہے؟
40	بہلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا حرام	"	سب سے خوفناک چیز
41	ہمانے کے لئے جھوٹ بولنا حرام	"	حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے زبان کو سزا دی
"	ناحق مال کھانے کے لئے جھوٹی قسم کی وعید	30	شرم گاہ کے علاوہ دیگر اعضاء کا زنا
42	کلام میں مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت	"	خاموشی ذریعہ نجات
"	مبالغہ کرنے والوں کے منہ میں خاک	"	دو باتیں نہایت ہلکی لیکن اعمال کے
42	تعریف کس طرح؟	31	ترازوں میں بہت ہماری ہیں
44	نیک آدمی کی تعریف	"	خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے
"	فاسق کی تعریف اور عرش الہی	32	گنگو کا چادو
"	تحش کلائی	"	گندے شعروں سے پیپ بہتر ہے
45	اللہ کا دشمن	"	زبان سے جہاد
"	گالی گلوچ دینے کی ممانعت	33	بے مقصد گنگو کا نقصان
46	چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	33	بے فائدہ کام
"	چغل خور کی کبرہ گناہوں میں سے ہے	35	جھج اور جھوٹ
47	اللہ کے بہترین اور بدترین بندے	36	اللہ اور رسول کی محبت کا تقاضا
48	دورخی	"	جھوٹ سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں
"	قیامت کے دن دو غلے.....		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
62	حضور اکرم ﷺ کا مزاج	49	مومن کی شان
"	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاج	"	لعنت کرنا
"	بڑھیا جنت میں نہ جائے گی	50	دوزخ کی بدعا دینے کی ممانعت
63	نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خوشی طبعی	"	کسی چیز پر لعنت نہ کرو
"	پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف دینا	51	زیادہ لعنت کرنے والے
64	مسلمان کی پہچان	"	عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں
66	برے آدمی کی نشانی	52	صدیق اور لعنت کرنے والا
67	سرگوشی کی ممانعت	"	غیبت کسے کہتے ہیں؟
"	اپنے عیب خود ظاہر کرنا	53	نقل اتارنا غیبت ہے
68	بیوی کا راز	"	غیبت کا ایک کلمہ اگر سمندر میں....؟
"	مسلمان کو حقیر نہ جانو	54	غیبت کرنے والے، قیامت کے دن
69	مسلمان کو گالی دینا اور لڑنا	"	غیبت..... دوزخ کا قلعہ اور لباس
70	گانا نفاق پیدا کرتا ہے	55	غیبت سے نماز، روزہ ضائع ہو جاتا ہے
71	بے عمل علماء کی سزا	"	غیبت کرنے والے کے لئے تو نہیں
"	لوگوں کو متفقہ بنانے کے لئے.....	56	غیبت، بدگمانی، جاسوسی، حسد اور حرص
72	اوروں کو نصیحت.....	"	مسلمان کی ناحق آبروریزی
73	کثرت سوال کی ممانعت	57	غیبت کو روکنا
73	دہر (زمانہ) کو برانہ کہو	"	غیبت سے روکنے کا اجر
74	کسی کو یہ نہ کہو کہ تم ہلاک ہو گئے	58	آبروریزی سے روکنے کا اجر
74	عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت	"	بے حرمتی سے روکنے کا اجر
"	رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں	59	غیبت کا کفارہ
76	قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟	"	مسلمان کو عیب لگانے کا عذاب؟
77	ذکر الہی، زعمی بھر کے مسائل کا علاج	60	مسلمان کا عیب
79	زیادہ بولنا	"	مسلمان کو کافرا اللہ کا دشمن کہنا!
		"	تجسس کی ممانعت
		61	خوش طبعی اور مزاج
		"	بچوں سے خوش طبعی

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
89	چغلی	79	جہاد اور خیرات کرنے سے بڑا عمل
"	دورخی بات کرنا	80	کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں
"	تقریف و مدح	81	بے مقصد بات
91	ہمارے نزدیک معمولی باتیں..... لیکن	"	جھگڑا اور بحث
92	دانائی	"	فائدہ کی خاطر غلط بات
93	زیادہ بولنے کی آفت	82	خداق اور بذلہ نخی
93	ہر وقت بولنا	"	جھوٹا وعدہ کرنا
95	غیبت..... ایک مہلک بیماری	83	خداق اڑانا
"	غور و فکر	"	جھوٹی بات اور جھوٹی قسم
96	غیبت ہو جائے تو؟	84	غیبت کیا ہے؟
"	ایک اور خطرناک بیماری	"	غیبت کا علاج
97	نفس کا دھوکا	86	غیبت کی رخصت.....
"	زبان کی آفتوں سے بچنے کی دعائیں	87	غیبت کا کفارہ



گھر کی تربیت

اس کتاب کی تدوین و ترتیب اور جمع و تالیف میں جن چیزوں نے معنوی طور پر سب سے زیادہ موثر تحریک کی، ان میں میرے والدین کی دینی تربیت خاص طور پر والد ماجد کا ہر وقت میری اصلاح و تعلیم میں انہماک، علماء اور نیک لوگوں کا ذکر، مسائل کا تذکرہ، دین کی باتیں اور سب سے بڑھ کر گھر میں دینی ماحول قائم کرنے کی فکر کو اولین درجہ حاصل ہے۔

(ڈاکٹر محمد ظفر احمد)

جو والدین اپنے بچوں کو نیک اور آنکھوں کی ٹھنڈک دیکھنے کے خواہش مند ہیں وہ اپنے گھروں کو دین کی روشنی سے منور کریں۔

دو لکھنے والے

﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ
الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ

رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸، ۱۷)

”جب دو لکھنے والے فرشتے لکھتے ہیں جو کہ دائیں
اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے
نکالنے نہیں پاتا، مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا
تیار رہتا ہے۔“



مسلمان کی پہچان

﴿عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍوَعَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ
لِسَانِهِ وَيَدِهِ﴾ (بخاری)

عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی

ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور

ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔“



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين، محمد وعلى آله وصحبه اجمعين، اما بعد

اللہ رب ذوالجلال والاکرام، مالک الملک اور احکم الحاکمین نے انسان کو نہ صرف پیدا فرمایا ہے بلکہ اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ساتھ انسان کو ”احسن تقویم“ میں پیدا فرما کر اس کائنات کا ایک عظیم الشان شاہکار بنا دیا ہے، اس نے انسان کے جسم کے تمام اعضاء کو نہایت توازن، تناسق، اعتدال، کمال اور حسن و جمال کے ساتھ پیدا فرمایا ہے کہ انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے: **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** ۵ خالق کائنات نے انسان کو یوں تو نے شمار اعضاء عطا فرمائے ہیں، جو اپنی افادیت اور کارکردگی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں لیکن ان میں سے ایک عضو زبان..... جو انسان کی مشینری کا چھوٹا سا پرزہ ہے مگر اپنی اہمیت، افادیت، عظمت اور کارکردگی کے اعتبار سے شاید سب سے زیادہ مخیر المعقول ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے:

”انسان کے منہ میں دانتوں کی بندش کے اندر قدرت نے ایک ایسی مشین نصب فرمائی ہے، جو غیر شعوری طور پر بلا تا مل نئے سے نئے الفاظ بناتی چلی جاتی ہے۔ منہ کے خول میں ہوا کی حرکت اور حلق کی آخری حد تک ہوا کے خروج سے لاکھوں الفاظ منٹوں میں بن جاتے ہیں، جن میں سے ایک سے ایک نیا اور جدا ہوتا ہے۔ دانتوں اور ہونٹوں کی رکاوٹ الفاظ کے بننے اور خارج کی صحت میں مدد دیتی ہے۔

”ذٰلِكَ تَفْقِيْهُنَّ اَعْزٰىزُ الْعٰلَمِیْنَ“

انسان کے اور بھی بیسیوں اعضاء ہیں لیکن الفاظ اور نطق کی مشینری صرف

منہ میں نصب کی گئی ہے۔ معلوم نہیں دنیا کا سب سے پہلا انسان جب اس نے افہام و تفہیم کے لیے اس مشینری سے پہلے پہل کام لیا ہوگا تو وہ کتنا خوش ہوا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اس نے کتنے سجدے کئے ہوں گے۔ **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** (حجیت حدیث: ۱۶)

زبان اللہ تعالیٰ کی جتنی بڑی نعمت ہے، اسی قدر یہ حکم ہے کہ اس کا صحیح صحیح استعمال کیا جائے اور غلط استعمال سے اسے بچایا جائے، یاد رہے زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ کی ریکارڈنگ کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق: ۱۸)

”کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے“

جیسا کہ ہم نے عرض کیا زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت اور اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا ایک محیر العقول شاہکار ہے۔ اگرچہ جسامت کے اعتبار سے یہ ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن اس کے کام بڑے بڑے ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس زبان کی گواہی سے انسان کے ایمان اور کفر کا پتہ چلتا ہے اور پھر اگر غور کیا جائے تو کائنات کی ہر ہر چیز خواہ وہ موجود ہو یا معدوم، خالق ہو یا مخلوق، زبان ہی کا اثبات یا اس کی نفی کرتی ہے۔ زبان کے مقابلہ میں دیگر اعضاء انسانی کا دائرہ بہت محدود ہے لیکن زبان کا میدان بے حد و حساب وسیع و عریض ہے، اسے آپ خیر کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور شر کے لیے بھی، جو زبان کی لگام کو ذرا سا ڈھیلا چھوڑ دے تو شیطان اسے برائی کے ہر میدان میں نچاتا اور بلا خر جہنم پہنچا دیتا ہے اور جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ زبان کی کترنیاں ہی تو ہوں گی جو لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ گرا دیں گی۔ زبان کے شر سے صرف اور صرف وہی انسان محفوظ رہ سکتا

ہے، جو اسے شریعت کی لگام پہنا دے، صرف انہی کاموں کے لیے اسے استعمال کرے جو دنیا و آخرت میں اس کے لیے بہتر ہوں اور ان کاموں کے لیے اسے استعمال نہ کرے جو دنیا و آخرت میں اس کے لیے مضر ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ دیگر اعضاء کی نسبت زبان کو قابو میں رکھنا بھی بے حد مشکل ہے کیونکہ اسے کھلا چھوڑ دینے میں انسان کو کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ زبان کے استعمال میں بے حد غیر محتاط اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں سے غافل ہیں حالانکہ زبان کی آفتیں، مصیبتیں اور خطرات بہت تباہ کن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں زبان کو قابو رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ عبداللہ بن سفیان اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کی ایک ایسی بات ارشاد فرمادیجئے کہ پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور پھر اس بات پر ڈٹ جاؤ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز سے ڈروں؟ تو آپ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! نجات کس چیز میں ہے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کو کافی سمجھو اور اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ۔ (نسائی)

سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دونوں گلوں اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم جو گفتگو کرتے ہیں، کیا اس کا بھی مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن جبل تمہاری ماں تمہیں گم پائے! یہ زبانوں کی کترنیاں ہی تو ہوں گی، جو لوگوں کو اندھے منہ

جہنم کی آگ میں گرا دیں گی (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم) یہی وجہ ہے کہ ہر روز جب صبح ہوتی ہے تو انسانی جسم کے اعضاء زبان کی منت سماجت کرتے ہوئے اس سے کہتے ہیں کہ اے زبان ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اگر تو راہ راست پر رہی تو ہم بھی سیدہ سعد ہیں گے اور اگر تو تیز سی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (نسائی)

زبان کو قابو میں رکھنے کے بارے میں احادیث مبارکہ تو بے شمار ہیں اب ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ سید و سرور کائنات ﷺ کے ایک جامع ارشاد کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔ (متفق علیہ) زبان کی خوبیاں اور برکتیں یعنی زبان سے قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و فکر الہی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اعمال انسان کو جنت کے بلند و بالا درجہ و اعلیٰ درجات تک پہنچا دیں گی، ایسے ہی زبان کی مصیبتیں اور آفتیں انسان کو جہنم میں لے جائیں گی۔ قارئین کرام کی راہنمائی کے لیے ہم یہاں زبان کی چند بڑی بڑی آفتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں، جن سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے

(۱) بے فائدہ گفتگو

انسان کو چاہئے کہ وہ بے فائدہ گفتگو نہ کرے اور اپنی زبان کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھے اور صرف ایسی گفتگو کرے جو جائز ہو اور جس سے اسے یا کسی دوسرے مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ یعنی ایسی گفتگو ہرگز نہ کریں جس کے بغیر آپ کا گزارا ہو سکتا ہو یا جس کی آپ کو کوئی ضرورت نہ ہو، کیونکہ ایسی گفتگو سے آپ اپنے وقت کو ضائع کریں گے اور پھر اس گفتگو کا آپ کو حساب بھی دینا پڑے گا بہر حال بے فائدہ اور فضول کلام زبان کی آفت ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔

(۲) باطل گفتگو

باطل گفتگو سے مراد ایسی گفتگو ہے جو گناہوں سے متعلق ہو، مثلاً اجنبی

عورتوں کے بارے میں گفتگو، فسق و فجور سے متعلق گفتگو، باطل گفتگو کی انواع و اقسام تو حیضہ شمار سے باہر ہیں اور بعض اوقات باطل گفتگو کا صرف ایک کلمہ ہی انسان کی تباہی و بربادی کے لیے کافی ہوتا ہے۔ بلال بن حارث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ایک ایسا کلمہ زبان سے ادا کر دیتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس قدر موجب اجر و ثواب ہوگا، اس ایک کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دیتا ہے، اسی طرح انسان کبھی اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ایک ایسا کلمہ ادا کر دیتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ کسی قدر گناہ کا باعث ہوگا، اس ایک کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ ”پہلے تو لو پھر یولو“

(۳) لڑائی جھگڑا

لڑائی جھگڑا اور اختلاف و انتشار پر مبنی گفتگو بھی زبان کی ایک بڑی آفت ہے، جس میں لوگوں کو ان کے گناہوں کی سزا کے طور پر جلا کر دیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو قوم ہدایت کے بعد گمراہی کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لڑائی جھگڑے میں جلا کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) فحش گفتگو

فحش گفتگو شرعاً مذموم اور ممنوع ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فحش گفتگو سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحاشی پر مبنی گفتگو کو پسند نہیں فرماتا (نسائی، مستدرک حاکم) اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن نہ تو طعنہ باز ہوتا ہے، نہ کسی پر لعنت بھیجتا ہے اور نہ فحش اور بے ہودہ گفتگو کرتا ہے (ترمذی) فحش گفتگو زبان کی اتنی بڑی آفت ہے کہ یہ انسان کو جنت میں جانے سے محروم کر دے گی بلکہ ابن ابی الدنیا اور ابوالعظیم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ فحش گفتگو کرنے والے کے لیے

جنت میں داخل ہونا حرام ہوگا۔

(۵) لعنت بھیجنا

انسانوں، حیوانوں اور جمادات سب پر لعنت بھیجنا بے حد مذموم ہے۔۔۔۔۔ قبل ازیں اس حدیث کا حوالہ دیا جا چکا ہے کہ مومن کسی پر لعنت نہیں بھیجتا۔ لعنت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور ان کی ذات پاک سے دور ہو، شریعت میں حیوانوں اور بے جان چیزوں پر لعنت بھیجنے سے بھی منع کر دیا ہے، انسان پر لعنت کا بھیجنا تو بہت بڑا گناہ ہے، اس سے زبان کو محفوظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۶) مذاق اڑانا

کسی کا مذاق اڑانا بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ
 ”مومنو! کوئی کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی

ہوں (الحجرات: ۱۱)

کسی کی توہین کرنا، کسی کی تحقیر کرنا اور کسی کے عیوب و نقائص کو اس انداز سے بیان کرنا کہ لوگ اس پر ہنسنے لگیں، یہ سب مذاق اڑانے کی مختلف صورتیں ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے۔

(۷) راز فاش کرنا

زبان کی ایک اور آفت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے کسی بھائی، دوست، ساتھی یا کسی بھی مسلمان کے راز کو فاش کریں کیونکہ اس سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب آدمی کوئی بات کرے اور پھر اس کی طرف توجہ دے تو یہ بھی امانت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے کہ تم

اپنے کسی بھائی کے راز کو فاش کرو۔

(۸) جھوٹا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایفاء عہد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدة: ۱)

”اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو“

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قرآن مجید میں تذکرہ کرتے

ہوئے فرمایا ہے:

إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (مریم: ۵۴)

”وہ وعدے کے سچے تھے“

حدیث میں وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے، اس لیے ہر

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان سے جو وعدہ کرے اسے پورا کرے کیونکہ وعدہ کے

بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (الاسراء: ۳۴)

”اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی“

(۹) جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا

یہ بھی زبان کی ایک بہت بڑی آفت ہے کہ انسان جھوٹ بولے یا جھوٹی

قسم کھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے کسی بھائی

سے کوئی ایسی بات کرو کہ وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو مگر تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

(الادب المفرد دلائم بخاری، ابو داؤد، مسند احمد معجم طبرانی) اسی طرح آپ ﷺ نے

فرمایا کہ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کو ہی تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے

ہاں وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (منفق علیہ) جھوٹ بولنے کو حدیث میں نفاق کی

علامت قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنے کی مذمت کے لیے کیا یہ بات کم ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے؟

(۱۰) غیبت

زبان کی ایک بے حد خطرناک آفت اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ہے۔ اس آفت کی شدت اور سنگینی کو معلوم کرنے کے لیے حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ غور سے پڑھیں:

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم مِّبْعَضًا يَهْتَابُ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ. (الحجرات: ۱۲)

”اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہرے کو کھرچ رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے اور ان کی عزت و آبرو کو خاک میں ملایا کرتے تھے۔ (ابو داؤد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی کسی ایسی بات کو بیان کرو، جس کے بیان کرنے کو وہ ناپسند کرتا ہو، صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے بھائی میں وہ عیب اگر واقعی موجود ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ عیب موجود ہو تو یہی غیبت ہے اور اگر وہ عیب موجود نہ ہو تو پھر وہ بہتان ہے۔ غیبت جس قدر شدید جرم، کبیرہ گناہ اور زبان کی ایک بے حد خطرناک آفت ہے، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جہاں دو مسلمان بھائی بیٹھتے ہیں وہ کسی تیسرے کی غیبت شروع کر دیتے ہیں مسلمان بہنوں میں یہ مرض کچھ زیادہ ہی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

اس وقت زبان کی تمام آفتوں کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود پیش نظر کتاب..... اور اس کے موضوع کی اہمیت کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا ہے زبان کی تمام آفتوں کو کتاب وسنت کے مفصل دلائل کی روشنی میں کسی دوسری صحبت میں بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں ہم اپنے قارئین کرام کی خدمت میں بعد ادب و احترام یہ بھی عرض کریں گے کہ ان مذکورہ بالا آفتوں سے زیادہ زبان کو محفوظ رکھنا تو از بس ضروری ہے ہی، مباح اور جائز گفتگو میں بھی آپ شائستگی، شرافت، اور لطافت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ گفتگو میں ایسا انداز ہرگز اختیار نہ کریں کہ مخاطب بے مزہ ہو کر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جائے۔

بات بات پہ کہتے ہو کیا ہے
ستہی کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے

سید و سرور کائنات ﷺ کی حیات پاک ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ صاف اور واضح طور پر ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ مخاطب اگر الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا اور پھر الفاظ کا اتنا حسین انتخاب ہوتا کہ سننے والے کو معلوم ہوتا کہ زبان اقدس سے پھول جھڑ رہے ہیں یا حسن تعلیم کے باعث یوں محسوس ہوتا کہ چاند تاروں کی دنیا مسکرارہی ہے۔ صغرنے کیا خوب کہا ہے۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ بحث سے قبل بھی آپ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے معروف تھے، سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں کو بھی ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے، اس کی برکتوں اور خوبیوں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ہمیں

توفیق بخشے کہ ہم اپنے تمام اقوال و اعمال خصوصاً دل کے احوال میں قرآن و سنت کے انوار سے کرن کرن اجالا کر سکیں

طارق اکیڈمی اپنے روزِ اوّل سے فروغِ علم اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے کوشاں ہے۔ الحمد للہ **طارق اکیڈمی** اسلامی لٹریچر کی طباعت و اشاعت میں ایک منفرد نام ہے جس کی مطبوعات حسنِ طباعت اور علم و حکمت کے ایسے چراغ ہیں جن کی روشنی سے لاکھوں سینے منور ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں انسان ان چراغوں کی روشنی میں زندگی کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ الحمد للہ تم الحمد للہ

مانا کہ اس جہاں کو گلشن نہ کر سکے
کانٹے تو کچھ ہٹا دیئے گزرے جدھر سے ہم

طارق اکیڈمی کی مطبوعات میں ”زبان کی آفتیں“ ایک ایسا چراغ ثابت ہوگا جس کی روشنی میں قارئین جنت کا راستہ آسانی سے دیکھ سکیں گے اور اگر کسی بھائی نے اس روشنی میں اپنے شب و روز گزار لئے تو یقیناً جنت اسی کی منتظر ہوگی۔ کتاب کے مرتب ڈاکٹر محمد ظفر احمد کو اللہ کریم بے پایاں اجر سے نوازے۔

ترتیب جدید اور مفید حواشی کا اہتمام برادر عزیز محمد سرور طارق نے کیا ہے۔ اللہ رب العزت اس کوشش کو ہم سب کے لیے، ہمارے والدین اور عزیز و اقارب کے لیے زادِ راہ اور صدقہ جاریہ بنائے۔ کوئی بعید نہیں کہ اللہ کے بندوں کو زبان کی آفتوں سے بچانے کی یہ ادنیٰ کوشش ہمارے لیے بھی جنت کی ضمانت بن جائے۔ وماذا لک علی اللہ بعزیز صلی اللہ علی النبی الکریم محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

محمد خالد سیف (نگران اعلیٰ)

طارق اکیڈمی فیصل آباد

14 اگست 2002ء



پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ، آمَنَّا بِعُدَّة:
 زبان عجاibat صفت الہی سے ہے اگرچہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر اللہ تعالیٰ
 کی بڑی نعمتوں اور صنائع لطیفہ میں سے ہے۔ اس کا گناہ بھی سب سے زیادہ ہے اور
 طاعت بھی بڑھ کر، کیوں کہ ایمان و کفر کی شہادت زبان ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔
 حقیقت میں جو کچھ موجود ہے وہ سب کچھ اس کے تصرف میں ہے۔ وہ موجود و معدوم
 دونوں کا بیان کرتی ہے اور جو کچھ عقل و وہم و خیال میں آتا ہے، زبان اس کی تعبیر کرتی
 ہے۔ یہ ایک ایسی خاصیت ہے کہ اور دوسرے اعضاء میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً آنکھ
 رنگ کی چیزوں کو صورتوں کے سوا اور چیز نہیں دیکھ سکتی، کان آواز کے سوا نہیں سن سکتا۔
 ہاتھ اجسام کے سوا نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح سب اعضاء میں ہر عضو کی حکومت، مملکت
 وجود کے ایک خطے پر ہوگی، لیکن زبان کی حکومت ساری مملکت وجود میں جاری و ساری
 ہے۔ زبان کا میدان بہت وسیع ہے اس کے لیے کچھ حد اور انتہا نہیں ہے یہ جیسے خیر
 کے بولنے پر قادر ویسے ہی شر کے بولنے پر بھی اختیار رکھتی ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح
 ہوتی ہے سب کے سب اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے بارے
 میں ذرا خوف رکھنا۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے ورنہ تو
 ٹیڑھی ہوئی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا، جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں کہ زبان
 کی تیزی کی شکایت اللہ سے نہ کرتا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:
 ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ -

”بے شک آدمی کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اس کے سبب دوزخ میں گر پڑتا ہے اور کبھی ایسی بات کہتا ہے کہ اس کے سبب جنت کے مدارج اس کو عنایت ہوتے ہیں۔

آدمی ایک کلمہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کا کہتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس سے کچھ بڑی رضامندی حاصل ہوگی مگر اللہ کریم اسی کے باعث قیامت تک کی رضامندی لکھ لیتا ہے اور کبھی ایک کلمہ ناراضگی کا سرزد ہوتا ہے اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے ناراضگی زیادہ ہوگی مگر اللہ تعالیٰ اس سے اپنی ناخوشی قیامت تک لکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہتا ہے اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کلمہ کی وجہ سے (ہلاکت والی) گہرائی میں گرنا چلا جاتا ہے، جس کا فاصلہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اتنا پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے نہیں پھسلتا۔ (مشکوۃ المصابیح)

زبان کے بڑے ہی خطرے ہیں جو کہ عام طور پر انسان کی ظاہری نظروں سے پوشیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ نہ معلوم کس وقت کیا زبان سے نکل جائے اور نہ معلوم شیطان اس سے کیا کہلوائے اور کس گڑھے میں دھکیل دے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ اس لیے زبان کو پوری طرح قابو میں رکھنے کا حکم ہے۔ انسان کے حق میں سب اعضاء سے زیادہ نافرمان عضو زبان ہے۔ اس کے ہلانے میں ذرا بھی مشقت نہیں ہوتی لیکن یہ انسان کے لیے بڑے بڑے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

عوام و خواص کو عموماً ایسی چیزوں میں مبتلا دیکھا جاتا ہے جو زبان سے صادر ہونے والی مصیبتیں اور گناہ ہیں، قرآن اور احادیث میں جن چیزوں سے اہتمام کے ساتھ روکا گیا ہے، اس سے بچنا تو درکنار ان کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اس چھوٹی سی زبان میں کیا کیا خوبیاں اور کیا کیا خرابیاں ہیں اس طرف لوگوں کا ذہن جاتا ہی نہیں۔ یہ بندہ عاصی و احقر بھی خود زبان کی بے احتیاطیوں میں مبتلا ہے۔

اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے زبان کی آفتیں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر لکھ رہے ہیں۔ اس تمنا اور امید پر کہ اللہ تعالیٰ میری اور تمام مسلمانوں کی اصلاح فرمائے اور صراطِ مستقیم پر لگائے اور ہماری خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرمائے، آمین! شہ آمین!

اس دورِ فتن میں شاید کوئی ایسا انسان اور اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہوگا جو زبان کی آفتوں سے محفوظ ہو، ورنہ بچہ، جوان، بوڑھا، جاہل و عالم غرض ہر کس و نا کس زبان کی آفتوں میں مبتلا ہے (الا ماشاء اللہ) یہ مرض، وبا اور سرطان سے بھی زیادہ خطرناک مہلک اور عالم گیر ہوتا جا رہا ہے۔ بے توجہی اور غفلت عام اور شدید ہے۔ حتیٰ کہ ادراک و احساس اور گناہ کا تصور بھی ختم ہو چکا ہے۔ لہذا اس کے ازالہ کے لیے اتنا ہی قوت، جرات، فکر و دلسوزی، تقریر و تحریر و وعظ و درس و تبلیغ کی مدرسہ، مسجد، اجتماعی و انفرادی، تنہائی اور جلسوں میں غرض ہر جگہ اور ہر حالت میں اس کی ضرورت ہے۔

آخرت کی زندگی اور دنیا کی ظاہری و باطنی زندگی بھی صحیح معنی میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں ہی کو حاصل ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے بالکل غافل ہیں۔ خاص طور پر دنیا کی زندگی کی راحت کا تو اطاعت سے کوئی تعلق ہی نہیں سمجھتے، مصیبتوں پر مصیبتیں آتی ہیں مگر اس طرف توجہ ہی نہیں کہ گناہ چھوڑنے سے یہ مصیبتیں نکل جائیں گی۔ اس عملی کمزوری کا سبب اعتقاد کی کمزوری ہے۔ روحانی بیماریوں کا علاج نبی کریم ﷺ کے حکم و فرمان کے مطابق ہی ٹھیک طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ جو پورا پورا عمل کرے گا وہی کامیاب و کامران ہوگا۔ نبی پاک ﷺ نے تو بیماریوں اور ان کے علاج کی تمام تفصیل پوری دنیا کے سامنے رکھ دی جس نے بھی اس علاج پر عمل کیا ہمیشہ کامیاب و شفا یاب ہوا۔

ہمارا ایمان ہے کہ کامیابی کا دار و مدار نبی پاک ﷺ کے نسخوں پر عمل کرنے میں ہے تو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ان پر عمل کر کے کامیاب ہوں۔

مجھے اس اعتراف میں ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی تامل نہیں کہ یہ کتاب ایک خطا کار قلم نے لکھی ہے اور اپنی کوشش تو یہی رہی ہے کہ قدم اس راستہ سے نہ ہٹے جو صراطِ مستقیم ہے اور وہ سرِ رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹے جو ہر مسلمان کیلئے عروۃ الوثقیٰ ہے۔ تاہم وہی کہتا ہوں جو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر میری یہ حقیر کوشش صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے ﴿مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَرِحْتُمُ بِاللَّهِ﴾ اور اگر غلط ہے تو نفسِ خطا کار کا قصور ہے ﴿وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمتِ کاملہ سے اس سعیِ ناچیز کو محض اپنے لطف و کرم سے قبول فرما کر دین و دنیا میں مجھے کامران اور آخرت میں میری بخشش کا سامان بنائے اور ہر خاص و عام کے لیے اسے نفع بخش اور مفید بنائے۔ وہو حسبی و نعم الوکیل۔

محتاجِ دعاء
محمد ظفیر عفی عنہ

WWW.KITABOSUNNAT.COM



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
حامدا و مصلیا و سلما اما بعد۔

دو لکھنے والے

﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيْنَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸، ۱۷)

”جب دو لکھنے والے فرشتے لکھتے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا، مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے۔“

فائدہ: لقولہ تعالیٰ: ﴿إِنْ رُسُلُنَا يَكْتُوبُونَ مَا تَمْكُرُونَ﴾ (یونس: ۲۱)

و قولہ تعالیٰ: ﴿إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُتِبْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (العناب: ۲۹)

دو فرشتے ہیں جو ہر انسان کے ساتھ اس کے اعمال لکھنے کے لیے ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اعمال کو اپنے صحیفے میں لکھتے رہتے ہیں۔ ایک اس کے داہنی طرف رہتا ہے جو (اس کے اعمال صالحہ کو لکھتا ہے) اور دوسرا اس کے بائیں جانب (جو اس کی برائیوں کو لکھتا ہے) وہ ہر وقت، ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتے ہیں (کراما کا تبین)

حسن بھری نے آیت مذکورہ ﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ﴾ تلاوت

فرما کر کہا:

اے ابن آدم! ایک تیری داہنی جانب، دوسرا تیری بائیں جانب، داہنی

جانب والا تیری صفات کو لکھتا ہے اور بائیں جانب والا تیری سیدنا اور گناہوں کو، اب اس حقیقت کو سامنے رکھ جو تیرا جی چاہے عمل کر اور کم کر یا زیادہ، یہاں تک کہ جب تو مر جائے گا تو یہ صحیفہ یعنی نامہ اعمال لپیٹ دیا جائے گا اور تیری گردن میں ڈال دیا جائے گا جو تیرے ساتھ تیری قبر میں جائے گا اور رہے گا۔ یہاں تک کہ جب تو قیامت کے روز قبر سے نکلے گا تو اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا:

﴿وَكُلُّ إِنْسَانٍ لَّزِمْنَهُ طَائِرُهُ ۖ فِي عُنُقِهِ ۚ وَنُخْرِجُ لَهُ ۖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ (نبی اسرائیل: ۱۴، ۱۳)

”اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر کے رکھا ہے اور (پھر) قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر (سامنے) کر دیں گے جس کو وہ (کھلا ہوا) دیکھ لے گا۔ (اس سے کہا جائے گا) اپنا نامہ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔“

امام احمدؒ نے حضرت بلال بن حارثؓ مزیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

انسان بعض اوقات کوئی کلمہ خیر بولتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، مگر یہ اس کو معمولی بات سمجھ کر بولتا ہے، اس کو پتا بھی نہیں ہوتا کہ اس کا ثواب کہاں تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رضا دائمی قیامت تک کے لیے لکھ دیتے ہیں، اسی طرح انسان کوئی کلمہ اللہ کی ناراضگی کا (معمولی سمجھ کر) زبان سے نکال دیتا ہے اس کو گمان نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ و وبال کہاں تک پہنچے گا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص سے اپنی دائمی ناراضی قیامت تک کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث نے مجھے بہت سی باتیں زبان سے نکالنے سے روک دیا۔ (معارف القرآن جلد ۸)

ایک حدیث شریف میں ہے:

ان الرجل يتكلم بالكلمة يضحك بها جلساه يهدى بها ابعده

من الثريا (ابن ابی الدنيا، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۵)

”آدمی ایک بات بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہم نشینوں کو خوش کرتا ہے اور اس کے باعث ثریا سے دور گر پڑتا ہے۔“

اکثر لوگ بے مقصد باتیں، لطیفے، ایک دوسرے کو ہنسانے کے لیے سناتے رہتے ہیں۔ ایک بار سبحان اللہ کہنے سے جنت میں ایک درخت لگتا ہے اور یہ فرشتوں کا وظیفہ ہے۔ لہذا ممکن حد تک بے مقصد باتوں سے بچنا چاہیے۔

زبان کی حفاظت کے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی اور بیشمار طریقوں سے اپنے امتیوں کو نصیحت، رہنمائی، تنبیہ فرمائی تاکہ ہم زبان کی آفتوں سے محفوظ رہ سکیں۔۔۔ محترم بھائی اور بہنو! ان احادیث مبارکہ کو پڑھ کر اپنی حیات مستعار کا ایک لمحہ اس مبارک رہنمائی میں گزاریں۔ ان شاء اللہ یہ دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات کا سبب بنے گا۔

WWW.KITABOSUNNAT.COM

صرف ایک کلمہ باعثِ درجات یا باعثِ جہنم

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ (رواه البخاری) وَفِي رَوَايَةٍ يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبَعْدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی نافرمانی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ گزرتا ہے کہ اس کی طرف اس کو دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے“ (بخاری، مشکوٰۃ)

جب بھی زبان کھولیں ”پہلے تو لیں پھر بولیں“ کو اپنا سنہری اصول بنالیں۔

جنت کی ضمانت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَتَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْمَحَنَةَ - (مشکوٰۃ، بخاری)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں کھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کرے گا اور (بدکاری، زنا کاری وغیرہ سے بچے گا) تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

انسان اپنے قدم سے اتنا نہیں پھسلتا
جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ يَقُولُ
الْكَلِمَةَ لَا يَهْوُلُهَا إِلَّا لِيُضْحِكَ بِهَا النَّاسَ يَهْوَى بِهَا أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَيَزِلُّ عَنْ لِسَانِهِ أَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَلَمِهِ

(مشکوٰۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا
کہ بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس
کلمہ کی وجہ سے (ہلاکت والی) گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے جس کا فاصلہ اس سے بھی
زیادہ ہوتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ انسان
اپنی زبان سے اتنا زیادہ پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے (بھی) نہیں پھسلتا۔“

زبان سے اعضاء کی التجا

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا
تُكْفَرُ اللِّسَانُ فَتَقُولُ إِنِّي اللَّهُ فَيُنَادِي نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ
اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اغْوَجَتْ اغْوَجْنَا - (مشکوٰۃ، ترمذی)

”حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کا بیٹا
(انسان) جب صبح کرتا ہے (یعنی سوکر صبح کو اٹھتا ہے) تو بدن کے سارے اعضاء
زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈراس
لیے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو اگر ٹھیک رہے گی ہم بھی ٹھیک رہیں گے، تو اگر
کج روی اختیار کرے گی تو ہم بھی کج رویوں میں گھر جائیں گے۔“

سارا بدن زبان کو چٹکی، غیبت، جھوٹ، اور بے کار باتوں سے روکنے کے علاوہ

پیارے پیغمبر ﷺ نے جسم کے تمام جوڑوں کا صدقہ دینے کا بہترین طریقہ بتلایا ہے۔

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ بند ہیں۔ آدمی کو لازم ہے کہ ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ کون ہے جو اس کی طاقت رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قَدْ رَخَعْتُ الصُّلْحَىٰ فُجْزَىٰ لَكَ۔ دو رکعت ضحیٰ (نماز اشراق) پڑھنی تجھ کو کافی ہے۔“

ﷺ! طلوع آفتاب کے وقت صرف دو رکعت کا ادا کرنا ۳۶۰ جوڑوں کا صدقہ کرنے کے برابر ہے۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ

الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ (بعلاری ج ۱ ص ۹۰)

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

(پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان ایذا نہ پائیں۔“

افسوس کہ آج ہماری اکثریت ایک دوسرے کی زبان اور ہاتھ سے زخمی ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان کے مطابق ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ دوسروں سے خیر خواہی کریں۔ سب سے بڑی خیر خواہی یہی ہے کہ اس کے عیب اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی کریں۔ صد افسوس! کہ دوسروں کے عیب ٹٹولنا، غیبت اور بلا وجہ دوسروں کی بابت نازیبا الفاظ (Remarks) ادا کرنا، دیگر بیماریوں کی طرح پورے معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ تھوڑی سی کوشش سے اس عادت کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ دوسرے بھائیوں کو بھی احساس دلایا جائے کہ دنیا اور آخرت کی تباہی کا باعث بننے والی اس عادت کو ترک کر دیں۔

بہترین اسلام کون سا ہے؟

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قُلُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ
 قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ - (بخاری جلد ۱ ص ۹۱)
 ”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے کہ (ایک مرتبہ) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول
 اللہ ﷺ! اسلام کون سا افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور جس
 کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

سب سے زیادہ خوفناک چیز

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاتَّخِذْ بِلِسَانٍ نَفْسِهِ وَقَالَ هَذَا۔

(رواہ الترمذی وصححہ)

”حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ ﷺ جن چیزوں کو آپ میرے لیے خوفناک خیال فرماتے ہیں ان میں
 سے زیادہ خوفناک کون سی چیز ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور
 فرمایا یہ (میں سب سے زیادہ خوفناک سمجھتا ہوں)“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبان کو سزا دی

وَعَنْ أَسْلَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ دَخَلَ يَوْمًا عَلَى أَبِي بَكْرٍ
 الصَّدِّيقِ رضی اللہ عنہ وَ هُوَ يَجِدُ لِسَانَهُ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ عَفَرَ اللَّهُ لَكَ
 فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنْ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ - (مشکوٰۃ سوطا مالک)

”حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
 کے پاس آئے اور اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
 ٹھہر واللہ تمہاری مغفرت فرمائے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اس زبان نے مجھے ہلاکت کے

مقامات میں ڈال دیا ہے۔“

شرم گاہ کے علاوہ دیگر اعضاء کا زنا

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى بَنِي آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّنا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَرْنَا الْعَيْنَ النَّظْرُ وَزَنَا اللِّسَانَ الْمُنْطَقِي وَالنَّفْسَ تَمْنَى وَتَشْتَهَى وَالْفَرْجَ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلُّهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ (بخاری ج ۲ ص ۴۴۱ حلیث نمبر ۱۱۷۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“

خاموشی ذریعہ نجات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَمَتَ نَجَا - (مشکوٰۃ رقم ۴۶۲۲، رواہ احمد والترمذی والدلمی والبیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔“

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَعْ بَيْتَكَ وَأَبْلِكْ عَلَى خَطِيئَتِكَ - (مشکوٰۃ رقم ۴۶۲۴، رواہ احمد والترمذی)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور پوچھا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو،

اپنے گھر میں پڑے رہو اور اپنے گناہوں پر روؤ۔“

دو باتیں نہایت ہلکی، لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں
طویل خاموشی اور خوش خلقی

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى
خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلَى
قَالَ طَوْلُ الصُّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ
الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا۔ (مشکوٰۃ، بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر! میں تجھے
دو ایسی باتیں بتاتا ہوں جو نہایت سبک اور ہلکی ہیں، لیکن اعمال کے ترازو میں بہت
بھاری ہیں، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: طویل
خاموشی اور خوش خلقی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخلوق کے
لیے ان دو خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔“

خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَقَامُ
الرَّجُلِ بِالصُّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً۔ (مشکوٰۃ، بیہقی)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا
خاموش رہنا ساٹھ سال کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔“

یاد رہے کہ مسلمان ہر حالت میں اور ہر آن اللہ کے دین کا محافظ، پیامبر اور نبی
عن المنکر کے عظیم مرتبہ پر فائز ہے۔ جب بھی اللہ کے حکم کی نافرمانی ہو رہی ہو، رسول
اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کے خلاف عمل ہو رہا ہو، کسی کو اللہ کا پیغام اور دین کا صحیح مسئلہ
سمجھانا مقصود ہو تو بولنا خاموشی سے افضل ہے۔ اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی

خیر خواہی، کسی مظلوم کی مدد، کسی کی ناراضگی اور لڑائی جھگڑے ختم کرانے کے لیے بولنا خاموشی سے بدرجہا افضل اور اللہ کی رضا کا باعث ہے۔

گفتگو کا جادو (کلام و شعر)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ لَسِحْرًا۔ (مشکوٰۃ، بخاری)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان سحر (جادو) کا اثر رکھتے ہیں۔“

عَنْ أَبِي بَنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشُّعْرِ حِكْمَةً (مشکوٰۃ ۴۰۷۳، متفق علیہ)

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض شعر حکمت (والے ہوتے) ہیں۔“

گندے شعروں سے پیپ بہتر ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَمْتَلِي جَوْفَ

رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِي شِعْرًا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پیٹ کو پیپ سے بھر لینا جو پیٹ خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر کو بھرے۔“

مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ

أَنْزَلَ فِي الشُّعْرِ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُحَادِّثُ بِسَيْفِهِ

وَلِسَانِهِ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض

کیا، اللہ تعالیٰ نے شعر کے متعلق جو حکم نازل فرمایا وہ ظاہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔“

بے مقصد گفتگو کا نقصان

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَوَفَّى رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ أَبْشِرْ بِالْحَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ لَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا يَنْعِيهِ أَوْ بِحِلٍّ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ - (ترمذی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ میں سے ایک شخص کی وفات ہو گئی اس پر ایک شخص نے کہا تو جنت کی بشارت سے خوش ہو جا، حضور اقدس ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ (اس کے اعمال کیا کیا تھے) ممکن ہے اس نے کوئی لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے خرچ کرنے میں کججوسی کی ہو جو خرچ کرنے سے نہیں گھٹتی۔“

بے مقصد بات اس کو کہتے ہیں جس سے دنیا اور آخرت کا فائدہ نہ ہو اس میں وہ باتیں بھی داخل ہیں جو دنیا و آخرت کے نقصان کا باعث ہوں اور وہ بھی جن میں فائدہ ہو نہ نقصان، جن چیزوں میں نقصان اور مواخذہ، عذاب ہے ان سے بچنا تو ہر انسان کی عقل کا تقاضا ہے، لیکن جن باتوں سے نہ نفع ہو نہ نقصان وہ بھی نقصان کی باتیں ہیں کیوں کہ اتنی دیر میں ذکر اللہ یا درود شریف یا قرآن پڑھ سکتے تھے۔ پس ان منافع کا ضائع کرنا نقصان اور خسران ہے۔ اس لیے خیر اسی میں ہے کہ خاموش رہے فراغت میں اللہ کا ذکر کرے اور بقدر ضرورت بات کرے جو جائز امور سے متعلق ہو، زیادہ کلام اگر چہ جائز ہے، دل میں تساوت اور سختی پیدا ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بے فائدہ کام

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَنْعِيهِ - (مالك، احمد)

”حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان

کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو بے فائدہ ہو۔“
 رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مصروفیت آنے سے پہلے فراغت کو غنیمت جانو،
 لیکن افسوس کہ وطن عزیز کے اکثر و بیشتر بھائی اس احساس سے محروم ہیں جب کوئی
 مصروفیت نہ ہو تو بے کار کاموں اور بے مقصد گفتگو میں وقت گزارنے کا بہانہ
 بنا کر عمر عزیز کے قیمتی لمحے گنوا دیتے ہیں۔ تاش، سنوکر، لطیفہ گوئی، نوجوانوں کے نزدیک
 وقت کا بہترین مصرف۔ فحش رسائل، بے مقصد فرضی کہانیاں، ڈائجسٹ، اور اخبارات
 کا مطالعہ ہے جس کی بدولت ہماری فکری سرحدیں اتنی کمزور ہو چکی ہیں کہ ہر سال
 دشمن ملک کی ایک تفریح (بسنت) کی نقالی پر ہمارے غریب ملک کے نوجوان ساٹھ
 ستر کروڑ روپیہ ضائع کر دیتے ہیں۔ ع

افسوس کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
 آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان دو باتوں کی قدر نہیں کرتا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوتَانِ فِيهَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ
 وَالْفَرَاغُ۔ (مشکوٰۃ)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی انسان قدر نہیں کرتا وہ
 تندرستی اور فراغت ہیں۔“

تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس ہستی ناپائیدار کا ایک ایک لمحہ نعمت سمجھ کر
 گزاریں۔ نوجوان نسل کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے لیے اپنے
 گھروں میں احادیث کی کتابیں، دین کے متعلق لٹریچر اور خصوصاً تاریخ اسلامی کی
 نامور ہستیوں کے حالات زندگی پر مبنی کتابیں رکھیں۔ خود بھی اللہ اور اس کے رسول
 ﷺ کا پیغام سمجھنے کے لیے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ بے شمار گھرانے ایسے ہیں جن
 میں دنیا کی ہر چیز (ضروری اور غیر ضروری) موجود ہے لیکن وائے افسوس! اللہ کے
 پیغام کو سمجھنے کے لیے ایک چھوٹی سی کتاب تک نہیں ہے۔ دین کا علم اور وہ علم جو بہتر
 زندگی گزارنے میں مددگار ہو سیکھنا عبادت ہے اور دوسروں کو سکھانا صدقہ جاریہ ہے۔

تمام بھائیوں سے مؤدبانہ گزارش ہے تعلیم کے محاذ پر اپنے گھر اور اہل محلہ کو ضرور توجہ دلائیں۔ وہ اپنے خاندان یا محلہ میں کم از کم کسی ایک بچے کو لکھنا پڑھنا سکھا کر اپنی اور ملک و قوم کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ صد حیف کہ ایک گھر کا بچہ ہزاروں روپیہ ماہانہ فیس ادا کر کے سکول جا رہا ہے اور دوسری طرف غریب اپنے بیٹے کو سائیکل کی مرمت، چائے کے برتن دھونے اور معمولی کاموں پر بھیج کر اپنے چولھے کا بندوبست کر رہا ہے۔ صاحب حیثیت بھائیو! اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی اور ضرور ہوگی۔ کوئی عذر کام نہ آئے گا لہذا توجہ کریں۔ قوموں کی ترقی کا راز حصول علم اور فروغ علم میں ہے۔ یاد رکھیں جہالت سب برائیوں کی ماں ہے۔

سچ اور جھوٹ

ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصَّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْحَنَةِ وَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّى الصَّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَ إِيَّاكُمْ وَ الْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُحُورِ وَ إِنَّ الْفُحُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَ يَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا۔ (بخاری)

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنا اختیار کرو اس لیے کہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں جاتی ہے اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے، تم جھوٹ سے بچو اس لیے کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور روزخ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کے یہاں کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) لکھا جاتا ہے۔“



اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کا تقاضا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ، فَلْيَصْدُقْ حَدِيثَهُ، إِذَا حَدَّثَ وَ الْيُودُ أَمَانَتَهُ، إِذَا التَّمِينُ وَلْيُحْسِنْ جَوَارَ مَنْ جَاوَزَهُ۔ (بیہقی)

”نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھے یا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے، اسے چاہیے کہ وہ اپنی گفتگو میں سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ٹھیک طرح سے ادا کرے اور ہمسائیوں کے ساتھ حق ہمسائیگی اچھی طرح ادا کرے۔“

جھوٹ سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ مِيلًا مِّنْ نِّتْنِ مَا جَاءَ بِهِ۔ (رواه الترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتے اس کے جھوٹ کی بو سے میل بھر دور چلے جاتے ہیں۔“

مومن جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں کیا جاتا

وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْحَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ۔ (احمد، بیہقی)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔“

مومن ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ

الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ، أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ
فَقِيلَ لَهُ، أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا - (موطأ مالک)

”حضرت صفوان بن سلیم ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا، کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔“

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِالسِّتَةِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ
بِالسِّتَةِهَا - (احمد)

”حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ایسی قوم پیدا نہ ہو جائے گی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں (یعنی اپنی زبانوں کو کھانے کا وسیلہ قرار دے گی اور جھوٹی باتوں یا فصاحت و بلاغت یا مدح و ذم سے روٹی کمائے گی)“

منافق کی علامت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا
حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا وُثِّقَ خَانَ - (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔“

معراج کا واقعہ

عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ اتَّبَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ، يَشْقُ شَيْئُهُ، فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذِبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْاَفَاقَ فَيَصْنَعُ بِهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - (بخاری)

”حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ شخص جس کو تم نے (معراج کی رات) دیکھا تھا کہ اس کے جڑے چیرے جارہے تھے وہ بہت جھوٹا تھا اور اس طرح جھوٹ باتیں اڑاتا تھا کہ دنیا کے تمام گوشوں میں وہ پھیل جاتی تھیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔“

جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو کچھ

سنے اس کو دوسروں سے بیان کر دے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (بروایت) وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ - (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو سنے آگے بیان کر دے اور ایک دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے۔“

جھوٹی احادیث بیان کرنے والے

مَنْ كَذَبَ عَلَىٰ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ - (بخاری)

مَنْ يُقُلْ عَلَىٰ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ - (بخاری)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اتَّقُوا
الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

”آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں
بنائے۔“

”جو کوئی مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں
بنالے۔“

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے بچو، مگر جو صحیح معلوم ہو۔ پس جس
نے مجھ پر قصد اچھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔“
جو لوگ اپنے مطلب کی بات کی تائید کے لیے موضوع اور ضعیف روایات کا
سہارا لے کر اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں انھیں اللہ سے ڈرتے ہوئے اس حدیث
مبارکہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اس معاملہ میں سب سے غیر ذمہ دارانہ رویہ اُن علمائے کرام کا ہے جنہوں نے
اپنے مسلک کے بزرگوں کی لاعلمی یا سحر سے کوئی ضعیف روایت جو اُن کی کتب میں
آگئی ہے سے رجوع نہیں کیا بلکہ اُنہی ضعیف اور موضوع روایات کو بیان کر رہے
ہیں۔ ایسے مبلغین اسلام بھی اپنے ٹھکانے کی فکر کریں۔

الحمد للہ! محدثین کرام (اللہ پاک ان پر کروڑہا رحمتیں برسائے) نے اپنی زندگیاں
کھپا کر احادیث کے صحیح مجموعے مرتب فرمادیئے ہیں۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
کا ”سلسلہ احادیث صحیحہ“ اس رہنمائی کے لیے ایک شاہ کار ہے لہذا جب بھی کسی بھائی کو
معلوم ہو جائے کہ یہ روایت مستند نہیں تو وہ ہرگز آگے بیان نہ کرے۔

جھوٹ کی اجازت

وَعَنْ أُمِّ كَلثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَتْ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ قَالَتْ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيُنْمِي خَيْرًا۔ (مشکوٰۃ، منفع علیہ)

وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَرْخُصُ فِي شَيْءٍ مِّمَّا يَقُولُ النَّاسُ كِذْبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ۔ الْحَرْبُ وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَ حَدِيثُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ وَ حَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا وَ ذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آيَسَ فِي بَابِ الْوَسْوَسَةِ۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كِذْبُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ، لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ بن ابی معیط کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو اپنی جھوٹی باتوں سے لوگوں کے درمیان اصلاح کرے۔ (یعنی صلح کرائے) دونوں فریق سے بھلی بات کہے اور ایک کی طرف سے دوسرے کو بھلی بات پہنچائے۔

”مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نہیں سنا کہ نبی ﷺ نے جھوٹ بولنے کی کسی امر میں اجازت دی ہو مگر تین باتوں میں۔ ایک تو لڑائی میں، دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور تیسرے میاں بیوی کی باتوں میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث قد ایں، دوسرے کے باب میں بیان کی جائے گی۔“

”حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا صرف تین موقعوں پر جائز ہے۔ ایک تو مرد کا جھوٹ بولنا، اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے، دوسرے جنگ میں جھوٹ بولنا، تیسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں جھوٹ بولنا۔“

بہلانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْهُ تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا أَرَدْتَ أَنْ تُعْطِيَهُ قَالَ أُعْطِيهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْفًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كَذِبَةٌ۔ (ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے مجھ کو ایک روز بلایا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے کہا: ”لے ادھر آ، میں تجھے چیز دوں گی“ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے کیا دینے کی نیت کی ہے، اس نے کہا میں کھجور دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔“

ہمارے گھروں میں بھی عام یہی حالت ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لے کر ان کو خوش کر دیا جاتا ہے۔ عام زندگی میں بھی تفریح کے طور پر جھوٹ بولنا ایک عادت بنا ہوا ہے۔ جب بھی کوئی ایسا خیال آئے تو یہ سوچ کر رک جائیے کہ یہ معمولی بات اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور ایک مسلمان کے لیے اللہ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

ہنسارے کے لیے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ۔ (ابوداؤد)

”مسدد بن مسرہ، یحییٰ، بہر بن حکیم نے اپنے باپ سے سنا، اس نے اپنے باپ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے تباہی ہے اس شخص کے لیے جو جھوٹ بولے۔ لوگوں کو ہنسانے کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے۔“

ناحق مال کھانے کے لیے جھوٹی قسم کی وعید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرًا يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرَأٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ غَضَبَانِ۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے قسم کھائے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ پاک سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے ہوگا۔“

کلام میں مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَكُ الْمُتَنَطِعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (رواہ مسلم)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ہلاک ہوئے کلام میں مبالغہ کرنے والے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے۔“

مبالغہ کرنے والوں کے منہ میں خاک

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ۔ (مسلم)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہوں (جھوٹی تعریف) تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

تعریف کس طرح؟ اور مبالغہ کی ممانعت

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ قَالَ إِنْ نَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ

وَيَلْكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَعْيُكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ
فَلْيَقُلْ أَحْسِبْ فَلَانَا وَاللَّهِ حَسْبِي إِنَّ اللَّهَ كَانَ يُرَى إِنَّهُ كَذَلِكَ وَ
لَا يُرْشَى عَلَى اللَّهِ أَحَدًا۔ (متفق علیہ)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی تعریف (مبالغہ کے ساتھ) کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کرنے والے سے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر تو نے اپنے بھائی کی گردن ماردی۔ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد فرمایا اگر تم کسی کی تعریف کو ضروری سمجھو تو اس طرح کہو کہ میں فلاں شخص کی نسبت یہ خیال رکھتا ہوں یا فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں (مثلاً مرد صالح، نجی) اور اللہ حقیقت حال سے خوب واقف ہے۔ وہی حساب کرنے والا، جزا دینے والا، اور یہ بھی اس صورت میں کہے کہ وہ اس شخص کی نسبت ایسا ہی خیال رکھتا ہو اور اللہ پر کسی شخص کی نسبت یقین کے ساتھ یہ حکم نہ لگائے کہ وہ یقیناً ایسا ہی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

ہمارے ہاں شخصیت پرستی کا بہت رجحان ہے۔ دیہی معاملات میں پیر، فقیر، گدی نشین، صاحب زادے، شیخ، شیخ طریقت اور حضرت صاحب کسی نہ کسی طرح لوگوں کے دلوں پر راج کر رہے ہیں۔ اسی طرح دنیاوی معاملات میں چوہدری وڈیرے، ممبران، سیاست دان اپنی دنیا کے بادشاہ ہیں۔ ان کے حلقہ اثر میں شامل کوئی شخص (الا ما شاء اللہ) ان کو انسان سمجھنے پر تیار نہیں (یاد رکھیے انسان خطا کا پتلا ہے جس سے خطا نہیں ہوتی وہ انسان نہیں) ان کی ایسی ایسی تعریف کرتے، ان کے ایسے ایسے کارنامے بیان کرتے ہیں کہ الامان۔! دین دار لوگ اپنے مشائخ کی بابت اللہ کے گھروں میں فخریہ بیان کریں گے کہ ہمارے شیخ 40 سال عشاء کے وضو سے فجر ادا کرتے رہے۔ اگر سچ بھی مان لیا جائے تو ان اللہ کے بندوں سے پوچھیے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کون سی سنت ادا کی گئی ہے۔ کبھی بیان کریں گے کہ ایک صاحب 20 سال ستوپھانک کر گزارا کرتے رہے۔ تاکہ کھانا کھانے میں جو وقت

صرف ہوتا ہے ذکر کرنے میں گزارا کریں۔ محترم بھائی! مسلمان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، کھانا پینا، حتیٰ کہ بیوی کے ساتھ وقت گزارنا بھی سب کچھ عبادت ہے بشرطیکہ یہ سب کچھ اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ہو، لیکن شاید ایسی باتیں کر کے وہ اپنے بزرگوں کو مافوق الفطرت ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ انسان کی عظمت انسان ہونے میں ہی ہے۔

ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو پیش نظر رکھیں۔ مبالغہ سے بچیں، ہمیشہ اعتدال کی راہ اپنائیں۔ کسی کی بے جا تعریف نہ کریں اور نہ حد سے بڑھائیں۔

نیک آدمی کی تعریف

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَ يُحَمِّدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلٌ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اچھے اعمال کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ مومن کو بالفعل خوشخبری ہے۔“

فاسق کی تعریف سے عرش الہی کانپ اٹھتا ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَهُتَزَلَتْهُ الْعَرْشُ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ تعریف کرنے والے پر ناراض ہوتا ہے اور اس کی تعریف سے عرش کانپ اٹھتا ہے۔“

فحش کلامی (گالی گلوچ)

حیا اور زبان ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ فحش گوئی اور بے ہودہ باتیں نفاق کی دو

شاخیں ہیں:

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِي شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَّاتُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ - (ترمذی)
 ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش اور بے ہودہ باتیں نفاق کی دو شاخیں ہیں۔“

اللہ کا دشمن

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنْ أَثْقَلَ شَيْءٌ يُوضَعُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلِقَ حَسَنٌ وَإِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِي - (ترمذی)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے زیادہ وزنی ہوں گی وہ حسن خلق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بے ہودہ گو کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔“

مثل مشہور ہے کہ خندہ پیشانی سے پیش آنے پر کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن یہ آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ دوست و احباب میں احترام کے علاوہ اللہ کے ہاں کتنا بڑا انعام کا مستحق کام ہے۔ حسن اخلاق، شیریں بیانی، نرمی اور پیار سے بات کرنا، قیامت کے روز میزان میں سب سے بھاری اعمال ہوں گے۔ گھر میں، بازار میں، بڑوں اور بچوں سب سے نرمی ہی سے پیش آیا جائے۔ اکثر لوگ باہر تو بہت ہنس مکھ اور صاحب اخلاق مشہور ہوں گے لیکن گھر میں انتہائی ترش اور سخت گیر۔ وہ غور سے اس حدیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرٌ لِأَهْلِي - (ترمذی)

”تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہوں۔“

حسن اخلاق کا درجہ راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

گالی دینے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْمُسْتَبَانِ مَا قَالَا

فَعَلَى الْبَادِي مَا لَمْ يَتَّخِذِ الْمَظْلُومُ۔ (مسلم، ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص جب گالی گلوچ کریں تو دونوں کا گناہ اسی پر ہوگا جو ابتداء کرے گا جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بری بات سننا پسند نہیں کرتے تھے

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا

يُتْلَغَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُخْرَجَ

إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے کوئی شخص مجھے کسی شخص کے متعلق کوئی بری بات نہ سنائے۔ اس لیے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس سے آؤں تو میرا سینہ صاف ہو اور نہ میں کسی سے ناراض ہوں۔“

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ (منفق علیہ) وَفِي رَوَايَةٍ مُسْلِمٌ نَمَامٌ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں قنات کی جگہ نام ہے۔“

چغل خوری کبیرہ گناہوں میں سے ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِطَّانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ يُعَذِّبَانِ وَمَا يُعَذِّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ وَ إِنَّهُ لَكَبِيرَةٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِحَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكَسْرَتَيْنِ أَوْ اثْنَتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْبَسَا۔ (بخاری)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لائے، تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو بظاہر کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں ہو رہا ہے، ان میں ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی جب تک یہ خشک نہ ہوں۔“

دوسروں کی برائیاں بیان کرنا ہماری معاشرت کا جزو بن چکا ہے، بلکہ عزیز و احباب جب اکٹھے ہوں تو صرف اور صرف دوسروں کے ذکر ہی سے دل بہلاتے ہیں اور دانستہ ایک دوسرے سے غلط باتیں منسوب کرنا جس سے نفرت پیدا ہو، دوست و عزیز ایک دوسرے سے دور ہوں، عام عادت ہے۔ افسوس کہ ہم ایسی اخلاقی بیماریوں کو معمولی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔ ایسی باتوں کا خوفناک انجام حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ محترم بھائی اور بہنیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان فتنہ عادات کو ترک کر دیں۔

اللہ کے بہترین اور بدترین بندے

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَتْ

يَزِيدُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حَيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رَأَوْا ذِكْرَ اللَّهِ وَشِرَارَ
عِبَادِ اللَّهِ الْمَشَاوُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفْرَقُونَ بَيْنَ الْأَجْبَةِ الْبَاغُونَ الْبَرَاءِ
الْعَنْتِ - (احمد، بیہقی)

”حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں
کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ
یاد آئے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں،
دوستوں کے درمیان جدائی پیدا کرتے ہیں اور پاک لوگوں سے فساد و گناہ اور ہلاکت
و زنا کے متوقع رہتے ہیں۔“

دورخی (دوغلہ پن)

قیامت کے دن۔۔۔۔ بدترین لوگ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْشُونَ شَرَّ النَّاسِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوُجْهِينَ الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهُلَاءَ بِوَجْهِهِ -
(مشکوٰۃ، منفق علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم قیامت
کے دن بدترین لوگوں میں انھیں پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے منافق ہوں گے (یعنی
منہ دیکھی بات کہتے ہوں گے) اس کے پاس جائیں گے تو اس کی سی کہیں گے اور اس
کے پاس جائیں گے تو اس کی سی کہیں گے۔“

اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے، پورا معاشرہ اس لعنت میں گرفتار ہے۔ چڑھتے
سورج کی پوجا، جو سامنے آئے اسے اچھا کہنا، زندگی کا ایک جزو بن چکا ہے۔ جب
بھی کوئی صاحب حیثیت افسر یا استدان اپنے مقام سے الگ کر دیا جائے تو پھر لوگوں
کا اس کی بابت جس طرح رویہ بدلتا ہے اس کا ذکر ہی باعث شرم ہے۔ لوگوں نے اپنی
مطلب براری کے لیے دو دونیں، کئی کئی چہرے سجا رکھے ہیں۔ انھیں اللہ کی ناراضگی

سے ڈرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

قیامت کے دن دو غلے کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی

عَنْ عَمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔ (ابوداؤد)

”حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دو منہ ہوں قیامت کے دن اس کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔“

مومن کی شان

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا بِالْفَاحِشِ وَلَا بِالْبَذِيٍّ۔ (ترمذی، بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن (کامل) نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا، اور نہ زبان دراز۔

لعنت کرنا

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَبَدَتْ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَافًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لَعَنَ فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کر دیئے جاتے ہیں (یعنی اس لعنت کو آسمان پر جانے کا راستہ نہیں دیا جاتا) پھر وہ لعنت زمین کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور زمین کے

دروازے بھی اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے اور اس جانب بھی وہ راستہ نہیں پاتی آخر وہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ لعنت کا اہل ہو تو اس پر ٹھہر جاتی ہے اور اگر وہ اہل و مستحق لعنت نہیں ہے تو لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“

ایک دوسرے پر لعنت کرنے والے فرمان رسول ﷺ کو سامنے رکھیں۔ جب بھی غصہ آئے تو ایسے سخت الفاظ زبان سے نہ نکالیں۔

دوزخ کی بددعاء دینے کی ممانعت

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَلْعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا يَغْضَبِ اللَّهُ وَلَا يَجْهَنَّمُ وَفِي رَوَايَةٍ وَلَا يَلْئَنَارِ (ترمذی)

”سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، آپس میں اس طرح لعنت نہ کرو، تجھ پر خدا کی لعنت ہو، اور نہ غصہ الہی نازل ہونے کی بددعاء کرو اور نہ دوزخ میں داخل ہونے کی بددعاء کرو۔“

لعنت ایک طرح کی بددعاء ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ سخت لفظ عام گفتگو میں لوگ استعمال کرتے ہیں۔ ”وہ برا لگتی ہے“۔۔۔ ”لعنت ہے تجھ پر“۔۔ وغیرہ۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا حکم مانتے ہوئے ہرگز ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ بہت سخت گناہ ہے۔۔ اور گھروں میں مائیں، بہنیں تو بہت کثرت سے لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کو ایسے ایسے الفاظ کہہ جاتی ہیں کہ الامان الحفیظ! ان بہنوں سے گزارش ہے کہ اپنی زبان کو پاکیزہ رکھیں اور ایسے الفاظ جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں ہرگز استعمال نہ کریں۔

کسی چیز پر لعنت نہ کرو

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحَ رَدَّاهُ

فَلَعْنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَعْلَنُهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ

شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہوانے ایک شخص کی چادر کو اڑا دیا، اس شخص نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو، اس لیے کہ وہ تو مامور ہے (یعنی حکم الہی سے چلتی ہے) جو شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے اگر وہ چیز لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو لعنت کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“

زیادہ لعنت کرنے والے

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ

اللَّعَانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شَفَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زیادہ لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ تو شہادت دینے والے ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے۔“

عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کی نماز کے لیے تشریف لے جا رہے تھے عورتوں پر آپ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں صدقہ کیا کرو؟ کیوں کہ مجھے سب سے زیادہ تم دوزخ میں دکھائی گئی ہو عورتو نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں کر؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تُكْثِرُونَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ۔ (بخاری و مسلم)

(یعنی) تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔

عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں، یعنی کوسنا پیٹنا، برا بھلا کہنا اور الٹی سیدھی باتیں زبان سے نکالنا یہ عورتوں کی عادت کا حصہ ہے۔ شوہر، اولاد، بہن، بھائی، جانور چوپایہ، آگ، پانی، غرض یہ کہ ہر چیز جو خلاف مزاج ہو کو کوستی رہتی ہیں۔ قابل احترام

بہنو! یہ بات اللہ کو بہت ناپسند ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کو دوزخ میں داخل ہونے کا سبب بتایا۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ ایک صحابی خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو ام السائب کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ کپکپا رہی ہے۔ دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ بخار آ گیا ہے، اللہ اس کا برا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برانہ کہو کیوں کہ وہ تو انسانوں کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ (مسلم)

صدیق اور لعنت کرنے والا اکٹھے نہیں ہو سکتے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيقِهِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَعَانَيْنِ وَصَدِيقَيْنِ كَلَّا وَرَبِّ الْكُعْبَةِ فَأَعْتَقَ أَبُو بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيقِهِ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا أَعُوذُ۔ (بیہقی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ابو بکر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم نے لعنت کرنے والوں اور صدیقوں کو یکجا دیکھا ہے۔ قسم ہے پروردگار کعبہ کی دونوں باتیں ایک شخص میں ہرگز (جمع) نہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی روز اپنے بعض غلاموں کو آزاد کر دیا اور پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آئندہ میں (کبھی) ایسا نہ کروں گا۔“

غیبت کسے کہتے ہیں؟

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَتَذَرُونَ مَا الْغَيْبَةُ

قَالُوا اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، أَعْلَمَ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْمُرُهُ فَيُذِلَّ أَفَرَأَيْتَ
إِنْ كَانَ فِي أَحْيَى مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَ
إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے کہ (اگر وہ سامنے ہو) اس کو ناگوار ہو، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہی تو غیبت ہوگی، نہیں تو بہتان اور افترا ہے۔“

کسی کی نقل کرنا غیبت ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا أُحِبُّ إِنِّي
حَكَيْتُ أَحَدًا وَإِنْ لِي كَذَا وَ كَذَا۔ (رواہ الترمذی و صححہ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں کسی کی نقل کرنے کو پسند نہیں کرتا اگرچہ میرے لیے ایسا اور ایسا ہو، کسی کی نقل کرنا غیبت میں داخل ہے۔“

غیبت کا ایک کلمہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو؟

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَسْبُكَ مِنْ
صَفِيَّةٍ كَذَا وَ كَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً لَوْ مَرَجَ بِهَا
الْبَحْرُ لَمَزَّ حَتُّهُ۔ (المشکوٰۃ، رواہ احمد، والترمذی و ابو داؤد)
”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت عرض کیا، آپ کے سامنے اتنا کافی ہے کہ وہ ایسی ہے، وہ ایسی ہے۔ (یعنی وہ پست قد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تم نے ایک ایسا کلمہ

کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ سمندر پر غالب آ جائے۔“
 مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اس ایک کلمہ کی جب یہ حالت ہے کہ
 سمندر کی حالت کو بدل دے تو اس کا گناہ کتنا بڑا ہوگا؟ یعنی اتنی سی غیبت بھی ناجائز اور
 حرام ہے۔



غیبت کرنے والے تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچتے ہیں

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا عُرِجَ بِي رَسُولِي
 مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَحْمِشُونَ وَجُوهَهُمْ وَ
 صَلَوَرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
 لَحُومَ النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے اوپر
 لے گیا (معراج میں) تو وہاں میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے
 تھے اور ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا
 جبریل یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں
 (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔“

غیبت --- دوزخ کا لقمہ اور دوزخ کا لباس ہے

وَعَنِ الْمُسْتَوْدِدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ
 فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُ، مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كَسَى ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ
 فَإِنَّ اللَّهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ، مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَّقَامَ سَمْعَةَ وَ
 رَبِئَاءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُومُ لَهُ مَقَامَ سَمْعَةَ وَ رَبِئَاءٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (ابوداؤد)

حضرت مستورد رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی برائی اور غیبت کر کے ایک لقمہ کھائے، اللہ تعالیٰ اسے اس لقمہ کے مانند دوزخ کی آگ کھلائے گا جو شخص کسی مسلمان کی اہانت و ذلت کے معاوضے میں کپڑا پہنے اسے اللہ تعالیٰ اسی کی مانند دوزخ کی آگ کا لباس پہنائے گا۔ جو شخص کسی کو کھڑا کر کے یا خود کھڑا ہو کر لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنی خوبیاں اور برائیاں سنائے، قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں اور کمزوریاں دکھانے اور سنانے کے لیے کھڑا ہوگا۔“

غیبت سے نماز، روزہ ضائع ہو جاتا ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ وَكَانَ صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَاةَ وَقَالَ أَعْبُدُوا وَضُوءَكُمْ وَصَلُّوْكُمْ وَأَمُضُوا فِي صَوْمِكُمْ وَأَقْضُوا يَوْمًا آخَرَ قَالَ لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِغْتَبْتُمْ فَلَانَا۔ (مشکوٰۃ رواہ البیہقی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دو روزہ دار شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جاؤ، دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھو اور اپنا روزہ پورا کر کے دوسرے دن قضا روزہ رکھو۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس لیے کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔“

غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزَّانَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ فَيَتُوبُ فَيَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ وَإِنْ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يَغْفِرُ لَهُ، حَتَّى

يَغْفِرُ لَهُ، صَاحِبُهُ، وَ فِي رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزَّانَا يَتُوبُ وَ

صَاحِبُ الْغَيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ۔ (المشکوۃ، روی البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابوسعید اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بدتر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے بری کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر زانی تو یہ کرتا ہے اور اللہ اسے بخش دیتا ہے، لیکن غیبت والے کو اللہ نہیں بخشتا جب تک کہ وہ شخص اسے معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ زانی توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں۔“

غیبت، بدگمانی، جاسوسی، حسد اور حرص سے بچو

وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ

فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَ لَا تَحَسُّسُوا وَ لَا تَحَسُّسُوا وَ لَا

تَنَاجَشُوا وَ لَا تَحَاسَدُوا وَ لَا تَبَاغَضُوا وَ لَا تَذَابَرُوا وَ كُونُوا

عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَ فِي رِوَايَةٍ وَ لَا تَنَافَسُوا۔ (مشکوۃ، منق علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، اس لیے کہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے، کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو، جاسوسی نہ کرو، اور کسی کے سودے کو نہ بگاڑو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں غیبت نہ کرو، اور اللہ کے سارے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور ایک روایت میں ہے کہ آپس میں حرص نہ کرو۔“

مسلمان کی ناحق آبروریزی

وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ مِنْ أَرَبَى الرَّبُّوَا

الْإِسْطِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ (مشکوٰۃ ، رواہ ابوداؤد

والبیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت سعید بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا سود مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔“

غیبت کو روکنا

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اغْتَيْبَ عَنْهُ، أَخُوهُ الْمُسْلِمِ وَ يَقْدِرُ عَلَى نَصْرِهِ فَنَصْرُهُ نَصْرُهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنْ لَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى نَفْسِهِ أَدْرَكَهُ اللَّهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (شرح السنۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس مسلمان بھائی کی مدد کرنے پر قادر ہو اور اس کی مدد کرے اور اگر اس کی مدد نہ کی ہو جب کہ وہ مدد کرنے پر قادر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کا بدلہ دے گا۔“

غیبت بہت بڑا گناہ ہے جب بھی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے تو اسے روک دیں اور پھر کسی کا عیب ڈھانپنا بذات خود بہت اجر و ثواب کا باعث ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دیکھا عیب (کسی مسلمان کا) پھر ڈھانک دیا اس کو تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا کسی زندہ گاڑھے ہوئے کو بچانے کا اجر ہے۔

یعنی معمولی سی احتیاط دہرے اجر کا باعث ہے۔ غیبت سننے اور سنانے سے محفوظ رہا (دوسرا کسی کا ستر ڈھانپنے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی)

جو شخص غیبت سے روکے گا اللہ تعالیٰ اس

کو دوزخ سے آزاد کر دے گا

وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ زَبَّ عَنْ لَحْمٍ أَحْيَاهُ بِالْمَغْيِبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُعِقِّقَهُ مِنْ النَّارِ۔

(مشکوٰۃ، رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کا گوشت کھانے یعنی غائبانہ غیبت کرنے سے روکے تو اللہ پر اس کا حق ہے کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے گا۔“

جو مسلمان کی آبروریزی سے روکے، اس کو اللہ

تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عَرَضٍ أَحْيَاهُ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَرُدَّهُ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (المشکوٰۃ، رواہ فی شرح السنۃ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی آبروریزی سے کسی کو روکے (یعنی غیبت وغیرہ سے) تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ وہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے، قیامت کے دن پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (یعنی ہم پر مومنوں کی مدد واجب ہے)

مسلمان کی بے حرمتی کو روکنے والا

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ يَحْدُلُ أَمْرًا مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يَنْتَهَكَ فِيهِ حُرْمَتَهُ، وَ يُنْتَقَضُ فِيهِ مِنْ عَرَضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرَتَهُ، وَ مَا مِنْ أَمْرٍ

مُسْلِمٌ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْقَضُ فِيهِ مِنْ عَرَضِهِ وَيَنْتَهَكَ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرَتَهُ۔

(ابوداؤد)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی اس موقع پر مدد نہ کرے جہاں کہ اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے یا اس کی آبروریزی کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اس موقع پر نہ کرے گا جہاں وہ اس کی (اللہ کی) مدد کو پسند کرتا ہو (یعنی دنیا اور آخرت میں) اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسے موقع پر مدد کرے جہاں کہ اسکی بے حرمتی کی جاتی ہو یا آبروریزی کی جاتی ہو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اس موقع پر کرے گا جہاں وہ اس کی مدد کو پسند کرتا ہے۔“

غیبت کا کفارہ

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ مِنْ كَفَّارَةِ الْغَيْبَةِ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ إِغْتَابَتْهُ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کی اور اپنی مغفرت کی دعاء کرو۔“ (اس روایت کی سند میں ضعف ہے)

مسلمان کو عیب لگانے کا عذاب

وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللَّهُ مَلَكَ يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ بِهِ شَيْنَهُ حَبَسَهُ اللَّهُ عَلَى حَسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد)

”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص

کسی مسلمان کو منافق سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کو فرشتے بھیجے گا جو اسے قیامت کے دن دوزخ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس پر عیب لگاتی ہو اور عیب لگانا ہی اس کا مقصد تھا تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے پل (پل صراط پر) پر قید کر دے گا، یہاں تک کہ اس کی سزا پوری ہو جائے یا پھر وہ اسے راضی کرے۔“

مسلمان کا عیب

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَرَّهَا كَانَ كَمَنْ أَخْبَى مُؤَدَّةً (مشکوۃ، رواہ احمد، والترمذی و صحیحہ)
 ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور وہ اسے چھپائے تو اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہوگا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچایا۔“

مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لَا خِيَةَ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔ (مشکوۃ، متفق علیہ)
 ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا۔ ان دونوں میں سے ایک اس کلمہ کفر کا مستحق قرار پاتا ہے“ (یعنی دونوں میں سے ایک کافر ٹھہرتا ہے۔ اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا واقعی کافر ہے تو اس کلمہ کا وہی مستحق ہے اگر وہ ایسا نہیں تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔)

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا عَادَ عَلَيْهِ۔ (متفق علیہ)
 ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی کو کافر

کہہ کر پکارے یا اللہ کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔“

تجسس (ٹوہ لگانا) کی ممانعت

عَنْ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَّا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقِيلَ هَذَا فُلَانٌ تَقَطَّرُ لِحَيْتُهُ خَمْرًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّا قَدْ نَهَيْنَا عَنِ التَّحَسُّسِ وَلَكِنْ إِنْ يُظْهِرَ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذَ بِهِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا، لوگوں نے کہا، یہ وہ شخص ہے جس کی داڑھی میں شراب پھینتی تھی۔ عبد اللہ نے کہا ہم منع کئے گئے ہیں ٹوہ لگانے سے لیکن اگر کوئی بات ظاہر ہو جائے تو ہم مواخذہ کریں گے۔“

خوش طبعی اور مزاح

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس خوش طبعی میں بھی سچ بات کہتا ہوں۔“

بچوں سے خوش طبعی

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ الْغُفَيْرُ كَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے یہ فرمایا کرتے عمیر تمہارا بغیر کیا

ہوا (غیر ایک چڑیا کا نام تھا) انس ؓ کے بھائی عمیر اس سے کھیل کرتے تھے اور وہ مر گئی تھی۔“

بڑوں پر واجب ہے، بچوں سے شفقت اور محبت سے پیش آئیں، ان سے کوئی کوتاہی یا غلطی سرزد ہو جائے تو گالی گلوچ اور مار پیٹ کی بجائے درگزر کریں۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ میں دس برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا اور پیارے پیغمبر ﷺ نے مجھے دس برس میں اف تک نہ کہا۔ وہ مسلمان بھائی اور بہنیں جن کے پاس غریب بچے پچیاں کام کرتے ہیں انھیں اسوہ رسول ﷺ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے اور پیارے رسول ﷺ کی سنت مبارک پر عمل کرنا ہی سعادت اور نجات کا باعث ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا مزاج

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدٍ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا لِنَوْقٍ۔ (المشکوۃ، تواتر الترمذی، ابوداؤد)

”حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے سواری کے لیے اونٹنی کا ایک بچہ دوں گا۔ اس شخص نے کہا، میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا، اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہے۔“

حضرت انس ؓ سے مزاج

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ۔ (رواہ ابوداؤد و الترمذی)

”حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے دو کانوں والے!“

بڑھیا جنت میں نہ جائے گی

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ عَجُوزٍ أَنَّهُ لَا تُدْخِلُ
الْجَنَّةَ عَجُوزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهَا وَمَا لَهَا وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهَا أَمَا
تَقْرَأِينَ الْقُرْآنَ ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۝ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (مشکوٰۃ،

رواہ دذین وفی شرح السنۃ بلفظ المصابیح)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا، بڑھیا جنت میں نہ جائے گی، بڑھیا نے عرض کیا کیا سبب ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گی۔ یہ بڑھیا قرآن پڑھی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قرآن میں یہ (آیت) نہیں پڑھی، ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۝ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (یعنی ہم عورتوں کو جنت میں دوبارہ پیدا کریں گے، ہم انھیں کنوا ریاں بنا دیں گے)

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خوش طبعی

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ
تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ
أَكُلِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُلِّكَ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ
إِنَّمَا قَالَ ادْخُلْ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ۔ (مشکوٰۃ، رواہ ابو داؤد)

”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا، اندر آ جاؤ، میں نے مزاح کے طور پر عرض کیا، رسول اللہ ﷺ سب کا سب ہی آ جاؤں (یعنی سارے بدن کو اندر لے آؤں) آپ ﷺ نے فرمایا سارے بدن کو اندر لے آؤ۔ چنانچہ میں خیمے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس حدیث کے راوی عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ عوف بن مالک نے یہ جملہ اس لیے کہا تھا کہ خیمہ چھوٹا تھا۔“

پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف دینے والی عورت کا انجام
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنْ فَلَانَةٌ
 وَ تَذَكَّرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَوَاتِهَا وَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهُا تُؤْذِي
 جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ فَلَانَةٌ
 تُذَكِّرُ قَلَّةَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا وَ صَلَوَاتِهَا وَ إِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَنْوَارِ مِنَ
 الْأَقْطِ وَ لَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا جِيرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ - (بہمنی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول
ﷺ فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور خیرات کرنے میں بہت
 شہرت رکھتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا، وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!
 فلاں عورت جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے، بہت کم خیرات
 کرتی ہے، اور بہت کم نماز پڑھتی ہے۔ وہ صرف پیر کے چند ٹکڑے اللہ کی راہ میں
 دیتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ
 جنت میں جائے گی۔“

مسلمان کی پہچان

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ
 مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کے
 بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے
 محفوظ نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں
 داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس

ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا برا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے تو اچھا ہے اور اگر وہ کہیں کہ تو برے کام کرنے والا ہے تو، تو برا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ پڑوسی ہوں گے۔ (رواہ احمد)

ہمسائیگی (Neighbourhood) معاشرتی زندگی کا بہت اہم جزو ہے۔ انسان فطرتاً مل جل کر رہنے کا عادی ہے، لیکن ہمسائیگی کو جو عزت و شرف اسلام نے دیا ہے کسی مذہب اور معاشرہ میں موجود نہیں۔ یورپ اور ان کی تہذیب سے متاثرہ لوگ کی حالت یہ ہے کہ اکثریت اپنے پڑوسی سے قطعاً بے خبر رہتی ہے۔ نہیں معلوم کون رہتا ہے اور کس حال میں ہے جب کہ مسلمانوں کو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ہمسایہ کے حقوق کی بابت اس قدر تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ ہمسایہ کو وراثت میں حصہ داروں میں شامل نہ کر لیا جائے۔ (مسلم)

لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اکثریت ہمسایوں کے سلوک سے شاک کی نظر آتی ہے۔ اس شکایت کا تعلق زبان سے ہو یا ہاتھ سے۔

ہمارے ہاں امیر طبقہ کے پوش ایریا اور کالونیوں میں بسنے والوں کی اکثریت اپنے پڑوسیوں سے بے خبر رہتی ہے، بلکہ کسی سے تعارف نکالنا، میل ملاپ رکھنا ان کے نزدیک خلاف تہذیب ہے۔ جس تہذیب کی نقالی نے انھیں یہ راہ دکھائی، وہ مہذب لوگ خود پریشان ہیں انگلینڈ اور دیگر ممالک میں حق ہمسائیگی کو اجاگر کرنے کے

لیے جگہ جگہ (Neighbourhood Areas) کے نام سے کئی علاقے بنائے گئے تاکہ لوگوں کو ایک دوسرے کی خبر گیری کی عادت پڑے۔ اس بات کا احساس دلانے کے لیے پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ ایک دوسرے کی خبر گیری کریں۔ ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ نے برسوں پہلے اس تہذیب کی بابت فرمایا تھا۔

یہ تہذیب اپنے ہی خنجر سے خود کشی کرے گی

شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا

ہمیں چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، ان کی خبر گیری کریں، ان کے دکھ سکھ میں ان کے کام آئیں، عورتیں اس معاملہ میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، مرد حضرات تو ملازمت، کاروبار اور فکر روزگار کی مصروفیات کے باعث زیادہ وقت گھر سے باہر گزارتے ہیں۔ اسی لیے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِجَارَتِهَا وَ لَوْ فَرَسَنَ شَاةٍ (بخاری و مسلم)

اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو تحقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ ایک بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ عورتیں ہی خاندانی رشتوں، تعلق، پڑوس و محلہ میں حسن سلوک اور بھائی چارہ کی فضا کو پروان چڑھانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

برے آدمی کی نشانی --- زبان دراز، فحش گو اور بخیل

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَسَابُكُمْ هَذِهِ لَيْسَتْ بِمُسَبِّةٍ عَلَى أَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ طَفُ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلُقُوهُ لَيْسَ بِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدَيْنٍ وَ تَقْوَى كَفَى بِالرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيلًا۔ (مشکوٰۃ، رواہ احمد، و بیہقی، بی)

شعب الایمان

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے نسب (خاندانی شناخت) ایسی چیز نہیں ہے کہ تم ان کے سبب کسی کو برا کہو۔ یعنی اپنے آپ کو شریف اور معزز سمجھو اور دوسروں کو ذلیل خیال کرو۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، سیر کے برابر سیر (یعنی ہم وزن وہم پلہ) کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، صرف دین اور تقویٰ کے سبب سے (فضیلت ہو سکتی ہے) آدمی کی برائی کے لیے اتنی سی بات کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش بکنے والا اور بخیل ہو۔“

راز۔۔۔ امانت ہے

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ التَّقَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔ (مشکوۃ، رواہ الترمذی)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی شخص بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا انفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والوں کے لیے وہ امانت کی مانند ہے اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنی چاہیے)“

سرگوشی کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ فَلَا يَتَأَخَّرُ أَحَدُهُمْ عَنْ حَدِيثِ الْآخَرَيْنِ وَاحِدٍ۔ (موطا)

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو وہ مل کر سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔“

اپنے عیب خود ظاہر کرنا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ أُمَّتٍ مَعَاظًا

إِلَّا الْمَحَاهِرُونَ وَإِنْ مِنَ الْمَحَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا
ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ يَا قُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذًا وَ
كَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ (متفق
عليه) وَ ذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فِي بَابِ
الضِّيَافَةِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ساری
امت عافیت میں ہے مگر وہ لوگ عافیت میں نہیں ہیں جو برائی کو ظاہر کرنے والے
ہیں اور یہ بات کس قدر بے پروائی (بے شرمی) کی ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا)
کام کرے اور صبح ہونے پر جب اللہ تعالیٰ نے رات کو اس کے عیب کو چھپا لیا ہو وہ
لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ میں نے رات کو ایسا کیا۔ اللہ نے رات کو اس کے عیب کو
ڈھانک لیا تھا اور اس نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے پردے کو چاک کیا۔ یعنی جس
عیب کو اللہ نے چھپایا تھا اسے لوگوں پر ظاہر کر دیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث من کان یومن باللہ ... الخ ضیافت کے
باب میں بیان کی جا چکی ہے۔

بیوی کا راز

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ
مِنْ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الرَّجُلُ يَفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَ
تَفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
امانت میں بڑی خیانت اللہ کے نزدیک قیامت کے دن یہ ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے
پاس رہے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز فاش کرے۔“

مسلمان کو حقیر نہ جانو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ وَ عَرَضُهُ وَ دَمُهُ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُحَقِّرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ - (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کا مال، اس کی عزت اور اس کا خون اور آدمی میں اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔“

مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑنا کفر ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَّابُ الْمُسْلِمِ فَسَوْفٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ - (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔“

اسلام نے جو معاشرہ تشکیل دیا ہے اس میں ایک دوسرے سے بھلائی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ الدین النصیحة ”زین خیر خواہی کا نام ہے“ مسلمان سوسائٹی میں ایک دوسرے کے جان و مال اور آبرو کا اسی طرح احترام فرض قرار دیا گیا ہے جس طرح اللہ کے گھر مکہ مکرمہ اور حرمت والے دن (یوم الحج) کا احترام فرض ہے، لیکن حیف، صدحیف! موجودہ دور کے انتشار، سر پھٹول مسلکی و گروہی تعصبات اور عناد نے پورے معاشرے کو چھلنی کر دیا ہے۔ بلا جھجک ایک دوسرے کو گستاخ، مرتد، کافر اور نہ جانے کیا کیا القابات سے نوازا جا رہا ہے۔ زبان و بیان کے اس زہر نے عبادت گاہوں کو قتل گاہوں میں بدل دیا ہے۔ بڑا افسوس اور کرب اس بات کا ہے کہ یہ صورت حال بہت حد تک ان علمائے کرام کی پیدا

کردہ ہے جو چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل کو لے کر فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دیتے ہیں اور ان کی تحقیر و تکفیر کی ان صداؤں سے فضائے وطن تعفن زدہ ہو کر ملک و قوم کی سلامتی کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہے۔۔۔ حالانکہ پیارے پیغمبر ﷺ نے کسی بھی مسلمان کو گالی دینے اور کافر کہنے سے منع فرمایا ہے۔ تمام مسلمان بھائی ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کو ماننے والے، عہد کریں کہ ہم کسی کو نہ گالی دیں گے اور نہ ہی اس کی تحقیر و تکفیر کریں گے۔ رہا معاملہ دین کا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت واضح فرمادیا تھا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كَلَبُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ۔

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔“

دین صرف اور صرف ان ہی دو چیزوں کا نام ہے۔ ہر ممکن کوشش کریں کہ اپنی زندگی کے تمام معاملات (دینی و دنیاوی) میں صرف اور صرف قرآن و سنت ہی سے رہنمائی حاصل کریں یہی شاہراہ حیات اور راہ نجات ہے۔

گانا (میوزک) نفاق پیدا کرتا ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَنَاءُ يُنْبِئُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِئُ الْمَاءُ وَالزَّرْعَ۔ (مشکوۃ، رواہ البيهقي في شعب الإيمان)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گانا یا راگ اس طرح دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی بھیتی اگانا ہے۔“

أَمَرَنِي رَبِّي بِمَحَقِّ الْمَعَارِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْتَانِ وَالصُّلْبِ وَأَمَرِ الْمَاهِلِيَّةِ۔ (مشکوۃ)

”حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کی چیزیں، بتوں اور صلیب کو (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں۔“

افسوس کہ آج ہر گھر اور کوچہ بازار میں ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر کی لعنت نے گانے بجانے کو ہر کان تک پہنچا دیا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ان بیماریوں سے بچا جائے۔ ٹی وی اور ڈش انٹینا کے نقصانات ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ ہماری فکری و نظریاتی سرحدوں اور سوچوں کا سب سے بڑا دشمن یہی ہتھیار (میڈیا) ہے۔

بے عمل علماء کی زبانیں آگ اور قینچیوں سے کاٹی جائیں گی

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِقَوْمٍ تُقَرِّضُ شَفَاهَهُمْ بِمَقَارِئِضٍ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جَبْرِئِلُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔

(مشکوٰۃ، رواہ الترمذی، هذا حديث غریب)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزرا ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب (واعظ، مقرر) ہیں جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔“

واعظ حضرات اور مقررین اپنے قول و فعل کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ ان کا اپنی تقریروں کے مطابق عمل ہے یا نہیں، اگر نہ ہو تو فکر کریں۔

لوگوں کو معتقد بنانے کے لیے باتیں بنانا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِي بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوْ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ

الْقِيَمَةُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا۔ (مشکوٰۃ، ابو داؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (فصاحت و بلاغت یا مکرو فریب کی) ایسی باتیں سیکھے کہ جن سے مردوں یا اور لوگوں کے دلوں پر قابو حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو اس کی نفل (عبادت) قبول فرمائے گا، نہ فرض۔“

فائدہ: مقررین حضرات اپنی نیتوں کا جائزہ لیں کہ کہیں اس خطابت و تقریر سے اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی دوسری چیز (یعنی اپنی تعریف و شہرت) تو مقصود نہیں۔

بہت سے لوگوں کو اس بات سے دھوکا ہو جاتا ہے کہ تقریروں سے عوام الناس کو نفع ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے عمل کو سراپا خیر سمجھتے ہیں حالانکہ دوسروں کو نفع ہو جانا مقرر اور خطیب کے مخلص ہونے کی دلیل نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ (معاری)

”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کی تقویت کا کام فاجر شخص سے بھی لے گا۔“

اپنے حق میں تو اخلاص ہی مفید ہے، خواہ دوسروں کو مقرر کے غیر مخلص ہونے سے بھی فائدہ پہنچ جائے۔ مومن کے اعمال میں سب سے بڑی چیز اخلاص ہے۔ اگر اخلاص نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بہر حال ہر کام میں صرف اللہ کی رضا پیش نظر رہے اور مسلمان کی یہی شان ہے۔ حدیث مبارک ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

اوروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْتَلِقُ إِقْتَابُ بَطْنِهِ

فَيَذُورُ بِهَا كَمَا يَذُورُ الْحَمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ
فَيَقُولُونَ يَا فُلَانٌ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ
الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ أُمِرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَا آتِيهِ وَ أَنْهَى عَنِ
الْمُنْكَرِ وَ آتِيَهُ۔ (مسلم)

”اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے، قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا
اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی، وہ ان کو لیے گدھے کی طرح ان کے گرد
چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے۔ اس سے پوچھیں گے اے
فلاں کیا تو اچھی بات کا حکم نہ کرتا تھا اور بری بات سے منع نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں تو
ایسا کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہ کرتا اور دوسروں کو بری بات
سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہ رہتا۔“

کثرت سوال کی ممانعت

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
عُقُوقَ الْأَمْهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ
وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام فرمایا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ لڑکیوں کو دفن کرنا
اور استعمال کی چیز کو روکنا اور لوگوں سے یہ کہنا کہ لاؤ اور اللہ نے تمہارے لیے یہ ناپسند
فرمایا ہے: سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرنے، زیادہ سوالات کرنے کو
اور مال ضائع کرنے کو۔“

دہر (زمانہ) کو برانہ کہو

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللَّهُ يَسْبُ بَنُو
آدَمَ النَّهْرَ وَأَنَا النَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی آدم زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں، رات اور دن میرے ہی قبضہ میں ہیں۔“

دیکھنے میں آیا ہے کہ عام گفتگو میں لوگ یہ جملہ کثرت سے بولتے ہیں: ”بہت برا زمانہ آ گیا ہے“ --- ”زمانہ ہی ایسا ہے“ --- ”بہت برا وقت ہے“۔ حدیث پاک کی روشنی میں ایسے پیرایہ گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بننے والی باتیں ہیں۔

کسی کو یہ نہ کہو کہ تم ہلاک ہو گئے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَالَ الرَّجُلُ
هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ۔ (مسلم، موطا)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی آدمی یہ کہے کہ ہلاک ہوئے لوگ، تو وہ کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت

عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ
لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقْسُوا قُلُوبَكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ
الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ وَتَنْظُرُونَ فِي ذُنُوبِ
النَّاسِ كَأَنَّكُمْ عِبِيدٌ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلَى وَمَعَاذِي فَأَرْحَمُوا أَهْلَ

الْبَلَاءُ وَأُحْمَدُ اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ - (موطا)

”امام مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ بے کار باتیں نہ کرو، سوائے یاد الہی کے کہ کہیں سخت نہ ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل والا دور ہے اللہ سے، لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں کے گناہ گویا تم ہی رب ہو۔ اپنے گناہوں کو دیکھو، اپنے تئیں بندہ سمجھ کر کیوں کہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں۔ بعض بیمار ہیں، بعض اچھے ہیں۔ رحم کر بیماروں پر اور شکر کر اللہ کا اپنی تندرستی پر۔“

رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ إِلَى أَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصِنِي قَالَ أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ أَزِينُ لَأَمْرِكَ كُلِّهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرُ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَ نُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِطَوِيلِ الصُّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَ عَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ إِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمَيِّتُ الْقَلْبَ وَ يُذْهِبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَ إِنْ كَانَ مَرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأَيِّمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْمُزَكَ عَنِ النَّاسِ وَ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ - (مشکوٰۃ، البيهقي في شعب الایمان)

”حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد ابو ذرؓ نے طویل حدیث بیان کی جو یہاں مذکور نہیں اور پھر کہا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اس لیے کہ اللہ سے ڈرتے رہنا تیرے

سارے کاموں (دینی و دنیوی) کی زینت و آرائشی کا باعث ہوگا، میں نے عرض کیا: کچھ اور فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الہی کو ضروری قرار دے، اس لیے کہ خداوند تعالیٰ کا ذکر آسمان میں (فرشتوں کے درمیان) تیرے ذکر کا موجب ہوگا (یعنی آسمان کے فرشتے اور اللہ تعالیٰ تیرا ذکر کریں گے) اور زمین میں نور معرفت کا سبب ہوگا۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: خاموشی اور طویل خاموشی کو اختیار کر اس لیے کہ خاموشی شیطان کو رسوا کرتی اور امر دین میں تیری مددگار ہے، میں نے عرض کیا: اور کچھ فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو زیادہ ہنسنے سے بچا، اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کی گفتگو کو زائل کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: سچی بات کہہ اگر چہ وہ تلخ ہو، میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: دینی امور کے اظہار میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے عرض کیا، کچھ اور فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کی عیب گیری کا خیال تیرے دل میں پیدا ہو تو اس کے اظہار سے تجھے تیرا یہ خیال روک دے کہ مجھ میں بھی کچھ عیب ہیں۔“

قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اتَّذَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ، وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلْوَةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَكَذَّبَ هَذَا وَآكَلَ مَالَ هَذَا وَهَذَا سَفَلَكَ دَمٌ هَذَا وَضُرِبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فُتِنَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُعِيدَ مِنْ خَطَايَاهُمْ

فَطَرَحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طَرَحَ فِي النَّارِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ (حضرات صحابہ) سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم، مال اور سامان نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ ساتھ ہی اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی گئی ہوگی۔ ایک کا مال کھایا ہوگا، دوسرے کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو ناحق مارا ہوگا۔ لہذا اس کی نیکیاں کچھ اس کو دے دی جائیں گی اور کچھ اس کو دے دی جائیں گی۔ (دوسروں سے زیادتیوں کے عوض) پس اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ہر وہ مسلمان جو اچھی آخرت کا طلب گار ہے اس کے لیے یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی گزارنے کا ایک رہنما اصول ہے۔۔۔ نماز، روزہ، حج، پے در پے عمرے اور صدقہ و خیرات میں فراخ دلی دکھانے والوں کو ہر لمحہ حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے لیکن افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ کثرت سے حج، عمرے اور تبلیغ جیسی عظیم اجر کی حامل نیکیاں کرنے والے حقوق العباد میں بہت پیچھے ہیں۔ وعدے کا پاس نہ کرنا، ان کے نزدیک کوئی گناہ نہیں۔ کل کے وعدے کو ہفتوں بلکہ مہینوں کی ”کل“ بنا دینا ان کے نزدیک کاروباری ”نظریہ ضرورت“ ہے۔ کاش انھیں معلوم ہو کہ یہ غلطیاں (جنہیں وہ معمولی سمجھتے ہیں) آخرت کے روز کتنے گھائے کا باعث بنیں گی۔



ذکر الہی

زندگی بھر کے مسائل کا علاج

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْسِسُ أَتَيْتُهُ هَرُولَةً۔ (رواہ احمد،

والبعاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“

آج کا مسلمان ہر جگہ اور ہر حالت میں پریشان ہے۔ اس محرومی کا بڑا سبب، اپنے مالک و خالق سے لاقلمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ﴾

(قرین ﴿الزحرف: ۳۶﴾)

”جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے، ہم اس پر

شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔“
 اللہ کا قانون یہی ہے جو اپنے مالک سے غافل ہو اس پر شیطان نے اپنا تسلط جمایا کہ
 اس کی دنیا اور دین کی تمام تر زندگی برکت اور رحمت سے خالی ہو گئی ہے، غور کریں۔
 سید ابوبکر غزنویؒ (سابق وائس چانسلر بہاول پور یونیورسٹی) نے کس قدر خوب
 صورت انداز میں بات سمجھائی ہے۔۔۔ فرماتے ہیں:

”اگر کسی شریف آدمی سے تم وفا کرو، اس کے آستانے کے لیے وقف ہو جاؤ
 اور اس کی محبت کی بنا پر اس کی چاکری کرو، تو وہ بھی تمہاری حاجتوں کا خود خیال کرتا
 ہے، وہ کہتا ہے اسے کھانا دو، کہیں بھوکا تو نہیں؟ اسے لحاف دو کہیں سردی تو نہیں لگتی
 ہے، اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں، اسے کپڑے بنا دو۔ جب ایک شریف آدمی کی
 محبت کے یہ تقاضے ہیں تو اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا گمان کیا ہے؟ تم اگر
 اس سے وفا کرو گے اور اس کی محبت میں اسے یاد کرو گے تو وہ جن جن چیزوں کی تمہاری ایک
 ایک حاجت کو پورا کرے گا۔“

حدیث قدسی ہے:

يَا بَنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَبْعَدُ فَقْرَكَ۔ (احمد)

”اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو بیٹھ، میں تیری
 ضرورتوں کو پورا کروں گا۔“

لہذا جو بھائی اپنی ضرورتوں، حاجتوں اور پریشانیوں کے لیے مارے مارے
 پھرتے ہیں، ایک بار اس پروردگار کے آستانے پر دستک دے کر تو دیکھیں۔۔۔ اس
 مالک حقیقی کی رحمت تو ہر لمحہ اپنے بندوں کو نوازنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔
 ہم تو مالک بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

زیادہ بولنا

وَعَنِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ

بَغِيرَ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَسَوْءٌ لِلْقَلْبِ

وَإِنْ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي - (مشکوۃ، ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے سوا بہت باتیں نہ کیا کرو، اس لیے کہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرت سے باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ سے بہت دور ہیں سخت دل کے ہیں۔“

جہاد اور سونا چاندی خرچ کرنے سے بڑا عمل

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاةٍ عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ - (اخرجه احمد والترمذی وابن ماجة وابن ابی الدنيا)

والحاکم وصحہ البیہقی کذا فی الدر والحصن والحصین)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو سب سے زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (الحکبوت: ۴۵) اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

فحش گوئی، گالی گلوچ، دشنام طرازی، فضول بولنا، غیبت، جھوٹ، لعنت ملامت، جھو، اور مدح سرائی وغیرہ سب زبان کی آفتیں ہیں۔ اللہ پاک ہمیں ان تمام سے بچنے کی توفیق دے۔

خاموشی

(کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں)

جب معلوم ہو گیا کہ زبان کی آفتیں بے شمار ہیں تو پھر کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں۔ حتی الامکان انسان کو چاہیے کہ زیادہ باتیں نہ کرے۔

حدیث مبارک میں آیا ہے:

”مَنْ سَكَتَ نَجَى“ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس کو شکم، فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا گیا وہ

سب چیزوں سے مامون (سلامتی سے) رہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو میسار گو ہو گا وہ بڑا گناہ گار ہو گا اور دوزخ میں جائے گا۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں کنکریاں رکھ لیتے تھے تاکہ

بات نہ کر سکیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبادتیں دس ہیں ان میں سے نو تو خاموشی

میں ہیں اور دسویں لوگوں سے بچنا اور گریز کرنا ہے۔

زبان کے غلط استعمال کی مختلف بیماریوں اور آفتوں کا ذکر اکثر ایسے ہوتا ہے کہ

انسان ایک بات کہتا ہے لیکن اسے خبر ہی نہیں ہوتی کہ یہ گناہ ہے اور اللہ کی ناراضگی کا

سبب ہے۔ لہذا زبان کھولتے اور بولتے وقت ان باتوں کو ذہن میں رکھیں۔ اس میں

نجات ہے۔

✽ بے مقصد بات

ایک آفت یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس کے کہنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے نہ

کرنے سے کسی قسم کا نقصان یا مضرت دینی یا دنیوی نہ ہو۔

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ۔

”آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ بے معنی بات ترک کر دے۔“
خاموشی حکمت ہے، بے مقصد گفتگو سراسر خسارہ ہے۔ جو بات ایک لفظ میں ادا ہو سکتی ہو، دو لفظوں میں ادا نہ کرے۔

✽ غلط بات

وہ بات ہے جو محض باطل اور معصیت میں کی جائے، بدعات کلام، فسق و فجور، مناظرے جھگڑے جدال سے بچنا چاہیے۔

✽ جھگڑا اور بحث

تیسری آفت بحث کرنا اور جھگڑنا ہے۔ گالی فسق اور قتل کفر ہے۔ معمولی بحث و تکرار ہی سے اکثر بڑے جھگڑے جنم لیتے ہیں، جن سے قتل و غارت کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

✽ فائدہ کی خاطر غلط بات

چوتھی آفت مال کے سلسلہ میں جھگڑنا ہے۔ اگر ترک نہیں کر سکتا تو سوائے سچ بات کے اور کچھ نہ کہے اور دشمن کو رنج پہنچانے کا قصد نہ کرے اور نہ سخت گفتگو کرے، کیوں کہ اس میں دین کی تباہی ہے۔

✽ فحش گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص پر جنت حرام ہوگی جو فحش گوئی کرے گا۔

✽ لعنت کرنا

انسان تو انسان معلوم ہونا چاہیے کہ جانوروں، کیڑے مکوڑوں کو لعنت کرنا بھی برا ہے۔

✽ شعر گوئی

یہ علی الاطلاق حرام نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت حسان بن علیؓ کو حکم دیا تھا کہ کافروں کو جواب دیں اور ان کی جھوٹیں، وہ شعر جس میں جھوٹ کو دخل ہوا وہ کسی کی جھوٹ یا جھوٹی تعریف ہو، درست نہیں۔

✽ مذاق اور بذلہ سنجی

بہت ہنسنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں بھی مزاح کرتا ہوں، لیکن سوائے سچ کے کچھ اور نہیں کہتا۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہتا ہے اور اسی بات کی بدولت اپنے درجہ سے اس قدر گر جاتا ہے جتنا آسمان سے زمین پر گرتا ہے۔

حضور ﷺ نے ظرافت کی چند باتیں فرمائی ہیں۔ بوڑھی جنت میں نہیں جائے گی۔۔۔ میں تجھے اونٹ کے بچے پر بٹھاؤں گا۔۔۔ اے ابو نمیر! نفیر کو کیا ہو گیا۔

✽ جھوٹا وعدہ کرنا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی جس شخص میں پائی جائے وہ منافق ہے خواہ نماز اور روزے کا پابند ہو۔ ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو، دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو، تیسرے امانت میں خیانت کرتا ہو۔ (بخاری)

✽ کسی کا مذاق اڑانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَمِلُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (المحجرات: ۱۱)

”اور نہ کوئی کسی کو تسخر کرے جب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہو۔“

کسی کے قد، رنگ، حالات عقل و فہم کو بہانہ بنا کر اس کا مذاق اڑانا کسی طرح

مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی قسم

یہ گناہ کبیرہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ، نفاق کا ایک دروازہ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن سے ہر کوتاہی ہو سکتی ہے لیکن وہ خیانت نہیں کرے گا اور جھوٹ نہیں بولے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کیا تم کو بتاؤں کہ گناہ کبیرہ کیا ہے؟ وہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے، حضور ﷺ اس وقت تکلیف لگائے ہوئے تشریف فرما تھے، تب آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا ہوشیار ہو جاؤ۔ جھوٹ بات کہنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ ایک جنگ میں، دوسرا جب دو شخصوں میں صلح کرانا مقصود ہو، تیسرے دو بیویوں میں سے کسی ایک سے کہے کہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، کسی کاراز چھپانا یا معصیت اور گناہ ظاہر کرنے سے انکار کرنا کیوں کہ شرع کا حکم ہے کہ لوگوں کا عیب چھپاؤ۔ پس سوائے اس مصلحت کے جس کا شرعاً اعتبار ہے دروغ گوئی درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی مجھ سے جھوٹ منسوب کرے (یعنی اپنی بات میں وزن ظاہر کرنے کے لیے جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں بیان کریں) وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

غیبت

یہ بلا عالم گیر ہے، شاید ہی کوئی شخص ہو جو اس سے بچا ہو۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کرنے والوں کو ”مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے والے سے تشبیہ دی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیبت سے پرہیز کرو کیوں کہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ معراج کی شب میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اپنے منہ کا گوشت اپنے ناخنوں سے نوچ

رہی تھی مجھے بتایا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔

غیبت کیا ہے؟

غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اس کو ناگوار گزرتی ہو۔ اگرچہ کہنے والے نے سچ بات کہی ہو اور اگر وہ بات جو کہی گئی ہے جھوٹ ہے تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے، خواہ اس کا تعلق اس کے لباس، جسم، فعل، قول، اخلاق وغیرہ سے ہو غیبت صرف زبان ہی سے نہیں موقوف بلکہ ہاتھ کان، آنکھ، دل، اعضا، قلم، کتایہ اور اشاروں سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ جو کسی کی غیبت سنتا ہے تو وہ اس گناہ میں شریک ہے۔ ہاں اگر دل سے بیزار ہو تو غیبت میں شریک نہیں۔

غیبت کا علاج

علاج کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم علمی علاج ہے جو دو طریقہ پر ممکن ہے۔ ایک یہ کہ غیبت کی بابت جو کچھ قرآن و احادیث میں وارد ہے وہ ہمیشہ پیش نظر ہے، اس میں غور و فکر کرتے رہیں، اور خوب سمجھ لیں کہ غیبت کے سبب اس کی نیکیاں دوسرے کے نامہ اعمال میں خنقل ہوں گی اور یہ مفلس اور خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ یہ یقین کرے کہ غیبت کے باعث غضب الہی میں گرفتار ہوگا..... قیامت کے روز اگر نیکیاں غیبت کرنے والے کے پاس نہ ہوں گی تو جس کی غیبت کی ہوگی اس کی برائیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اگر پہلے برائیوں کا جھک گیا تو دوزخ میں جائے گا، جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیبت انسان کی نیکیوں کو ایسے برباد کر دیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔ غیبت سے بچنے کی تدبیر یہ بھی ہے کہ جب غیبت کا خیال آئے تو اپنے نفس پر غور کرے کہ کوئی عیب مجھ میں بھی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی عیب پائے تو اپنے عیب کو دیکھتے ہوئے دوسرے کا ذکر نہ کرے بلکہ اپنا محاسبہ کرے۔

غیبت سے بچاؤ

پہلے یہ غور کریں کہ کس چیز نے آپ کو غیبت پراکسایا، اس کے چند اسباب ہیں:
 * ناراضگی: کسی شخص سے خفا و ناراض ہونے کی وجہ سے خود کو دوزخ میں ڈالنا
 حماقت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی غصہ روکے گا تو اللہ تعالیٰ
 قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اس کو طلب فرمائے گا اور فرمائے گا کہ
 ان حوروں میں جو تجھے پسند ہو لے لو۔

* دوست و احباب کی موافقت کے لیے غیبت میں شامل ہونا۔ اس وقت یہ خیال
 کرے کہ لوگوں کی خوشی کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا کیسی بڑی حماقت ہے
 بلکہ غیبت سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں۔

* اپنے نفس کو پاک و صاف تصور کرنا اور اپنی خطاؤں کو دوسرے پر ڈالنا ہے۔ اس
 میں غور کرنا چاہیے کہ اللہ کے غضب سے کس طرح بچ سکیں گے۔

* حسد کر کے دنیا میں رنج و عذاب میں مبتلا ہونا اور آخرت میں غیبت کے عذاب
 کا مستحق ہونا کتنی بڑی نادانی ہے۔

* استہزاء اور مذاق: (کسی کا مذاق اڑا کر اس کو رسوا کرنا) قیامت کے دن وہ شخص
 جس کا آپ نے مذاق اڑایا ہو گا اپنے گناہوں کا بوجھ تمہاری گردن پر رکھ دے گا
 اور جس طرح گدھے کو ہانکتے ہیں اس طرح تمہیں ہانک کر دوزخ کی طرف
 لے جایا جائے گا۔

* اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اس پر غم زدہ اور شرمندہ ہو تو اس کی غلطی
 سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ اس کا ذکر غیبت ہی کے زمرے میں آئے گا جو
 سرا سر خسارے کا باعث ہے۔

* کسی شخص پر محض اللہ کے لیے غصہ آئے یا تعجب ہو تو اس غصے یا اس تعجب کے
 باعث اس شخص کا نام ظاہر کرنا، اس غصے کے ثواب کو جو محض اللہ کے لیے آیا تھا

برباد کر دے گا، پس مناسب ہے کہ غصے اور تعجب کا اظہار بغیر نام کے کیا جائے۔

وہ عذر جن کے باعث غیبت کی رخصت ہے

غیبت کرنا حرام ہے، لیکن چند خاص ضرورت کے موقعوں پر غیبت کی رخصت

ہے۔
کسی کے ظلم و زیادتی کا کسی بادشاہ یا قاضی کے روبرو فریاد کرنا یا کسی ایسے شخص کے سامنے کہنا جس سے مدد کی امید ہو۔

کسی مقام پر جھگڑا، یا فساد دیکھ کر کسی ایسے شخص سے بیان کرنا جو احتساب پر قدرت رکھتا ہو اور فساد برپا کرنے والے کو روک سکے۔

کسی مسئلہ یا فتویٰ معلوم کرنے کے لیے کسی کا ذکر کرنا۔

کسی کے شر سے بچنا یا کسی کو بچانا مقصود ہو، جیسے بے دین یا چور یا غلام اور اس پر کوئی شخص بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہتا ہو تو ان صورتوں میں عیب کا ظاہر کرنا درست اور جائز ہے۔ اس کو چھپانا مسلمان کے ساتھ دھوکا و فریب کے مترادف ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم فاسق میں جو عیب دیکھو صاف کہہ دو تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں لیکن بغیر عذر منع ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ تین شخصوں کی شکایت غیبت نہیں ہے۔ ایک ظالم بادشاہ کی، دوسرے بدعتی کی، تیسرے اس شخص کی جو علانیہ گناہ کرتا ہو۔

کسی مجبوری یا عذر کے باعث کسی کے عیب یا کوتاہی کو صرف اس وجہ سے بیان کرنا مقصود ہوتا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

غیبت کا کفارہ

انسان کیلئے لازم ہے کہ زبان کو روکے اور حتی الوسع غیبت سے بچے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی کی غیبت ہو جائے اور دن آوا آخرت برباد ہو جائے۔ غیبت میں دو حقوق ہیں:

✽ غیبت کرنے والا اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے اور شیطان کی تابع داری کرتا ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ غیبت کی سزا یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اور زبان سے استغفار کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص گناہ کو یاد کر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرے، اس کے نامہ اعمال سے گناہ مٹ جاتا ہے۔

✽ دوسرا حق اس بندے کا ہے جس کی غیبت کی ہے، اس حق کا کفارہ مختلف فیہ ہے۔ کئی جماعتیں اس باب میں مختلف ہو گئی ہیں اور اس سلسلہ میں مختلف آراء ہیں۔

(۱) ایک جماعت کی رائے ہے کہ غیبت کا گناہ فقط توبہ سے معاف ہو جاتا ہے، جس کی غیبت کی ہو اس سے معاف کروانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ توبہ کے علاوہ غیبت میں ضروری ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کی تعریف کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے اور اپنے لیے مغفرت مانگے اور دعائے خیر کرے۔ اس طرح غیبت کا کفارہ ہوگا۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ توبہ کے ساتھ اس شخص سے معاف کرانا بھی ضروری ہے، جس کی غیبت کی گئی ہے۔

الحاصل غیبت ہو جائے تو دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک اللہ سے توبہ کرنا، دوسرا جس کی غیبت کی ہے، قصور معاف کرانا، کیوں کہ اگر غیبت کرنے والا، اس شخص سے معاف نہ کرے گا تو یقیناً وہ شخص روز محشر دامن گیر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُقْتَصَىٰ لِلْخَلْقِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ حَتَّىٰ لِلْحَلَاءِ مِنَ الْقُرْنِ وَ حَتَّىٰ لِلثَّوْرِ مِنَ الثَّوْرِ -

”قیامت کے روز ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کے لیے بدلہ لیا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری نے دنیا میں بے سینگ بکری کو مارا ہوگا تو اللہ تعالیٰ روز محشر

میں بے سینگ بکری کو سینگ عطا کرے گا اور اس کو مارنے کا حکم دے گا۔“
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ
الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ
أُخِذَ مِنْ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ
صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔ (بخاری)

”جس شخص نے کسی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو خواہ آبروریزی کی ہو یا مال میں
چوری کی ہو چاہیے کہ اس کو معاف کرائے قبل اس کے کہ قیامت کا دن آئے۔ اس
لیے کہ اگر اس شخص کی نیکیاں ہوں گی تو وہ اوروں کو ملیں گی، جب وہ فریاد کریں گے اور
اگر اس کے پاس نہ ہوں گی تو لوگوں کی برائیاں اس کو ملیں گی اور اس دن کسی کے پاس
نہ درہم ہوں گے، نہ دینار ہوں گے۔ سب لوگ مفلس محتاج ہوں گے۔“
ضروری یہ ہے کہ ایسے کام سے توبہ کریں اور لوگوں کی غیبت سے باز آئیں اور
اگر کسی کی غیبت ہو جائے تو اس سے معافی مانگیں تاکہ محشر میں عذاب سے بچیں۔

وہ صالح ہے جو کوئی توبہ کرے
گناہوں سے پھر اپنے ایسا ڈرے
نہ ہو اس کو اس خوف سے پھر گناہ
رہے عمر بھر اپنی وہ رو براہ

❖ چغلی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هَمَزٌ مَشَاءٍ بَنِيْمٍ﴾ (القلم: ۱۱)

”ذلیل بہت طعنہ دینے والا، پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا“

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (الہمزہ: ۱)

”بڑی خرابی ہے ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے

والا ہو۔“

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”ہمتام“ یعنی چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ نیز فرمایا کہ تم کو بتاؤں کہ تم میں سے بدترین لوگ کون ہیں (سنو) بدترین لوگ وہ ہیں جو چغل خوری کریں اور لوگوں میں فتنہ پیدا کریں۔ (جب کسی کی عادت کا پتا چل جائے تو اس سے کنارہ کش رہنا چاہیے)

❖ دورخی بات کرنا (دو غلا پن)

یہ چغل خوری سے بھی بدتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں دو زخا پن کرے گا، قیامت میں اس کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی، نیز آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دو زخانہ ہو۔

❖ تعریف و مدح

جو تو عین غیبت ہے اور تعریف میں غلو کرنا آفت ہے۔ اس میں چھ آفتیں ہیں، چار کا تعلق مدح کرنے والے (مداح) سے ہے اور دو کا تعلق ممدوح (جس کی تعریف کی جائے) سے ہے۔

❖ اول یہ کہ تعریف میں افراط و زیادتیاں یہاں تک کرتا ہے کہ جھوٹ ہو جائے۔

❖ مدح و ستائش میں ایسی بات کہے جس کی حقیقت اس کو معلوم نہ ہو۔

❖ مدح میں کبھی دکھا دیا ہوتا ہے اور مداح منافق ہو جاتا ہے۔

❖ ممدوح کو باوجود ظالم و فاسق ہونے کے تعریف سے خوش کرنا ناجائز ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت کے دن اس کے لیے

آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب فاسق کی کوئی تعریف کرتا ہے، تو اللہ

تعالیٰ بہت غصے میں ہوتے ہیں۔

❖ ممدوح کے دو نقصانوں میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ تعریف و مدح سے اس

میں تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے کسی کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی گردن ماردی کہ اگر وہ اس بات کا یقین کرے تو کوشش سے باز رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تیز چھری لے کر کسی کے پاس جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے سامنے اس کی تعریف کی جائے۔
 جب تعریف سے یہ معلوم ہوگا کہ میں اچھا ہوں تو وہ اپنی بہتری میں سستی کرے گا۔

پس اگر تعریف (مدح و ستائش) ان سب آفتوں سے خالی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح کی تعریف مستحب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف فرمائی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ تمام عالم کے ایمان کا اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ مقابلہ کریں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان زیادہ ہوگا۔
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا اگر میرے بعد کسی کو نبوت ملتی تو عمر ہوتا۔ اس قسم کی تعریف و ستائش آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت کثرت سے فرمائی ہے۔
 جب لوگ کسی کی تعریف کریں تو اس شخص یعنی ممدوح کو چاہیے کہ غرور اور تکبر سے بچے۔ سرور کائنات ﷺ کا فرمان پیش نظر رکھے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يُكُونَ نُؤْبَهُ، حَسَنًا وَ نَعْلَهُ، حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمَطُ النَّاسِ -

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس پر ایک آدمی نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے اور کیا ایسا ذوق رکھنے

والا جنت سے محروم رہے گا) آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ تکبر نہیں ہے) اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ کوئی اللہ کے حق بندگی کو ادا نہ کرے اور اس کے بندوں کو حقیر جانے۔

جب یہ فرمان رسولؐ پیش نظر ہوگا تو بے جا تعریف کرنے والوں سے اس کا دل و دماغ محفوظ رہے گا۔ کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا: بارالہا! مجھ سے مواخذہ نہ فرماتا اس بات پر جو لوگ کہتے ہیں اور میری اس خطا کو بخش دینا۔ جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں اور مجھ کو یہ لوگ جیسا سمجھتے ہیں مجھے اس سے بہتر بتادے۔

ہمارے نزدیک معمولی باتیں۔۔۔ لیکن!

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ أَحَدُكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَ مَا شِئْتَ وَلَكِنْ لِيَقْبَلَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ مَا شِئْتَ۔

”تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے بلکہ یوں کہے کہ جو

اللہ چاہے پھر تو چاہے۔“

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے خطبہ پڑھا اس میں کہا:

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ يُعَصِّهُمَا فَقَدْ غَوَى

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہہ و مَنْ يُعَصِّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ

غَوَى۔ صیغہ تنبیہ جو مشارکت اور برابری پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس سے منع فرماتا ہے کہ

اپنے باپ کی قسم کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث ہے، انہما کو کرم نہ کہا کرو کہ کرم مرد مسلمان ہی ہے (بخاری و مسلم)

برداشت وائل بن حجر)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا بندہ ہے اور میری لونڈی ہے، کیوں کہ بندے سب اللہ کے ہیں اور لونڈیاں بھی سب اسی کی ہیں بلکہ یوں کہا کرو میرا غلام ہے یا خادم یا ملازم۔ اور غلام بھی اپنے آقا کو رب نہ کہے بلکہ آقا اور سردار کہے اس لیے کہ سب کا پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (بخاری و مسلم)

اسی طرح حدیث مبارک ہے منافق کو اپنا سید یا سردار مت کہو۔ (ابوداؤد)

غرض اس طرح کی باتیں جو رات دن آدمی کے منہ سے نکلتی ہیں، سب زبان کی آفتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔ بعض دفعہ کلمات کفر بھی زبان سے نکل جاتے ہیں اور ان کی خبر بھی نہیں ہو پاتی، لہذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک بھیجا ہے اس کو مان لیں اور عمل کریں جو زبان کو نہیں روکے گا وہ نقصان سے نہیں بچے گا۔

قصہ مختصر من صمت نحی (جو خاموش رہا اس نے نجات پائی) اگر چپ رہے تو بچا رہے گا اور اگر کوئی بولے گا تو اپنے نفس کو خطرہ میں ڈالے گا۔ اگر آدمی بولنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے تو سکوت اختیار کرنا اولیٰ اور باعث نجات ہے۔

خوشی معنی دار کہ در گفتن نمی آید

دانائی

زبان بظاہر گوشت کا ایک ٹوٹرا ہے۔ مگر اللہ کا بڑا انعام ہے۔ دوسرے اعضا تو ایک حد کے اندر اپنے اپنے کام کرتے ہیں مگر زبان کا دائرہ عمل بہت وسیع ہے۔ خیر و شر، موجود و معدوم، حقیقی و خیالی، واقعی و فنی، ہر چیز تک اس کی رسائی ہے۔ کوئی چیز دور ہو، قریب ہو، صحیح ہو غلط ہو، حق ہو باطل ہو، زبان پر سب کا ذکر آتا ہے، اسی لیے زبان کو پوری طرح سے قابو میں رکھنے کا حکم ہے، نہ معلوم کس وقت کیا زبان سے نکل جائے۔

زبان ہی انسان کو کو زنی اور باوقار بھی بناتی ہے اور ہلکا و خفیف بھی کر دیتی ہے۔

زیادہ بولنے کی آفت اور خاموش رہنے کی فضیلت

زبان کی آفات سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی زیادہ تر خاموش رہے، خاموشی حکمت اور احتیاط کی بات ہے۔ جس کو سلامتی مطلوب ہے اس کو زیادہ تر خاموش رہنا چاہیے۔ اگر کسی کی زبان سے دوسرا مسلمان تنگ ہے تو اس کی زندگی بھر کا بڑے سے بڑا عمل بے کار ہے سلامتی اور نجات کا سب سے بڑا ذریعہ سکوت ہے۔ زبان کی حفاظت مال و دولت کی حفاظت سے بھی زیادہ مشکل ہے اور اہم بھی۔ سکوت کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بولنے میں خطا، جھوٹ، غیبت، چغلی، نفاق، فحش، خود پسندی، تکبر، ممنوعات پر اصرار، دجل و فریب، مخلوق کو ایذا، مخلوق کی پردہ دری اور بہت سے عیوب صادر ہوتے ہیں اور خاموشی سے طاقت و ہمت مجتمع رہتی ہے۔ وقار اور ہیبت باقی رہتا ہے۔ دل و دماغ نیک اور اچھی باتوں کے لیے فارغ رہتے ہیں بلکہ ہزاروں فتنے دبے رہتے ہیں۔

زیادہ بولنا

اگر کلام کے چار حصے کریں تو تین حصوں میں سکوت بہتر ہے اور ایک حصہ میں بات کی اجازت ہے۔ ایسی بات کہی جائے کہ نہ بولنے والے کو ضرر ہو اور نہ کسی دوسرے بھائی کو۔ کتنا ہی بلند درجے کا عمل کرنے والا ہو اگر بلا وجہ، ہر وقت بولتا اور کلام کرتا رہے تو ڈر ہے کہ اس کی ساری عبادت، سارا عمل بے کار نہ ہو جائے، بے فائدہ کلام تو کرنا ہی نہیں چاہیے۔ زیادہ بولنے کی عادت بھی بری ہے۔ اگر ایک جملہ سے بات پوری ہوگئی اور کام نکل گیا تو مزید نہ کہے ورنہ یہ زیادتی ہوگی۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ بہت بے احتیاط اور جھوٹا آدمی ہے۔ کلام میں زیادتی اور کثرت کے علاوہ اس کا بھی خیال رہے کہ باطل اور گناہ کی باتیں نہ آنے پائیں۔ ضرورت سے زائد بولنے والے کو غلط صحیح بات کا احساس بھی نہیں رہتا اور اس طرح وہ آدمی برباد ہو کر رہ جاتا ہے

دوستوں، ساتھیوں اور مخالف کی بات کاٹنی اور رد کرنی بری بات ہے۔ اسی طرح بحث و مباحث، جدال و تکرار بھی ناروا بات ہے۔ زبان کی ایک آفت بحث اور لڑائی ہے۔ معمولی بات سے آدمی ایک دوسرے کا دشمن ہو جاتا ہے۔ آپس میں قطع کلامی، ترک تعلقات اور باہمی معاملات ختم ہو جاتے ہیں۔ لوگو! دوسروں کو ہمیشہ اچھی بات کہو اور کوئی تم کو سلام کرے تو خوشی سے جواب دو، اگر تمہاری باتوں سے لوگ راضی ہوں تو اللہ بھی تم سے راضی ہے۔ افراط و تفریط سے بچو، اپنے دشمنوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی برا نہ کہو، جو بات کہنے کی نہ ہو یا حیا و شرم کے خلاف ہو اسے ہرگز زبان سے نہ نکالو، کسی پر لعنت کرنا سخت بری بات ہے۔ انسان، حیوان، نباتات، جمادات کسی پر لعنت نہیں کرنی چاہیے، زور سے ہنسنا تبسم کے ساتھ ہو تو مناسب و درست ہے۔ تمسخر، استہزا اور دوسروں کا مذاق اڑانا حرام ہے۔ مذاق اگر پیٹھ پیچھے ہے تو غیبت ہے اور سامنے ہے تو تمسخر ہے۔ کسی کی تحریر پر جلتے، بولنے پر، ہنسنے ہنسانے پر، قد، کان، آنکھ، ناک، لباس، غرض کسی حصہ جسم یا کسی حرکت کی نقل کرنا استہزا ہے اور تمسخر غیبت ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہیے۔ اسی طرح افشائے راز بھی سخت ممنوع ہے۔ جھوٹا وعدہ کرنا سخت برائی کی بات ہے۔

چار خزانے ایسے ہیں جن کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

راست گفتاری، امانت کی حفاظت، رزق حلال اور عمدہ اخلاق، اسلام نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے زیادہ بری چیز بتایا ہے۔ علمائے کرام نے نقلی نماز، روزہ اور دوسری عبادت کے مقابلے میں افضل اس بات کو قرار دیا ہے کہ غیبت سے بچا جائے۔

غیبت۔۔ ایک مہلک بیماری

غیبت کی مختصر اور جامع تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا ذکر کرنا جس کو وہ سنے تو

اسے برا معلوم ہو، اگر وہ عیب اس میں ہے تو غیبت ہے اگر نہ ہوں تو بہتان ہوگا، اس کا دہرا گناہ ہے۔ غیبت کا سننا اس کو کرنے کی طرح ہے اور سن کر خوش ہونا اس پر تعجب کرنا، یہ سب غیبت ہے۔ سننے والا کسی وجہ سے زبان سے منع نہ کر سکے تو دل سے برا سمجھے اور اٹھ کر مجلس سے چلا جائے۔

غیبت سے دوسرے کی آبروریزی ہوتی ہے اور کسی انسان کی آبروریزی کا کسی کو حق نہیں، غیبت یا تو کسی کینے اور حسد کی وجہ سے ہوتی ہے یا کسی وجہ سے غصہ آ رہا ہو تو کسی کی خوشامد میں اس کے دشمن کی غیبت کر کے اسے خوش کرنا مقصود ہوتا ہے، کبھی اپنی جھوٹی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے کسی کی برائی ثابت کرنا ہوتا ہے یا کسی کی عزت اچھی نہ لگے تب اس کی غیبت کر کے ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کسی کی حقارت کے لیے اس کا مذاق اڑانا مقصود ہو، یہ سب حسن معاشرت اور شرافت کے خلاف ہیں۔

علاج۔۔۔ غور و فکر

غیبت کا یہی علاج ہے۔ غور و فکر کرے کہ غیبت تو کر رہا ہوں، مگر خود کہاں کا ایسا پاکباز ہوں، مجھ میں خود لاکھ برائیاں ہیں۔ دانش مندی تو یہ ہے کہ میں اپنے گناہ دور کر لوں، بجائے دوسرے کے عیوب اچھالنے کے خود کو صاف کرنے میں لگ جاؤں۔ اگر کوئی (پیدائشی) برائی ہے تو اس میں اس کا کیا تصور ہے اسے تو اللہ نے ایسا ہی بنایا ہے۔ اگر کوئی میری برائی کرے تو مجھے کیسا برا لگے گا یہ سب سوچ کر غیبت پر جو جذبہ ابھار رہا ہے۔ اس پر قابو پائے، غصے کی وجہ سے غیبت کر رہا ہے تو غصے کو ضبط کرے، کسی کو خوش کرنے کے لیے غیبت کر رہا ہے تو سوچے کہ ذرا سا کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنے کردار و عمل کو خراب کر لینا کون سی دانش مندی ہے، کسی کو حقیر بنانے یا حسد کی وجہ سے نیست کر رہا ہو تو سوچے کہ اپنی فضیلت اور بڑائی میں نے لوگوں کے سامنے غیبت کر کے ختم کر دی۔ اس طرح غور و فکر کے بعد مرض کے اسباب کو جان کر ان اسباب کو خود سے دور کرے تو امید ہے کہ مرض کا علاج بھی ضرور ہو

جائے گا جس طرح زبان سے غیبت حرام ہے۔ اس طرح دل سے کسی کو برا سمجھنا یعنی بدگمانی بھی حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی بڑے حاکم سے چھوٹے حاکم کے مظالم بیان کر رہا ہے تاکہ اس کے ظلم سے بچارے تو اس کو غیبت نہیں کہیں گے۔ یا کسی کو شر اور فساد سے روکنا مقصود ہو تو نیک نیتی کے ساتھ اس کا حال بتا دینا غیبت نہیں ہے۔ جب کہ اس کی برائی مقصود نہ ہو، بلکہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کے لیے ایسا کام کرنا غیبت میں شامل نہیں ہے۔

غیبت ہو جائے تو!

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے۔ اگر تنہائی میں غیبت کی ہے تو تنہائی میں اور مجمع میں کی ہے تو مجمع میں معافی مانگے اور خلوص و ندامت کے ساتھ محض نمائش مقصود نہ ہو اور صدق دل سے توبہ کرے۔

ایک اور خطرناک بیماری

اسی طرح چغلی بھی زبان کی ایک آفت ہے۔ کئی لوگوں کا یہ پسندیدہ کام یا عادت ہے ایسے لوگ اس قبیح عادت سے دوستوں، عزیزوں کو ایک دوسرے سے دور کرتے اور نفرت پیدا کرتے ہیں۔ جس کے سامنے چغلی ہو اسے چاہیے کہ چغلی کرنے والے کو منع کرے۔ زبان کی ایک آفت بے جا تعریف اور مذمت بھی ہے۔ بے جا تعریف میں بھی بہت سی آفتیں ہیں۔ جیسے جھوٹ ریا تکبر وغیرہ پیدا ہوتا ہے، تعریف سن کر اپنی ذات پر بھروسہ ہو جائے گا اور اپنے نفس کی اصلاح سے غافل ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص تمہاری تعریف کرنے ہی لگے تو اس سے بچنے کا یہی علاج ہے کہ آنکھ بند کر کے اپنے عیوب کو سوچے، اپنے گناہوں کو یاد کرے کہ یہ بے جا تعریف کرنے والا میرے ظاہر کو دیکھ کر میری تعریف کر رہا ہے۔ اگر اسے میری حقیقت کا پتا چل جائے تو کبھی میری تعریف نہ کرے۔ اس طرح سوچنے سے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نفس دھوکے سے بچارے گا۔

نفس کا دھوکہ

نفس شیطان سے بھی بڑا انسان کا دشمن ہے۔۔۔ شیطان کو اس کے نفس ہی نے گمراہ کیا اور ان ساری باطنی بیماریوں اور زبان کی آفتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا بہترین علاج ذکر الہی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، گھر، بازار، دفتر غرض یہ کہ جہاں تک ممکن ہو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھے۔ ذکر کرنے والے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ جو نبی وہ ذکر سے غافل ہوا، پھر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ (یوسف: ۵۳)

بے شک نفس برائی کا بہت حکم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید نے نفس کے علاوہ ایک اور دشمن کی خبر دی ہے جو برائی پر اکسانے

والا ہے۔

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ط﴾ (فاطر: ۶)

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، اسے (دل و دماغ کی ہم آہنگی کے ساتھ) دشمن

سمجھو۔

پس نفس اور شیطان دو بڑے دشمن ہیں اور نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔

آدم و حوا کو شیطان نے بہکایا: ﴿فَازْلَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾ مگر خود شیطان کو کس نے بہکایا؟ اسے اس کے نفس ہی نے بہکایا کیوں کہ اس وقت کوئی اور شیطان تو تھا نہیں۔

زبان کی آفتوں اور باطنی بیماریوں سے بچنے کی چند دعائیں

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت کے بغیر نہ نیکی ممکن ہے اور نہ ہی

برائیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ لہذا ہم یہاں زبان کے فتنوں اور دیگر برے اخلاق سے

بچنے کے لیے پیارے پیغمبر ﷺ کی بتلائی ہوئی مسنون دعائیں درج کر رہے ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ دعائیں ذکر اور عبادت وہی قابل قبول اور فائدہ مند ہے جو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر کی جائے گی۔

❖ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِيْ مِنَ الرِّيَآءِ وَ لِسَانِيْ مِنَ الْكُذِبِ وَ عَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرَ۔

”اے اللہ میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما۔ بے شک تو خیانت کرنے والی آنکھ کو اور ان چیزوں کو جانتا ہے جن کو سینے میں چھپاتے ہیں۔“

❖ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ ۔

”اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری بہترین عبادت کروں۔“

فائدہ: حضور اقدس ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس مذکورہ بالا دعاء کو ہر روز (فرض) نماز کے بعد پابندی سے پڑھا کرو۔

❖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَعْظَمُ شُكْرِكَ وَ اَكْثَرُ ذِكْرِكَ وَ اَتَّبِعْ نَصِيْحَتِكَ وَ اَحْفَظْ وَصِيَّتَكَ ۔ (ابوداؤد)

”اے اللہ! تو مجھے ایسا کر دے کہ میں تیرا بڑا شکر یہ ادا کروں اور تیرا بہت ذکر کروں اور تیری نصیحت پر عمل کروں اور تیری وصیت کو یاد رکھوں۔“

❖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ يُخْلِفْنِيْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَذِيْتُهُ اَوْ شَتَمْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ اَوْ لَعَنْتُهُ فَاَجْعَلْهَا لَهٗ صَلَوةً وَ زَكوةً وَ قُرْبَةً تَقَرِّبُهُ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

”اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کو ضرور ہی قبول فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ میں ایک انسان ہوں پس جس کسی کو میں نے تکلیف دی، برا بھلا کہا، یا لعنت کا کوڑا مارا، تو میرے اس عمل کو آپ اس کے

لیے راحت اور پاکیزگی اور اپنے قرب کا ذریعہ بنا دے کہ جس کے ذریعہ قیامت کے دن اس کو آپ اپنے سے قریب فرمائیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں اس نے باتیں بہت بنائیں اور کھڑے ہونے سے پہلے اس نے یہ کلمے پڑھ لیے تو اس مجلس میں اس نے جو بے کاریاں بری باتیں کی ہیں ان کے لیے یہ کلمات کفارہ ہو جائیں گے۔“

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ (ترمذی)

”اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور آپ کی تعریف بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں آپ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

بعض روایات میں ہے کہ ان کلمات کو کھڑے ہونے سے پہلے تین بار پڑھنا

چاہیے۔ (ترغیب و ترہیب)

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَمِنْ أَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَفِي عَصَبِي نُورًا وَفِي لَحْمِي نُورًا وَفِي دَمِي نُورًا وَفِي شَعْرِي نُورًا وَفِي بَشَرِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا وَاجْعَلْنِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ اعْظِمْنِي نُورًا۔

”اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری بینائی میں نور اور میری شنوائی میں نور اور میری دہنی طرف نور اور میری بائیں طرف نور اور میرے پیچھے نور اور میرے سامنے نور اور میرے لیے ایک خاص نور کر دے اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے گوشت پوست میں نور اور میری زبان میں نور اور کر دے میری

جان میں نور اور دے مجھے نور عظیم اور کر دے مجھے سراپا نور اور کر دے میرے
اوپر نور، اور میرے نیچے نور، یا اللہ! عطا کر مجھے نور۔“

اَسْئَلُكَ غِنَاً وَ غِنَا مَوْلَايَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْعَمْرِ وَ فِتْنَةِ
الصَّدْرِ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ وَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَ تَرْكِ
الشِّفَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شِمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ مِنْ شَرِّ
مَا لَمْ اَعْمَلْ وَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ مِنْ زَوَالِ
نِعْمَتِكَ وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَ فُجَاعَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِيعِ سَخَطِكَ وَ مِنْ
شَرِّ سَمْعِيْ وَ مِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَ مِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَ مِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَ مِنْ شَرِّ
مَنْبِيْ وَ مِنْ الْفَاقَةِ وَ مِنْ اَنْ اُظْلِمَ اَوْ اُظْلِمَ وَ مِنْ الْهَدْمِ وَ مِنْ التَّرَدُّيْ وَ
مِنْ الْغَرَقِ وَ الْحَرَقِ وَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ مِنْ اَنْ
اَمُوْتُ فِى سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَنْ اَمُوْتُ لَدِيْعًا۔

”مانگتا ہوں میں تجھ سے اپنی سیر چشمی (غنا) اور اپنے متعلقین کی سیر چشمی،
یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بری عمر سے اور دل کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا
ہوں تیری عزت کے وسیلہ سے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، اس سے کہ
گمراہ کرے تو مجھے اور بلا کی مشقت سے اور بد بختی کے پالینے سے اور بری
تقدیر سے اور دشمنوں کے طعنہ سے اور اس کام کی برائی سے جو میں نے کیا اور
اس کام کی برائی سے جو میں نے نہیں کیا اور اس چیز کی برائی سے جو مجھے معلوم
ہے اور اس چیز کی برائی سے جو مجھے معلوم نہیں اور تیری نعمت کے جاتے رہنے
سے، اور تیرے امن کے پلٹ جانے سے اور تیرے عذاب کے اچانک آ
جانے سے اور تیرے تمام غصوں سے اور اپنی شنوائی کی برائی سے اور اپنے دل
کی برائی سے اور اپنی خواہش کی برائی سے اور فاقہ سے اور اس سے کہ میں ظلم
کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے اور کسی چیز کے میرے اوپر گر جانے سے اور کسی چیز
سے گر پڑنے سے اور ڈوب جانے سے اور جل جانے سے اور اس سے کہ گڑبڑ
میں ڈال دے مجھے شیطان موت کے وقت اور اس سے کہ مروں میں زہریلے

جانور کے کاٹنے سے۔“

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الْيَلِّ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولٰٓئِ الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)

”بلاشبہ آسمان و زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کیلئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ سو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔“

اپنی زبان کو لغو، بے کار اور گناہ کی باتوں سے محفوظ رکھتے ہوئے تلاوت قرآن اور ذکر الہی، تسبیح و تحلیل، تکبیر، تہمید اور درود و استغفار وغیرہ میں ہر دم ہر وقت مشغول رکھے۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، غرض یہ کہ ہر ساعت، ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے رہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہوں۔ یہ ثواب اور رفع درجات کا باعث ہے۔ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ بہت آسان اور سہل ہے صرف زبان کو حرکت دینے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کی خطائیں، لغزشیں اور کوتاہیوں کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی یاد میں ہماری زبان اور ہمارے دل کو ہمہ تن مشغول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَعْظُمُ شُكْرُكَ وَ يَكْتُرُ ذِكْرُكَ وَ يَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَ يَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مَّجِيْبٌ وَ بِالْاِحَابَةِ حَدِيْدٍ وَّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اٰجَمَعِيْنَ وَ عَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

الْبَيْتُ وَالْمَسْكَنُ



تَكْلُمُ الْمَرَأَةِ بآيَاتِ الْقُرْآنِ

رابعہ بصری کی آیات قرآنی سے
گفتگو کی ایمان افروز داستان

حضرت مولانا محمد ابوالقاسمؒ

مولانا محمد سعید محدث بنارسؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رابعہ بصریؒ ۹۵ھ میں عراق کے شہر بصرہ کے غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد کا نام اسماعیل تھا۔ چونکہ وہ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے ان کا نام رابعہ (چوتھی) مشہور ہو گیا۔ ان کا اصل نام ام الخیر رابعہ بصریہ ہے۔ ان کا شمار اپنے وقت کی جلیل القدر عارفات میں ہوتا ہے۔ جن کی عبادت ریاضت، للہیت، دانش و حکمت اور زہد و تقویٰ کی داستانیں بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی قبر کو طوری ایک چوٹی پر ہے۔ ان کی ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے!

”اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپاؤ جس طرح تم اپنے عیبوں کو چھپاتے ہو“

برصغیر کے عظیم عالم دین مولانا محمد ابوالقاسم بناریؒ نے رابعہ بصریؒ کی قرآن کی زبان میں گفتگو کو تاریخ کے گم شدہ اوراق سے نکال کر مرتب کیا ہے تاکہ اہل علم و فکر و نظر کو روشن کریں اور عوام اللہ کی بندی کے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور زبانوں کو بے مقصد گفتگو سے روک کر تقرب الہی حاصل کریں۔

بندہ آثم! محمد ابوالقاسم بن مولانا مولوی محمد سعید مرحوم و مغفور محدث بناری ناظرین رسالہ ہذا سے گزارش کرتا ہے کہ یہ رسالہ کیا ہے عبرت کا مقالہ۔ اس کو دیکھ کر اور پڑھ کر عبرت پکڑنی چاہیے کہ سلف کے لوگوں کی زبان مبارک ماشاء اللہ کیسی تھی کہ بعض اللہ والے قرآنی آیات سے باتیں کرتے تھے۔ یہ اس واسطے کہ مبادا کہیں زبان سے کوئی ایسی ناشائستہ بات نہ نکل جائے کہ جس کے سبب روز قیامت جواب دہی ہو، آج ہمیں خیال کرنا چاہیے کہ زبان سے کیسی کیسی واہیات باتیں نکلتی ہیں۔ چنانچہ اسی کے بارے میں ایک نصیحت اس رسالہ میں موجود ہے تاکہ ناظرین اس سے عبرت پکڑیں۔

بررسولاں بلاغ باشد بس

اس رسالہ میں جتنی آیتیں ہیں ان کا بہت محنت و مشقت اور جانفشانی سے

ترجمہ اور حوالہ دے دیا گیا ہے۔ اللہ کی ایک نیک بندی کی داستان بہت ہی مناسب اور سبق آموز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ آگے آئے گی۔ یا اللہ اس رسالہ کو ایسا ہی پر اثر بنادے کہ میرا یہ دعویٰ جو محض تیرے فضل کے سہارے ہے سب پر سچ ہو جائے اور یہ رسالہ تاقیامت لوگوں کیلئے فائدہ مند رہے اور اپنے بندہ کو جزائے خیر عطا فرما۔ آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین

داستان رابعہ بصری

رابعہ بصریؒ تبع تابعین کے عہد ۹۵ھ میں تھیں اور فصاحت و بلاغت کے کمال سے انہوں نے قرآن مجید پر اس قدر تصرف حاصل کر لیا تھا کہ اس کی ذکاوت اور نیز اس کا وہ ملکہ جس کی بدولت وہ قرآن شریف کی ہر آیت کو نہایت مناسب موقع پر استعمال کرتی تھیں، بہت ہی حیرت انگیز چیز ہے اور شاید اپنے اس کمال کے اعتبار سے اسلام کی تیرہ سو برس کی مدت میں وہ منفرد ہو۔

عبداللہ بن مبارکؒ بہت بڑے محدث ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ گیا اور مدینہ منورہ کے ارادہ سے اپنی اونٹنی پر سوار تنہا جا رہا تھا اور عرب کے ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیاں عبور کرتا چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک جگہ دور کچھ سیاحی نظر آئی، قریب جا کر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ضعیفہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو انہوں نے جواب دیا:

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ۔ (النسہ: ۵۸)

اللہ مہربان کی طرف سے سلامتی کہی جاتی ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں، میں نے کہا اللہ تم پر رحمت نازل کرے یہاں

کیا کرتی ہو؟

وہ بولیں:

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ (الروم: ۲۲)

اللہ جسے راستہ بھلا دے پھر اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہیں، کہتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا، اب کہاں کا قصد ہے اور کہاں جاؤ گی؟

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔ (بنی اسرائیل: ۱)

پاک ہے وہ (ذات) جس نے اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

عبداللہ بن مبارکؓ فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ حج سے فارغ ہو کر اب بیت المقدس کی طرف جا رہی ہیں وہ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں کب سے تشریف رکھتی ہو؟ وہ بولیں:

﴿ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ (مریم: ۱۰) یہاں تین راتیں پوری ہوئیں۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، آپ کے پاس کھانے کیلئے تو کچھ نہ ہوگا کیسے گزارا کرتی ہو گی؟ وہ بولیں:

﴿هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي﴾ (الشعراء: ۷۹) وہ اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، آپ وضو کیسے کرتی ہوں گی، یہاں تو کہیں پانی نہیں ہے؟ وہ بولیں:

فَلَمْ تَجْلُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا۔ (النساء: ۴۳)

اگر پانی تمہیں نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا میرے پاس کھانا ہے، کھاؤ گی؟

وہ بولیں:

ثُمَّ أَتَمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ (البقرہ: ۱۸۷)
رات تک روزہ کو پورا کر کے کھانا چاہیے۔
وہ کہتے ہیں، میں نے کہا یہ مہینہ رمضان کا تو نہیں؟
وہ بولیں:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ۔ (البقرہ: ۱۸۴)
جو نفلی روزے رکھے تو اسی کا بھلا ہے۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، ہم لوگوں کیلئے تو سفر میں روزہ رکھنا مباح ہے۔ وہ بولیں:
وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ: ۱۸۴)
اگر روزہ ہی رکھو تو کچھ برائیں، اگر تمہیں ذرا بھی عقل ہوتی تو بار بار اس
کا سوال نہ کرتے۔

عبداللہ بن مبارکؓ فرماتے ہیں کہ آخر میں نے کہا واضح الفاظ میں اپنا
معاہدہ تادیں، قرآنی آیات سے بات سمجھنے میں دقت ہو رہی ہے:
وہ بولیں:

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ (۱۸:۵)
انسان کوئی بات نہیں بولتا مگر فوراً لکھ لی جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ
ہمارا اعمال نامہ قرآن ہی سے پر ہو۔
وہ کہتے ہیں، میں نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ کی عورت ہو؟
وہ بولیں:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّهُ
أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ (بنی اسرائیل: ۳۶)
اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، کیوں کہ

کان، آنکھ اور دل ان سب سے ضرور باز پرس ہوگی۔
وہ کہتے ہیں، میں نے کہا مجھ سے خطا ہوئی، معافی کا خواستگار ہوں۔
وہ بولیں:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ۔ (یوسف: ۹۲)
تمہارے اوپر آج کوئی سزائیں نہیں۔ اللہ تم سے درگزر کرے۔
وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں، چلوگی؟
وہ بولیں:

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ (ہقرہ: ۱۹۷)
جو کار خیر کرو گے اللہ اس کو جان لیتا ہے، پس تم کو اجر دے گا۔
وہ کہتے ہیں، میں نے اونٹنی بٹھائی اور کہا آؤ۔
وہ بولیں:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ (النور: ۳۰)
مومن کو لائق ہے کہ بینائی کو پست کر لے۔
وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھیں اس کی طرف سے پھیر لیں اور کہا سوار
ہو جاؤ، اس نے جیسے ہی سوار ہونے کا قصد کیا اونٹنی بھڑکی اور اس کی چادر پھٹ گئی۔
اپنی چادر کے پھٹنے کو دیکھ کر وہ بولیں:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔ (شوری: ۳۰)
جو تمہیں تکلیف پہنچے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی تھی کچھ رنج کی بات
نہیں۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا کما چھاتم ذرا صبر کرو میں اونٹنی کو باندھ دوں تب تم سوار ہونا۔
وہ بولیں:

فَقَهَّمْنَاَهَا سُلَيْمَانَ۔ (الانبیاء: ۷۹)

جیسا کہ فیصلہ کے وقت ہم نے سلیمان علیہ السلام کو عقل و سمجھ دے دی تھی، اسی طرح تم کو بھی اب آگئی۔

وہ کہتے ہیں، میں نے اونٹنی کو باندھ دیا، پھر کہا اب سوار ہو تب وہ سوار ہوئیں اور اس نے اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ (الزعرور: ۱۴، ۱۳)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اس کے لائق نہ تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اونٹنی کی ٹکیل ہاتھ میں لی اور دوڑتا اور چلاتا ہوا چلا۔ اس نے میری یہ حالت دیکھ کر کہا:

وَأَقْصَيْتَنِي مَسْبِكَ وَاعْضَضْتُ مِنْ صَوْتِكَ۔ (الفن: ۱۹)

اپنی چال میں میانہ روی کر اور اپنی آواز کو پست کر۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر آہستہ آہستہ چلنے لگا اور چلانے کی جگہ پر آہستہ آواز سے بطور ترنم کچھا شعار پڑھنے لگا: وہ بولیں:

فَاقْرَأْ وَ مَا يَسِّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ (الزمل: ۲۰)

جو کچھ قرآن سے آسان ہو، اسے پڑھو، یہ داہیات اشعار کیا پڑھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اللہ نے تم کو بہت سی نیکیاں دی ہیں۔ وہ بولیں:

وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (آل عمران: ۷۰)

نہیں اس کی قدر جانتے مگر ذی عقل

قدر جوہر شاہ داند یا بدانہ جوہری

(ہیرے کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری)

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دور چل کر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے شوہر بھی ہیں؟
وہ پھر خفا ہو کر بولیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ۔

(المائدہ: ۱۰۱)

اے مومنو! ایسی چیزوں کے متعلق مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں چپ ہو گیا اور ہم چلتے چلتے اس کے قافلہ میں پہنچے اور میں نے اس ضعیف سے پوچھا کہ قافلہ میں تمہارا کوئی ہے اور وہ کون ہے۔
وہ بولیں:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الدُّنْيَا۔ (الکہف: ۴۶)

مال ہے اور ہمارے بیٹے ہیں، یہی تو حیات دنیا کی زینت ہے۔
وہ کہتے ہیں، میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے بھی اس قافلہ میں ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا ان کا پتہ کیا ہے۔
وہ بولیں:

وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ۔ (النحل: ۱۶)

ان کی بہت سی نشانیاں ہیں، ایک آسان نشانی یہ ہے کہ ستارے دیکھ کر وہ قافلہ کو چلاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے لڑکے قافلہ کے رہبر ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اونٹ کی مہار یعنی ٹکیل پکڑے ہوئے خیموں میں پھرنے لگا اور رہبروں

کے حلقہ میں پہنچ کر میں نے کہا تمہارا کون سا خیمہ ہے، پہچانو۔
وہ بولیں:

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ (النساء: ۱۲۵) اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا۔

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا۔ (النساء: ۱۶۴) موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا۔

يَا يُحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ (مریم: ۱۲) اے یحییٰ علیہ السلام مضبوطی سے کتاب کو لو۔

اس سے تین نام ثابت ہوئے۔ ابراہیم..... موسیٰ..... یحییٰ

وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے نام ہیں اور میں نے پکارا:
اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے یحییٰ۔ ناگہاں تین نو عمر لڑکے نکلے جو اس قدر خوبصورت
تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے۔ ان لڑکوں نے پہلے اپنی ماں کو اتارا اور پھر ہم سے بیٹھ کر
باتیں کرنے لگے۔

وہ بولیں:

إِنَّا غَدَاءٌ نَأْكُلُ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا۔ (الکہف: ۶۲)

ہم کو کھانا دو، اس سفر سے ہم کو بہت تھکان ہوئی ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دیر تک چپ رہیں، اس لئے کہ
لڑکوں نے کہہ دیا تھا کہ یہاں اس وقت کھانا موجود نہیں ہے، بعد ازاں کچھ دیر بعد اس
عورت نے یکا یک با آواز بلند کہا۔

فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرُوا أَيُّهَا أَزْكَى

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ۔ (الکہف: ۱۹)

کسی کو بازار کی طرف بھیجو، اس کو لائق ہے کہ خوب عمدہ کھانا دیکھ کر لائے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سنتے ہی ان میں سے ایک لڑکا بازار دوڑا گیا اور جو کچھ ملا کر
میرے سامنے رکھ دیا اور وہ بولیں۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ (الحاقہ: ۲۴)

اب کھاؤ اور پیو جو تم نے گزشتہ دن میں ہمارے ساتھ سلوک کیا تھا، یہ

اسی کا بدلہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں اس ضعیفہ کی باتیں سن کر اس قدر حیرت زدہ تھا کہ میں نے لڑکوں سے کہا سنو..... میں اپنے اوپر تمہارے اس کھانے کو حرام سمجھتا ہوں جب تک تم یہ نہ بیان کرو کہ یہ کون ہے اور اس کی داستان کیا ہے۔ من اولہ الی اخرہ (ابتداء سے انتہاء تک) بیان کرو؟

لڑکوں نے کہا ایم کو بیان کر دینے میں کچھ عذر نہیں ہے۔ یہ ہماری والدہ ہیں، چالیس برس ہوئے جب سے قرآنی آیتوں کے علاوہ اور کوئی لفظ ان کی زبان سے نہیں نکلا اور انہوں نے اس خوف سے اور باتیں کرنی چھوڑ دیں تھیں کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کے سبب قیامت کے دن جواب دہی کرنا پڑے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں، مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا اور کہا کہ یہ اللہ کی مہربانی ہے جس پر ہو جائے۔

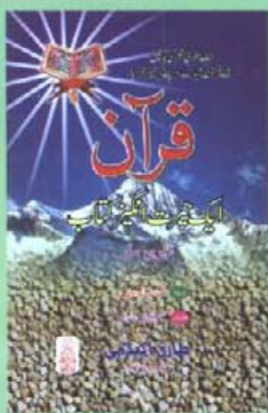
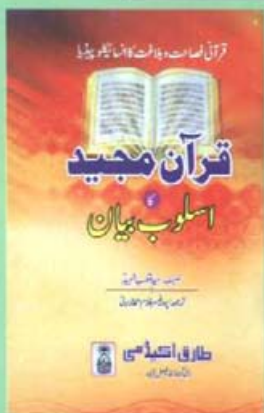
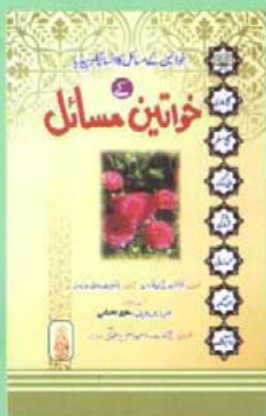
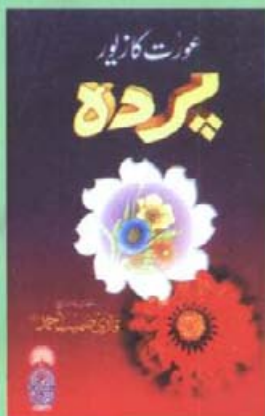
اس وقت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم نے اس عورت میں کس قدر لیاقت پیدا کر دی تھی کہ ہر بات قرآن ہی سے نکال لیا کرتی تھیں اور پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم نے اس کے دل میں کس قدر پاکیزہ اثر پیدا کر دیا تھا اور اس نے کتنا اعلیٰ درجے کا تقویٰ اختیار کر دکھایا کہ اللہ اکبر

(خاکسار محمد ابوالقاسم بتاتا ہے کہ اکثر قافلہ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی رہتا تھا تاکہ اگر کسی کی کوئی چیز گری ہوئی ملے اسے لے کر قافلہ میں دے۔ اگر کوئی چھوٹ گیا ہوا سے قافلہ میں پہنچا دے۔ یہ عبداللہ بن مبارک انہیں میں سے تھے جو قافلہ کے پیچھے تھے۔ فقط)



☆ حضرت عبداللہ بن مبارکؓ ۱۸۱/۱۱۸ھ بہت بڑے محدث تھے، انہیں امیر المومنین فی اللہ بیٹ کا لقب ملا، امام سفیان ثوریؒ ان کے استاد اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ خلافت میں سے تھے

ہماری شاہکار کتابیں



علم و عمل اور فکر و شعور کو چلا بخشنے والی کتابوں کی فہرست طلب کیجئے



Printers & Publishers

TARIQ ACADEMY

D-GROUND, FAISALABAD-PAKISTAN.

Tel: 8546964, 8715768, e-mail: ilmoagahi74@yahoo.com

Website: www.ilmoagahi.com

زبان کی آفتیں اور تدابیر



ترتیب محمد سرور طارق

طارق اکیڈمی، فیصل آباد

نہان کی آفتیں اور تداویر

مؤلف: ڈاکٹر محمد ظفر احمد

ترتیب و حواشی: محمد سرور طارق

نظر ثانی و مقدمہ: محمد خالد سیف

مع
رابعہ بصری کی ایمان افروز گفتگو

طارق کیڈمی

ڈی گراؤنڈ (نزد و رانی مسجد) فیصل آباد

فون: 041-8546964-8715768

جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ (حدیث مبارکہ)



جملہ حقوق احتیاج اضافہ طارق اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب زبان کی آفتیں اور تدابیر

اہتمام محمد سرور طارق

اشاعت اول اگست 2002ء جمادی الثانی 1423ھ

اشاعت پنجم اکتوبر 2005ء رمضان المبارک 1426ھ

طباعت کاروان پریس، لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY

D/Ground (samosa chok)

Faisalabad, PAKISTAN.

☎ 0092 41 8546964, 8715768

Fax: 0092 41 8733350

E.mail: ilmoagahi74@yahoo.com

ڈسٹری بیوٹر

36 لوئر مال، پیکر ٹریٹ شاپ، لاہور

فون 7240024-7232400

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون 7120054 7320703



دارالسلام

پبلشرز اور ڈسٹری بیوٹرز

آئینہ فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
36	مومن جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں کیا جاتا	9	مقدمہ
"	مومن ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا	19	پیش لفظ
37	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی	23	دو لکھنے والے
"	منافق کی علامت	26	صرف ایک کلمہ
"	معراج کا واقعہ	"	جنت کی ضمانت
38	جھوٹا ہونے کے لئے بھی کافی ہے.....	27	زبان سے اعضاء کی التجاء
"	جھوٹی احادیث بیان کرنے والے	28	مسلمان کی پہچان
39	جھوٹ کی اجازت	29	بہترین اسلام کون سا ہے؟
40	بہلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا حرام	"	سب سے خوفناک چیز
41	ہمانے کے لئے جھوٹ بولنا حرام	"	حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے زبان کو سزا دی
"	ناحق مال کھانے کے لئے جھوٹی قسم کی وعید	30	شرم گاہ کے علاوہ دیگر اعضاء کا زنا
42	کلام میں مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت	"	خاموشی ذریعہ نجات
"	مبالغہ کرنے والوں کے منہ میں خاک	"	دو باتیں نہایت ہلکی لیکن اعمال کے
42	تعریف کس طرح؟	31	ترازوں میں بہت ہماری ہیں
44	نیک آدمی کی تعریف	"	خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے
"	فاسق کی تعریف اور عرش الہی	32	گنگو کا چادو
"	تحش کلائی	"	گندے شعروں سے پیپ بہتر ہے
45	اللہ کا دشمن	"	زبان سے جہاد
"	گالی گلوچ دینے کی ممانعت	33	بے مقصد گنگو کا نقصان
46	چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	33	بے فائدہ کام
"	چغل خور کی کبرہ گناہوں میں سے ہے	35	جھج اور جھوٹ
47	اللہ کے بہترین اور بدترین بندے	36	اللہ اور رسول کی محبت کا تقاضا
48	دورخی	"	جھوٹ سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں
"	قیامت کے دن دو غلے.....		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
62	حضور اکرم ﷺ کا مزاج	49	مومن کی شان
"	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاج	"	لعنت کرنا
"	بڑھیا جنت میں نہ جائے گی	50	دوزخ کی بدعا دینے کی ممانعت
63	نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خوشی طبعی	"	کسی چیز پر لعنت نہ کرو
"	پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف دینا	51	زیادہ لعنت کرنے والے
64	مسلمان کی پہچان	"	عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں
66	برے آدمی کی نشانی	52	صدیق اور لعنت کرنے والا
67	سرگوشی کی ممانعت	"	غیبت کسے کہتے ہیں؟
"	اپنے عیب خود ظاہر کرنا	53	نقل اتارنا غیبت ہے
68	بیوی کا راز	"	غیبت کا ایک کلمہ اگر سمندر میں....؟
"	مسلمان کو حقیر نہ جانو	54	غیبت کرنے والے، قیامت کے دن
69	مسلمان کو گالی دینا اور لڑنا	"	غیبت..... دوزخ کا قلعہ اور لباس
70	گانا نفاق پیدا کرتا ہے	55	غیبت سے نماز، روزہ ضائع ہو جاتا ہے
71	بے عمل علماء کی مزا	"	غیبت کرنے والے کے لئے تو نہیں
"	لوگوں کو متفقہ بنانے کے لئے.....	56	غیبت، بدگمانی، جاسوسی، حسد اور حرص
72	اوروں کو نصیحت.....	"	مسلمان کی ناحق آبروریزی
73	کثرت سوال کی ممانعت	57	غیبت کو روکنا
73	دہر (زمانہ) کو برانہ کہو	"	غیبت سے روکنے کا اجر
74	کسی کو یہ نہ کہو کہ تم ہلاک ہو گئے	58	آبروریزی سے روکنے کا اجر
74	عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت	"	بے حرمتی سے روکنے کا اجر
"	رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں	59	غیبت کا کفارہ
76	قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟	"	مسلمان کو عیب لگانے کا عذاب؟
77	ذکر الہی، زعمی بھر کے مسائل کا علاج	60	مسلمان کا عیب
79	زیادہ بولنا	"	مسلمان کو کافرا اللہ کا دشمن کہنا!
		"	تجسس کی ممانعت
		61	خوش طبعی اور مزاج
		"	بچوں سے خوش طبعی

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
89	چغلی	79	جہاد اور خیرات کرنے سے بڑا عمل
"	دورخی بات کرنا	80	کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں
"	تقریف و مدح	81	بے مقصد بات
91	ہمارے نزدیک معمولی باتیں..... لیکن	"	جھگڑا اور بحث
92	دانائی	"	فائدہ کی خاطر غلط بات
93	زیادہ بولنے کی آفت	82	خداق اور بذلہ نخی
93	ہر وقت بولنا	"	جھوٹا وعدہ کرنا
95	غیبت..... ایک مہلک بیماری	83	خداق اڑانا
"	غور و فکر	"	جھوٹی بات اور جھوٹی قسم
96	غیبت ہو جائے تو؟	84	غیبت کیا ہے؟
"	ایک اور خطرناک بیماری	"	غیبت کا علاج
97	نفس کا دھوکا	86	غیبت کی رخصت.....
"	زبان کی آفتوں سے بچنے کی دعائیں	87	غیبت کا کفارہ



گھر کی تربیت

اس کتاب کی تدوین و ترتیب اور جمع و تالیف میں جن چیزوں نے معنوی طور پر سب سے زیادہ موثر تحریک کی، ان میں میرے والدین کی دینی تربیت خاص طور پر والد ماجد کا ہر وقت میری اصلاح و تعلیم میں انہماک، علماء اور نیک لوگوں کا ذکر، مسائل کا تذکرہ، دین کی باتیں اور سب سے بڑھ کر گھر میں دینی ماحول قائم کرنے کی فکر کو اولین درجہ حاصل ہے۔

(ڈاکٹر محمد ظفر احمد)

جو والدین اپنے بچوں کو نیک اور آنکھوں کی ٹھنڈک دیکھنے کے خواہش مند ہیں وہ اپنے گھروں کو دین کی روشنی سے منور کریں۔

دو لکھنے والے

﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ
الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ

رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸، ۱۷)

”جب دو لکھنے والے فرشتے لکھتے ہیں جو کہ دائیں
اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے
نکالنے نہیں پاتا، مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا
تیار رہتا ہے۔“



مسلمان کی پہچان

﴿عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍوَعَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ
لِسَانِهِ وَيَدِهِ﴾ (بخاری)

عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی

ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور

ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔“



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه اجمعين، اما بعد
اللہ رب ذوالجلال والاکرام، مالک الملک اور احکم الحاکمین نے انسان کو نہ صرف پیدا فرمایا ہے بلکہ اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ساتھ انسان کو ”احسن تقویم“ میں پیدا فرما کر اس کائنات کا ایک عظیم الشان شاہکار بنا دیا ہے، اس نے انسان کے جسم کے تمام اعضاء کو نہایت توازن، تناسق، اعتدال، کمال اور حسن و جمال کے ساتھ پیدا فرمایا ہے کہ انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے: **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** ۵ خالق کائنات نے انسان کو یوں تو نے شمار اعضاء عطا فرمائے ہیں، جو اپنی افادیت اور کارکردگی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں لیکن ان میں سے ایک عضو زبان..... جو انسان کی مشینری کا چھوٹا سا پرزہ ہے مگر اپنی اہمیت، افادیت، عظمت اور کارکردگی کے اعتبار سے شاید سب سے زیادہ مخیر المعقول ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے:

”انسان کے منہ میں دانتوں کی بندش کے اندر قدرت نے ایک ایسی مشین نصب فرمائی ہے، جو غیر شعوری طور پر بلا تا مل نئے سے نئے الفاظ بناتی چلی جاتی ہے۔ منہ کے خول میں ہوا کی حرکت اور حلق کی آخری حد تک ہوا کے خروج سے لاکھوں الفاظ منٹوں میں بن جاتے ہیں، جن میں سے ایک سے ایک نیا اور جدا ہوتا ہے۔ دانتوں اور ہونٹوں کی رکاوٹ الفاظ کے بننے اور خارج کی صحت میں مدد دیتی ہے۔

”ذٰلِكَ تَفْقِيْهُرُ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ“

انسان کے اور بھی بیسیوں اعضاء ہیں لیکن الفاظ اور نطق کی مشینری صرف

منہ میں نصب کی گئی ہے۔ معلوم نہیں دنیا کا سب سے پہلا انسان جب اس نے افہام و تفہیم کے لیے اس مشینری سے پہلے پہل کام لیا ہوگا تو وہ کتنا خوش ہوا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اس نے کتنے سجدے کئے ہوں گے۔ **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** (حجیت حدیث: ۱۶)

زبان اللہ تعالیٰ کی جتنی بڑی نعمت ہے، اسی قدر یہ حکم ہے کہ اس کا صحیح صحیح استعمال کیا جائے اور غلط استعمال سے اسے بچایا جائے، یاد رہے زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ کی ریکارڈنگ کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق: ۱۸)

”کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے“

جیسا کہ ہم نے عرض کیا زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت اور اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا ایک محیر العقول شاہکار ہے۔ اگرچہ جسامت کے اعتبار سے یہ ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن اس کے کام بڑے بڑے ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس زبان کی گواہی سے انسان کے ایمان اور کفر کا پتہ چلتا ہے اور پھر اگر غور کیا جائے تو کائنات کی ہر ہر چیز خواہ وہ موجود ہو یا معدوم، خالق ہو یا مخلوق، زبان ہی کا اثبات یا اس کی نفی کرتی ہے۔ زبان کے مقابلہ میں دیگر اعضاء انسانی کا دائرہ بہت محدود ہے لیکن زبان کا میدان بے حد و حساب وسیع و عریض ہے، اسے آپ خیر کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور شر کے لیے بھی، جو زبان کی لگام کو ذرا سا ڈھیلا چھوڑ دے تو شیطان اسے برائی کے ہر میدان میں نچاتا اور بلا خر جہنم پہنچا دیتا ہے اور جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ زبان کی کترنیاں ہی تو ہوں گی جو لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ گرا دیں گی۔ زبان کے شر سے صرف اور صرف وہی انسان محفوظ رہ سکتا

ہے، جو اسے شریعت کی لگام پہنا دے، صرف انہی کاموں کے لیے اسے استعمال کرے جو دنیا و آخرت میں اس کے لیے بہتر ہوں اور ان کاموں کے لیے اسے استعمال نہ کرے جو دنیا و آخرت میں اس کے لیے مضر ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ دیگر اعضاء کی نسبت زبان کو قابو میں رکھنا بھی بے حد مشکل ہے کیونکہ اسے کھلا چھوڑ دینے میں انسان کو کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ زبان کے استعمال میں بے حد غیر محتاط اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں سے غافل ہیں حالانکہ زبان کی آفتیں، مصیبتیں اور خطرات بہت تباہ کن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں زبان کو قابو رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ عبداللہ بن سفیان اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کی ایک ایسی بات ارشاد فرمادیجئے کہ پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور پھر اس بات پر ڈٹ جاؤ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز سے ڈروں؟ تو آپ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! نجات کس چیز میں ہے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کو کافی سمجھو اور اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ۔ (نسائی)

سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دونوں گلوں اور اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم جو گفتگو کرتے ہیں، کیا اس کا بھی مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن جبل تمہاری ماں تمہیں گم پائے! یہ زبانوں کی کترنیاں ہی تو ہوں گی، جو لوگوں کو اندھے منہ

جہنم کی آگ میں گرا دیں گی (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم) یہی وجہ ہے کہ ہر روز جب صبح ہوتی ہے تو انسانی جسم کے اعضاء زبان کی منت سماجت کرتے ہوئے اس سے کہتے ہیں کہ اے زبان ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اگر تو راہ راست پر رہی تو ہم بھی سیدہ سعد ہیں گے اور اگر تو تیز سی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (نسائی)

زبان کو قابو میں رکھنے کے بارے میں احادیث مبارکہ تو بے شمار ہیں اب ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ سیدو سرور کائنات ﷺ کے ایک جامع ارشاد کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔ (متفق علیہ) زبان کی خوبیاں اور برکتیں یعنی زبان سے قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و فکر الہی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر جیسے اعمال انسان کو جنت کے بلند و بالا دار فاعل و اعلیٰ درجات تک پہنچا دیں گی، ایسے ہی زبان کی مصیبتیں اور آفتیں انسان کو جہنم میں لے جائیں گی۔ قارئین کرام کی راہنمائی کے لیے ہم یہاں زبان کی چند بڑی بڑی آفتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں، جن سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے

(۱) بے فائدہ گفتگو

انسان کو چاہئے کہ وہ بے فائدہ گفتگو نہ کرے اور اپنی زبان کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھے اور صرف ایسی گفتگو کرے جو جائز ہو اور جس سے اسے یا کسی دوسرے مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ یعنی ایسی گفتگو ہرگز نہ کریں جس کے بغیر آپ کا گزارا ہو سکتا ہو یا جس کی آپ کو کوئی ضرورت نہ ہو، کیونکہ ایسی گفتگو سے آپ اپنے وقت کو ضائع کریں گے اور پھر اس گفتگو کا آپ کو حساب بھی دینا پڑے گا بہر حال بے فائدہ اور فضول کلام زبان کی آفت ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔

(۲) باطل گفتگو

باطل گفتگو سے مراد ایسی گفتگو ہے جو گناہوں سے متعلق ہو، مثلاً اجنبی

عورتوں کے بارے میں گفتگو، فسق و فجور سے متعلق گفتگو، باطل گفتگو کی انواع و اقسام تو حیضہ شمار سے باہر ہیں اور بعض اوقات باطل گفتگو کا صرف ایک کلمہ ہی انسان کی تباہی و بربادی کے لیے کافی ہوتا ہے۔ بلال بن حارث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ایک ایسا کلمہ زبان سے ادا کر دیتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس قدر موجب اجر و ثواب ہوگا، اس ایک کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اس کے لیے اپنی رضا لکھ دیتا ہے، اسی طرح انسان کبھی اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ایک ایسا کلمہ ادا کر دیتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ کسی قدر گناہ کا باعث ہوگا، اس ایک کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ ”پہلے تو لو پھر یولو“

(۳) لڑائی جھگڑا

لڑائی جھگڑا اور اختلاف و انتشار پر مبنی گفتگو بھی زبان کی ایک بڑی آفت ہے، جس میں لوگوں کو ان کے گناہوں کی سزا کے طور پر جلا کر دیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو قوم ہدایت کے بعد گمراہی کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لڑائی جھگڑے میں جلا کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) فحش گفتگو

فحش گفتگو شرعاً مذموم اور ممنوع ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فحش گفتگو سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحاشی پر مبنی گفتگو کو پسند نہیں فرماتا (نسائی، مستدرک حاکم) اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن نہ تو طعنہ باز ہوتا ہے، نہ کسی پر لعنت بھیجتا ہے اور نہ فحش اور بے ہودہ گفتگو کرتا ہے (ترمذی) فحش گفتگو زبان کی اتنی بڑی آفت ہے کہ یہ انسان کو جنت میں جانے سے محروم کر دے گی بلکہ ابن ابی الدنیا اور ابوالعینم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ فحش گفتگو کرنے والے کے لیے

جنت میں داخل ہونا حرام ہوگا۔

(۵) لعنت بھیجنا

انسانوں، حیوانوں اور جمادات سب پر لعنت بھیجنا بے حد مذموم ہے۔۔۔۔۔ قبل ازیں اس حدیث کا حوالہ دیا جا چکا ہے کہ مومن کسی پر لعنت نہیں بھیجتا۔ لعنت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور ان کی ذات پاک سے دور ہو، شریعت میں حیوانوں اور بے جان چیزوں پر لعنت بھیجنے سے بھی منع کر دیا ہے، انسان پر لعنت کا بھیجنا تو بہت بڑا گناہ ہے، اس سے زبان کو محفوظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۶) مذاق اڑانا

کسی کا مذاق اڑانا بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ
”مومنو! کوئی کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی

ہوں (الحجرات: ۱۱)

کسی کی توہین کرنا، کسی کی تحقیر کرنا اور کسی کے عیوب و نقائص کو اس انداز سے بیان کرنا کہ لوگ اس پر ہنسنے لگیں، یہ سب مذاق اڑانے کی مختلف صورتیں ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے۔

(۷) راز فاش کرنا

زبان کی ایک اور آفت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے کسی بھائی، دوست، ساتھی یا کسی بھی مسلمان کے راز کو فاش کریں کیونکہ اس سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب آدمی کوئی بات کرے اور پھر اس کی طرف توجہ دے تو یہ بھی امانت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے کہ تم

اپنے کسی بھائی کے راز کو فاش کرو۔

(۸) جھوٹا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایفاء عہد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدة: ۱)

”اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو“

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قرآن مجید میں تذکرہ کرتے

ہوئے فرمایا ہے:

إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (مریم: ۵۴)

”وہ وعدے کے سچے تھے“

حدیث میں وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے، اس لیے ہر

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان سے جو وعدہ کرے اسے پورا کرے کیونکہ وعدہ کے

بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (الاسراء: ۳۴)

”اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی“

(۹) جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا

یہ بھی زبان کی ایک بہت بڑی آفت ہے کہ انسان جھوٹ بولے یا جھوٹی

قسم کھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے کسی بھائی

سے کوئی ایسی بات کرو کہ وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو مگر تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

(الادب المفرد دلائم بخاری، ابو داؤد، مسند احمد معجم طبرانی) اسی طرح آپ ﷺ نے

فرمایا کہ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کو ہی تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے

ہاں وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (منفق علیہ) جھوٹ بولنے کو حدیث میں نفاق کی

علامت قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنے کی مذمت کے لیے کیا یہ بات کم ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے؟

(۱۰) غیبت

زبان کی ایک بے حد خطرناک آفت اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ہے۔ اس آفت کی شدت اور سنگینی کو معلوم کرنے کے لیے حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ غور سے پڑھیں:

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا يَهْتَابُ أَخَذَ كُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ
أَخِيهِ مِمَّا فَكَرَ هَتَمُوهُ. (الحجرات: ۱۲)

”اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہرے کو کھرچ رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے اور ان کی عزت و آبرو کو خاک میں ملایا کرتے تھے۔ (ابو داؤد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی کسی ایسی بات کو بیان کرو، جس کے بیان کرنے کو وہ ناپسند کرتا ہو، صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے بھائی میں وہ عیب اگر واقعی موجود ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ عیب موجود ہو تو یہی غیبت ہے اور اگر وہ عیب موجود نہ ہو تو پھر وہ بہتان ہے۔ غیبت جس قدر شدید جرم، کبیرہ گناہ اور زبان کی ایک بے حد خطرناک آفت ہے، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جہاں دو مسلمان بھائی بیٹھتے ہیں وہ کسی تیسرے کی غیبت شروع کر دیتے ہیں مسلمان بہنوں میں یہ مرض کچھ زیادہ ہی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

اس وقت زبان کی تمام آفتوں کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود پیش نظر کتاب..... اور اس کے موضوع کی اہمیت کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا ہے زبان کی تمام آفتوں کو کتاب وسنت کے مفصل دلائل کی روشنی میں کسی دوسری صحبت میں بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں ہم اپنے قارئین کرام کی خدمت میں بعد ادب و احترام یہ بھی عرض کریں گے کہ ان مذکورہ بالا آفتوں سے زیادہ زبان کو محفوظ رکھنا تو از بس ضروری ہے ہی، مباح اور جائز گفتگو میں بھی آپ شائستگی، شرافت، اور لطافت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ گفتگو میں ایسا انداز ہرگز اختیار نہ کریں کہ مخاطب بے مزہ ہو کر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جائے۔

بات بات پہ کہتے ہو کیا ہے
ستہی کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے

سید و سرور کائنات ﷺ کی حیات پاک ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ صاف اور واضح طور پر ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ مخاطب اگر الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا اور پھر الفاظ کا اتنا حسین انتخاب ہوتا کہ سننے والے کو معلوم ہوتا کہ زبان اقدس سے پھول جھڑ رہے ہیں یا حسن تعلیم کے باعث یوں محسوس ہوتا کہ چاند تاروں کی دنیا مسکرارہی ہے۔ صغرنے کیا خوب کہا ہے۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ بحث سے قبل بھی آپ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے معروف تھے، سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں کو بھی ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے، اس کی برکتوں اور خوبیوں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ہمیں

توفیق بخشے کہ ہم اپنے تمام اقوال و اعمال خصوصاً دل کے احوال میں قرآن و سنت کے انوار سے کرن کرن اجالا کر سکیں

طارق اکیڈمی اپنے روزِ اوّل سے فروغِ علم اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے کوشاں ہے۔ الحمد للہ **طارق اکیڈمی** اسلامی لٹریچر کی طباعت و اشاعت میں ایک منفرد نام ہے جس کی مطبوعات حسنِ طباعت اور علم و حکمت کے ایسے چراغ ہیں جن کی روشنی سے لاکھوں سینے منور ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں انسان ان چراغوں کی روشنی میں زندگی کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ الحمد للہ تم الحمد للہ

مانا کہ اس جہاں کو گلشن نہ کر سکے
کانٹے تو کچھ ہٹا دیئے گزرے جدھر سے ہم
طارق اکیڈمی کی مطبوعات میں ”زبان کی آفتیں“ ایک ایسا چراغ ثابت ہوگا جس کی روشنی میں قارئین جنت کا راستہ آسانی سے دیکھ سکیں گے اور اگر کسی بھائی نے اس روشنی میں اپنے شب و روز گزار لئے تو یقیناً جنت اسی کی منتظر ہوگی۔ کتاب کے مرتب ڈاکٹر محمد ظفر احمد کو اللہ کریم بے پایاں اجر سے نوازے۔

ترتیب جدید اور مفید حواشی کا اہتمام برادر عزیز محمد سرور طارق نے کیا ہے۔ اللہ رب العزت اس کوشش کو ہم سب کے لیے، ہمارے والدین اور عزیز و اقارب کے لیے زادِ راہ اور صدقہ جاریہ بنائے۔ کوئی بعید نہیں کہ اللہ کے بندوں کو زبان کی آفتوں سے بچانے کی یہ ادنیٰ کوشش ہمارے لیے بھی جنت کی ضمانت بن جائے۔ وماذا لک علی اللہ بعزیز صلی اللہ علی النبی الکریم محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

محمد خالد سیف (نگران اعلیٰ)

طارق اکیڈمی فیصل آباد

14 اگست 2002ء



پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ، آمَنَّا بَعْدُ:

زبان عجائبات صفت الہی سے ہے اگرچہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں اور صنائع لطیفہ میں سے ہے۔ اس کا گناہ بھی سب سے زیادہ ہے اور طاعت بھی بڑھ کر، کیوں کہ ایمان و کفر کی شہادت زبان ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ حقیقت میں جو کچھ موجود ہے وہ سب کچھ اس کے تصرف میں ہے۔ وہ موجود و معدوم دونوں کا بیان کرتی ہے اور جو کچھ عقل و وہم و خیال میں آتا ہے، زبان اس کی تعبیر کرتی ہے۔ یہ ایک ایسی خاصیت ہے کہ اور دوسرے اعضاء میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً آنکھ رنگ کی چیزوں کو صورتوں کے سوا اور چیز نہیں دیکھ سکتی، کان آواز کے سوا نہیں سن سکتا۔ ہاتھ اجسام کے سوا نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح سب اعضاء میں ہر عضو کی حکومت، مملکت و وجود کے ایک خطے پر ہوگی، لیکن زبان کی حکومت ساری مملکت و وجود میں جاری و ساری ہے۔ زبان کا میدان بہت وسیع ہے اس کے لیے کچھ حد اور انتہا نہیں ہے یہ جیسے خیر کے بولنے پر قادر و یسے شر کے بولنے پر بھی اختیار رکھتی ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے سب کے سب اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں ذرا خوف رکھنا۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے ورنہ تو ٹیڑھی ہوئی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا، جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں کہ زبان کی تیزی کی شکایت اللہ سے نہ کرتا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ -

”بے شک آدمی کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اس کے سبب دوزخ میں گر پڑتا ہے اور کبھی ایسی بات کہتا ہے کہ اس کے سبب جنت کے مدارج اس کو عنایت ہوتے ہیں۔

آدمی ایک کلمہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کا کہتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس سے کچھ بڑی رضامندی حاصل ہوگی مگر اللہ کریم اسی کے باعث قیامت تک کی رضامندی لکھ لیتا ہے اور کبھی ایک کلمہ ناراضگی کا سرزد ہوتا ہے اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے ناراضگی زیادہ ہوگی مگر اللہ تعالیٰ اس سے اپنی ناخوشی قیامت تک لکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہتا ہے اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کلمہ کی وجہ سے (ہلاکت والی) گہرائی میں گرنا چلا جاتا ہے، جس کا فاصلہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اتنا پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے نہیں پھسلتا۔ (مشکوۃ المصابیح)

زبان کے بڑے ہی خطرے ہیں جو کہ عام طور پر انسان کی ظاہری نظروں سے پوشیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ نہ معلوم کس وقت کیا زبان سے نکل جائے اور نہ معلوم شیطان اس سے کیا کہلوائے اور کس گڑھے میں دھکیل دے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ اس لیے زبان کو پوری طرح قابو میں رکھنے کا حکم ہے۔ انسان کے حق میں سب اعضاء سے زیادہ نافرمان عضو زبان ہے۔ اس کے ہلانے میں ذرا بھی مشقت نہیں ہوتی لیکن یہ انسان کے لیے بڑے بڑے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

عوام و خواص کو عموماً ایسی چیزوں میں مبتلا دیکھا جاتا ہے جو زبان سے صادر ہونے والی مصیبتیں اور گناہ ہیں، قرآن اور احادیث میں جن چیزوں سے اہتمام کے ساتھ روکا گیا ہے، اس سے بچنا تو درکنار ان کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اس چھوٹی سی زبان میں کیا کیا خوبیاں اور کیا کیا خرابیاں ہیں اس طرف لوگوں کا ذہن جاتا ہی نہیں۔ یہ بندہ عاصی و احقر بھی خود زبان کی بے احتیاطیوں میں مبتلا ہے۔

اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے زبان کی آفتیں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر لکھ رہے ہیں۔ اس تمنا اور امید پر کہ اللہ تعالیٰ میری اور تمام مسلمانوں کی اصلاح فرمائے اور صراطِ مستقیم پر لگائے اور ہماری خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرمائے، آمین! شہ آمین!

اس دورِ فتن میں شاید کوئی ایسا انسان اور اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہوگا جو زبان کی آفتوں سے محفوظ ہو، ورنہ بچہ، جوان، بوڑھا، جاہل و عالم غرض ہر کس و نا کس زبان کی آفتوں میں مبتلا ہے (الا ماشاء اللہ) یہ مرض، وبا اور سرطان سے بھی زیادہ خطرناک مہلک اور عالم گیر ہوتا جا رہا ہے۔ بے توجہی اور غفلت عام اور شدید ہے۔ حتیٰ کہ ادراک و احساس اور گناہ کا تصور بھی ختم ہو چکا ہے۔ لہذا اس کے ازالہ کے لیے اتنا ہی قوت، جرات، فکر و دلسوزی، تقریر و تحریر و وعظ و درس و تبلیغ کی مدرسہ، مسجد، اجتماعی و انفرادی، تنہائی اور جلسوں میں غرض ہر جگہ اور ہر حالت میں اس کی ضرورت ہے۔

آخرت کی زندگی اور دنیا کی ظاہری و باطنی زندگی بھی صحیح معنی میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں ہی کو حاصل ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے بالکل غافل ہیں۔ خاص طور پر دنیا کی زندگی کی راحت کا تو اطاعت سے کوئی تعلق ہی نہیں سمجھتے، مصیبتوں پر مصیبتیں آتی ہیں مگر اس طرف توجہ ہی نہیں کہ گناہ چھوڑنے سے یہ مصیبتیں نکل جائیں گی۔ اس عملی کمزوری کا سبب اعتقاد کی کمزوری ہے۔ روحانی بیماریوں کا علاج نبی کریم ﷺ کے حکم و فرمان کے مطابق ہی ٹھیک طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ جو پورا پورا عمل کرے گا وہی کامیاب و کامران ہوگا۔ نبی پاک ﷺ نے تو بیماریوں اور ان کے علاج کی تمام تفصیل پوری دنیا کے سامنے رکھ دی جس نے بھی اس علاج پر عمل کیا ہمیشہ کامیاب و شفا یاب ہوا۔

ہمارا ایمان ہے کہ کامیابی کا دار و مدار نبی پاک ﷺ کے نسخوں پر عمل کرنے میں ہے تو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ان پر عمل کر کے کامیاب ہوں۔

مجھے اس اعتراف میں ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی تامل نہیں کہ یہ کتاب ایک خطا کار قلم نے لکھی ہے اور اپنی کوشش تو یہی رہی ہے کہ قدم اس راستہ سے نہ ہٹے جو صراطِ مستقیم ہے اور وہ سرِ رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹے جو ہر مسلمان کیلئے عروۃ الوثقیٰ ہے۔ تاہم وہی کہتا ہوں جو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر میری یہ حقیر کوشش صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے ﴿مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَرِحْتُمُ بِاللَّهِ﴾ اور اگر غلط ہے تو نفسِ خطا کار کا قصور ہے ﴿وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمتِ کاملہ سے اس سعیِ ناچیز کو محض اپنے لطف و کرم سے قبول فرما کر دین و دنیا میں مجھے کامران اور آخرت میں میری بخشش کا سامان بنائے اور ہر خاص و عام کے لیے اسے نفع بخش اور مفید بنائے۔ وہو حسبی و نعم الوکیل۔

محتاجِ دعاء
محمد ظفیر عفی عنہ

WWW.KITABOSUNNAT.COM



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
حامدا و مصلیا و سلما اما بعد۔

دو لکھنے والے

﴿إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيْنَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيْدٌ ۝

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيْدٌ﴾ (ق: ۱۸۰-۱۷۰)

”جب دو لکھنے والے فرشتے لکھتے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا، مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے۔“

فائدہ: لقولہ تعالیٰ: ﴿إِنْ رُسُلُنَا يَكْتُوبُونَ مَا تَمْكُرُونَ﴾ (یونس: ۲۱)

و قولہ تعالیٰ: ﴿إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُتِبْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (العناب: ۲۹)

دو فرشتے ہیں جو ہر انسان کے ساتھ اس کے اعمال لکھنے کے لیے ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اعمال کو اپنے صحیفے میں لکھتے رہتے ہیں۔ ایک اس کے داہنی طرف رہتا ہے جو (اس کے اعمال صالحہ کو لکھتا ہے) اور دوسرا اس کے بائیں جانب (جو اس کی برائیوں کو لکھتا ہے) وہ ہر وقت، ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتے ہیں (کراما کا تبین)

حسن بھری نے آیت مذکورہ ﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيْدٌ﴾ تلاوت

فرما کر کہا:

اے ابن آدم! ایک تیری داہنی جانب، دوسرا تیری بائیں جانب، داہنی

جانب والا تیری صفات کو لکھتا ہے اور بائیں جانب والا تیری سیدنا اور گناہوں کو، اب اس حقیقت کو سامنے رکھ جو تیرا جی چاہے عمل کر اور کم کر یا زیادہ، یہاں تک کہ جب تو مر جائے گا تو یہ صحیفہ یعنی نامہ اعمال لپیٹ دیا جائے گا اور تیری گردن میں ڈال دیا جائے گا جو تیرے ساتھ تیری قبر میں جائے گا اور رہے گا۔ یہاں تک کہ جب تو قیامت کے روز قبر سے نکلے گا تو اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا:

﴿وَكُلُّ إِنْسَانٍ لَّزِمْنَهُ طَائِرُهُ ۖ فِي عُنُقِهِ ۚ وَنُخْرِجُ لَهُ ۖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ (نبی اسرائیل: ۱۴، ۱۳)

”اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر کے رکھا ہے اور (پھر) قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر (سامنے) کر دیں گے جس کو وہ (کھلا ہوا) دیکھ لے گا۔ (اس سے کہا جائے گا) اپنا نامہ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔“

امام احمدؒ نے حضرت بلال بن حارثؓ مزیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

انسان بعض اوقات کوئی کلمہ خیر بولتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، مگر یہ اس کو معمولی بات سمجھ کر بولتا ہے، اس کو پتا بھی نہیں ہوتا کہ اس کا ثواب کہاں تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رضا دائمی قیامت تک کے لیے لکھ دیتے ہیں، اسی طرح انسان کوئی کلمہ اللہ کی ناراضگی کا (معمولی سمجھ کر) زبان سے نکال دیتا ہے اس کو گمان نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ و وبال کہاں تک پہنچے گا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص سے اپنی دائمی ناراضی قیامت تک کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث نے مجھے بہت سی باتیں زبان سے نکالنے سے روک دیا۔ (معارف القرآن جلد ۸)

ایک حدیث شریف میں ہے:

ان الرجل يتكلم بالكلمة يضحك بها جلساه يهدى بها ابعده

من الثريا (ابن ابی الدنيا، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۵)

”آدمی ایک بات بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہم نشینوں کو خوش کرتا ہے اور اس کے باعث ثریا سے دور گر پڑتا ہے۔“

اکثر لوگ بے مقصد باتیں، لطیفے، ایک دوسرے کو ہنسانے کے لیے سناتے رہتے ہیں۔ ایک بار سبحان اللہ کہنے سے جنت میں ایک درخت لگتا ہے اور یہ فرشتوں کا وظیفہ ہے۔ لہذا ممکن حد تک بے مقصد باتوں سے بچنا چاہیے۔

زبان کی حفاظت کے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی اور بیشمار طریقوں سے اپنے امتیوں کو نصیحت، رہنمائی، تنبیہ فرمائی تاکہ ہم زبان کی آفتوں سے محفوظ رہ سکیں۔۔۔ محترم بھائی اور بہنو! ان احادیث مبارکہ کو پڑھ کر اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ اس مبارک رہنمائی میں گزاریں۔ ان شاء اللہ یہ دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات کا سبب بنے گا۔

WWW.KITABOSUNNAT.COM

صرف ایک کلمہ باعثِ درجات یا باعثِ جہنم

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ (رواه البخاری) وَفِي رَوَايَةٍ يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبَعْدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی نافرمانی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ گزرتا ہے کہ اس کی طرف اس کو دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے“ (بخاری، مشکوٰۃ) جب بھی زبان کھولیں ”پہلے تو لیں پھر بولیں“ کو اپنا سنہری اصول بنالیں۔

جنت کی ضمانت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَتَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْمَحَنَةَ - (مشکوٰۃ، بخاری)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں کھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کرے گا اور (بدکاری، زنا کاری وغیرہ سے بچے گا) تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

انسان اپنے قدم سے اتنا نہیں پھسلتا
جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ يَقُولُ
الْكَلِمَةَ لَا يَهْوُلُهَا إِلَّا لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ يَهْوَى بِهَا أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَيَزِلُّ عَنْ لِسَانِهِ أَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَلَمِهِ

(مشکوٰۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا
کہ بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس
کلمہ کی وجہ سے (ہلاکت والی) گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے جس کا فاصلہ اس سے بھی
زیادہ ہوتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ انسان
اپنی زبان سے اتنا زیادہ پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے (بھی) نہیں پھسلتا۔“

زبان سے اعضاء کی التجا

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا
تُكْفَرُ اللِّسَانُ فَتَقُولُ إِنِّي اللَّهُ فَيُنَا فَيُنَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ
اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اغْوَجَتْ اغْوَجْنَا - (مشکوٰۃ، ترمذی)

”حضرت ابوسعیدؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کا بیٹا
(انسان) جب صبح کرتا ہے (یعنی سوکر صبح کو اٹھتا ہے) تو بدن کے سارے اعضاء
زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈراس
لیے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو اگر ٹھیک رہے گی ہم بھی ٹھیک رہیں گے، تو اگر
کج روی اختیار کرے گی تو ہم بھی کج رویوں میں گھر جائیں گے۔“

سارا بدن زبان کو چٹکی، غیبت، جھوٹ، اور بے کار باتوں سے روکنے کے علاوہ

پیارے پیغمبر ﷺ نے جسم کے تمام جوڑوں کا صدقہ دینے کا بہترین طریقہ بتلایا ہے۔

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ بند ہیں۔ آدمی کو لازم ہے کہ ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ کون ہے جو اس کی طاقت رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قَدْ رَخَعْتُ الصُّلْحَىٰ فُجْزَىٰ لَكَ۔ دو رکعت ضحیٰ (نماز اشراق) پڑھنی تجھ کو کافی ہے۔“

ﷺ! طلوع آفتاب کے وقت صرف دو رکعت کا ادا کرنا ۳۶۰ جوڑوں کا صدقہ کرنے کے برابر ہے۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ

الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ (بعلاری ج ۱ ص ۹۰)

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

(پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان ایذا نہ پائیں۔“

افسوس کہ آج ہماری اکثریت ایک دوسرے کی زبان اور ہاتھ سے زخمی ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان کے مطابق ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ دوسروں سے خیر خواہی کریں۔ سب سے بڑی خیر خواہی یہی ہے کہ اس کے عیب اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی کریں۔ صد افسوس! کہ دوسروں کے عیب ٹٹولنا، غیبت اور بلا وجہ دوسروں کی بابت نازیبا الفاظ (Remarks) ادا کرنا، دیگر بیماریوں کی طرح پورے معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ تھوڑی سی کوشش سے اس عادت کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ دوسرے بھائیوں کو بھی احساس دلایا جائے کہ دنیا اور آخرت کی تباہی کا باعث بننے والی اس عادت کو ترک کر دیں۔

بہترین اسلام کون سا ہے؟

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلُّوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ
 قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ - (بخاری جلد ۱ ص ۹۱)
 ”حضرت ابو موسیٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے کہ (ایک مرتبہ) صحابہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا: یا رسول
 اللہ ﷺ! اسلام کون سا افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور جس
 کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

سب سے زیادہ خوفناک چیز

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاتَّخِذْ بِلِسَانٍ نَفْسِهِ وَقَالَ هَذَا۔

(رواہ الترمذی وصححه)

”حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ ﷺ جن چیزوں کو آپ میرے لیے خوفناک خیال فرماتے ہیں ان میں
 سے زیادہ خوفناک کون سی چیز ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور
 فرمایا یہ (میں سب سے زیادہ خوفناک سمجھتا ہوں)“

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے زبان کو سزا دی

وَعَنْ أَسْلَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ يَوْمًا عَلَى أَبِي بَكْرٍ
 الصَّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ هُوَ يَجِدُ لِسَانَهُ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ عَفَرَ اللَّهُ لَكَ
 فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنْ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ - (مشکوٰۃ سوطا مالک)

”حضرت اسلم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 کے پاس آئے اور اس وقت ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا
 ٹھہر اللہ تمہاری مغفرت فرمائے، ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا اس زبان نے مجھے ہلاکت کے

مقامات میں ڈال دیا ہے۔“

شرم گاہ کے علاوہ دیگر اعضاء کا زنا

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى بَنِي آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّنا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَرْنَا الْعَيْنَ النَّظْرُ وَزَنَا اللِّسَانَ الْمُنْطَقِي وَالنَّفْسَ تَمْنَى وَتَشْتَهَى وَالْفَرْجَ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلُّهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ (بخاری ج ۲ ص ۴۴۱ حلیث نمبر ۱۱۷۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“

خاموشی ذریعہ نجات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَمَتَ نَجَا - (مشکوٰۃ رقم ۴۶۲۲، رواہ احمد والترمذی والدلمی والبیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔“

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَعْ بَيْتَكَ وَأَبْلِكْ عَلَى خَطِيئَتِكَ - (مشکوٰۃ رقم ۴۶۲۴، رواہ احمد والترمذی)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور پوچھا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو،

اپنے گھر میں پڑے رہو اور اپنے گناہوں پر روؤ۔“

دو باتیں نہایت ہلکی، لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں
طویل خاموشی اور خوش خلقی

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى
خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلَى
قَالَ طَوْلُ الصُّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ
الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا۔ (مشکوٰۃ، بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر! میں تجھے
دو ایسی باتیں بتاتا ہوں جو نہایت سبک اور ہلکی ہیں، لیکن اعمال کے ترازو میں بہت
بھاری ہیں، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: طویل
خاموشی اور خوش خلقی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخلوق کے
لیے ان دو خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔“

خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَقَامُ
الرَّجُلِ بِالصُّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً۔ (مشکوٰۃ، بیہقی)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا
خاموش رہنا ساٹھ سال کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔“

یاد رہے کہ مسلمان ہر حالت میں اور ہر آن اللہ کے دین کا محافظ، پیامبر اور نبی
عن المنکر کے عظیم مرتبہ پر فائز ہے۔ جب بھی اللہ کے حکم کی نافرمانی ہو رہی ہو، رسول
اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کے خلاف عمل ہو رہا ہو، کسی کو اللہ کا پیغام اور دین کا صحیح مسئلہ
سمجھانا مقصود ہو تو بولنا خاموشی سے افضل ہے۔ اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی

خیر خواہی، کسی مظلوم کی مدد، کسی کی ناراضگی اور لڑائی جھگڑے ختم کرانے کے لیے بولنا خاموشی سے بدرجہا افضل اور اللہ کی رضا کا باعث ہے۔

گفتگو کا جادو (کلام و شعر)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ (مشکوٰۃ، بخاری)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان سحر (جادو) کا اثر رکھتے ہیں۔“

عَنْ أَبِي بَنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ

حِكْمَةٌ (مشکوٰۃ ۴۰۷۳، متفق علیہ)

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض شعر

حکمت (والے ہوتے) ہیں۔“

گندے شعروں سے پیپ بہتر ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَمْتَلِيْ جَوْفَ

رَجُلٍ قَبِيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيْ شِعْرًا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پیٹ کو پیپ

سے بھر لینا جو پیٹ خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر کو بھرے۔“

مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ

أَنْزَلَ فِي الشُّعْرِ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُحَادِّثُ بِسَيْفِهِ

وَلِسَانِهِ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض

کیا، اللہ تعالیٰ نے شعر کے متعلق جو حکم نازل فرمایا وہ ظاہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔“

بے مقصد گفتگو کا نقصان

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَوَفَّى رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ أَبْشِرْ بِالْحَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ لَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا يَنْعِيهِ أَوْ بِحِلٍّ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ - (ترمذی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ میں سے ایک شخص کی وفات ہو گئی اس پر ایک شخص نے کہا تو جنت کی بشارت سے خوش ہو جا، حضور اقدس ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ (اس کے اعمال کیا کیا تھے) ممکن ہے اس نے کوئی لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے خرچ کرنے میں کجی کی ہو جو خرچ کرنے سے نہیں گھٹتی۔“

بے مقصد بات اس کو کہتے ہیں جس سے دنیا اور آخرت کا فائدہ نہ ہو اس میں وہ باتیں بھی داخل ہیں جو دنیا و آخرت کے نقصان کا باعث ہوں اور وہ بھی جن میں فائدہ ہو نہ نقصان، جن چیزوں میں نقصان اور مواخذہ، عذاب ہے ان سے بچنا تو ہر انسان کی عقل کا تقاضا ہے، لیکن جن باتوں سے نہ نفع ہو نہ نقصان وہ بھی نقصان کی باتیں ہیں کیوں کہ اتنی دیر میں ذکر اللہ یا درود شریف یا قرآن پڑھ سکتے تھے۔ پس ان منافع کا ضائع کرنا نقصان اور خسران ہے۔ اس لیے خیر اسی میں ہے کہ خاموش رہے فراغت میں اللہ کا ذکر کرے اور بقدر ضرورت بات کرے جو جائز امور سے متعلق ہو، زیادہ کلام اگر چہ جائز ہے، دل میں قساوت اور سختی پیدا ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بے فائدہ کام

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَنْعِيهِ - (مالك، احمد)

”حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان

کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو بے فائدہ ہو۔“
 رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مصروفیت آنے سے پہلے فراغت کو غنیمت جانو،
 لیکن افسوس کہ وطن عزیز کے اکثر و بیشتر بھائی اس احساس سے محروم ہیں جب کوئی
 مصروفیت نہ ہو تو بے کار کاموں اور بے مقصد گفتگو میں وقت گزارنے کا بہانہ
 بنا کر عمر عزیز کے قیمتی لمحے گنوا دیتے ہیں۔ تاش، سنوکر، لطیفہ گوئی، نوجوانوں کے نزدیک
 وقت کا بہترین مصرف۔ فحش رسائل، بے مقصد فرضی کہانیاں، ڈائجسٹ، اور اخبارات
 کا مطالعہ ہے جس کی بدولت ہماری فکری سرحدیں اتنی کمزور ہو چکی ہیں کہ ہر سال
 دشمن ملک کی ایک تفریح (بسنت) کی نقالی پر ہمارے غریب ملک کے نوجوان ساٹھ
 ستر کروڑ روپیہ ضائع کر دیتے ہیں۔ ع

افسوس کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
 آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان دو باتوں کی قدر نہیں کرتا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوتَانِ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ
 وَالْفَرَاغُ۔ (مشکوٰۃ)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی انسان قدر نہیں کرتا وہ
 تندرستی اور فراغت ہیں۔“

تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس ہستی ناپائیدار کا ایک ایک لمحہ نعمت سمجھ کر
 گزاریں۔ نوجوان نسل کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے لیے اپنے
 گھروں میں احادیث کی کتابیں، دین کے متعلق لٹریچر اور خصوصاً تاریخ اسلامی کی
 نامور ہستیوں کے حالات زندگی پر مبنی کتابیں رکھیں۔ خود بھی اللہ اور اس کے رسول
 ﷺ کا پیغام سمجھنے کے لیے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ بے شمار گھرانے ایسے ہیں جن
 میں دنیا کی ہر چیز (ضروری اور غیر ضروری) موجود ہے لیکن وائے افسوس! اللہ کے
 پیغام کو سمجھنے کے لیے ایک چھوٹی سی کتاب تک نہیں ہے۔ دین کا علم اور وہ علم جو بہتر
 زندگی گزارنے میں مددگار ہو سیکھنا عبادت ہے اور دوسروں کو سکھانا صدقہ جاریہ ہے۔

تمام بھائیوں سے مؤدبانہ گزارش ہے تعلیم کے محاذ پر اپنے گھر اور اہل محلہ کو ضرور توجہ دلائیں۔ وہ اپنے خاندان یا محلہ میں کم از کم کسی ایک بچے کو لکھنا پڑھنا سکھا کر اپنی اور ملک و قوم کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ صد حیف کہ ایک گھر کا بچہ ہزاروں روپیہ ماہانہ فیس ادا کر کے سکول جا رہا ہے اور دوسری طرف غریب اپنے بیٹے کو سائیکل کی مرمت، چائے کے برتن دھونے اور معمولی کاموں پر بھیج کر اپنے چولھے کا بندوبست کر رہا ہے۔ صاحب حیثیت بھائیو! اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی اور ضرور ہوگی۔ کوئی عذر کام نہ آئے گا لہذا توجہ کریں۔ قوموں کی ترقی کا راز حصول علم اور فروغ علم میں ہے۔ یاد رکھیں جہالت سب برائیوں کی ماں ہے۔

سچ اور جھوٹ

ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْحَنَةِ وَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَ إِيَّاكُمْ وَ الْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُحُورِ وَ إِنْ الْفُحُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَ يَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا۔ (بخاری)

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنا اختیار کرو اس لیے کہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں جاتی ہے اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے، تم جھوٹ سے بچو اس لیے کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور روزخ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کے یہاں کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) لکھا جاتا ہے۔“



اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کا تقاضا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ، فَلْيَصْدُقْ حَدِيثَهُ، إِذَا حَدَّثَ وَ الْيُودُ أَمَانَتَهُ، إِذَا التَّمِينُ وَلْيُحْسِنْ جَوَارَ مَنْ جَاوَزَهُ۔ (بیہقی)

”نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھے یا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے، اسے چاہیے کہ وہ اپنی گفتگو میں سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ٹھیک طرح سے ادا کرے اور ہمسائیوں کے ساتھ حق ہمسائیگی اچھی طرح ادا کرے۔“

جھوٹ سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ مِيلًا مِّنْ نِّتْنِ مَا جَاءَ بِهِ۔ (رواہ الترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتے اس کے جھوٹ کی بو سے میل بھر دور چلے جاتے ہیں۔“

مومن جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں کیا جاتا

وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْحَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ۔ (احمد، بیہقی)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔“

مومن ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ

الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ، أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ
فَقِيلَ لَهُ، أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا - (موطأ مالک)

”حضرت صفوان بن سلیم ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا، کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔“

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِالسِّتَةِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ
بِالسِّتَةِ - (احمد)

”حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ایسی قوم پیدا نہ ہو جائے گی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں (یعنی اپنی زبانوں کو کھانے کا وسیلہ قرار دے گی اور جھوٹی باتوں یا فصاحت و بلاغت یا مدح و ذم سے روٹی کمائے گی)“

منافق کی علامت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا
حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا وُثِّقَ خَانَ - (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔“

معراج کا واقعہ

عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ، يَشْقُ شَيْئُهُ، فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذِبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَفَاقَ فَيَصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - (بخاری)

”حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ شخص جس کو تم نے (معراج کی رات) دیکھا تھا کہ اس کے جڑے چیرے چیرے جارہے تھے وہ بہت جھوٹا تھا اور اس طرح جھوٹ باتیں اڑاتا تھا کہ دنیا کے تمام گوشوں میں وہ پھیل جاتی تھیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔“

جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو کچھ

سنے اس کو دوسروں سے بیان کر دے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (بروایت) وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ - (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو سنے آگے بیان کر دے اور ایک دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے۔“

جھوٹی احادیث بیان کرنے والے

مَنْ كَذَبَ عَلَىٰ فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - (بخاری)

مَنْ يُقُلْ عَلَىٰ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - (بخاری)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اتَّقُوا
الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

”آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں
بنائے۔“

”جو کوئی مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں
بنالے۔“

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے بچو، مگر جو صحیح معلوم ہو۔ پس جس
نے مجھ پر قصد اچھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔“
جو لوگ اپنے مطلب کی بات کی تائید کے لیے موضوع اور ضعیف روایات کا
سہارا لے کر اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں انھیں اللہ سے ڈرتے ہوئے اس حدیث
مبارکہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اس معاملہ میں سب سے غیر ذمہ دارانہ رویہ اُن علمائے کرام کا ہے جنہوں نے
اپنے مسلک کے بزرگوں کی لاعلمی یا سحر سے کوئی ضعیف روایت جو اُن کی کتب میں
آگئی ہے سے رجوع نہیں کیا بلکہ اُنہی ضعیف اور موضوع روایات کو بیان کر رہے
ہیں۔ ایسے مبلغین اسلام بھی اپنے ٹھکانے کی فکر کریں۔

الحمد للہ! محدثین کرام (اللہ پاک ان پر کروڑہا رحمتیں برسائے) نے اپنی زندگیاں
کھپا کر احادیث کے صحیح مجموعے مرتب فرمادیئے ہیں۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
کا ”سلسلہ احادیث صحیحہ“ اس رہنمائی کے لیے ایک شاہ کار ہے لہذا جب بھی کسی بھائی کو
معلوم ہو جائے کہ یہ روایت مستند نہیں تو وہ ہرگز آگے بیان نہ کرے۔

جھوٹ کی اجازت

وَعَنْ أُمِّ كَلثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَتْ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ قَالَتْ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيُنْمِي خَيْرًا۔ (مشکوٰۃ، منفع علیہ)

وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَرْخُصُ فِي شَيْءٍ مِّمَّا يَقُولُ النَّاسُ كِذْبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ۔ الْحَرْبُ وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَ حَدِيثُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ وَ حَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا وَ ذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آيَسَ فِي بَابِ الْوَسْوَسَةِ۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كِذْبُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ، لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ بن ابی معیط کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو اپنی جھوٹی باتوں سے لوگوں کے درمیان اصلاح کرے۔ (یعنی صلح کرائے) دونوں فریق سے بھلی بات کہے اور ایک کی طرف سے دوسرے کو بھلی بات پہنچائے۔

”مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نہیں سنا کہ نبی ﷺ نے جھوٹ بولنے کی کسی امر میں اجازت دی ہو مگر تین باتوں میں۔ ایک تو لڑائی میں، دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور تیسرے میاں بیوی کی باتوں میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث قد ایں، دوسرے کے باب میں بیان کی جائے گی۔“

”حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا صرف تین موقعوں پر جائز ہے۔ ایک تو مرد کا جھوٹ بولنا، اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے، دوسرے جنگ میں جھوٹ بولنا، تیسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں جھوٹ بولنا۔“

بہلانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْهُ تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا أَرَدْتَ أَنْ تُعْطِيَهُ قَالَ أُعْطِيَهُ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تُعْطِيَهُ شَيْفًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كَذِبَةٌ۔ (ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے مجھ کو ایک روز بلایا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو اس نے کہا: ”لے ادھر آ، میں تجھے چیز دوں گی“ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے کیا دینے کی نیت کی ہے، اس نے کہا میں کھجور دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔“

ہمارے گھروں میں بھی عام یہی حالت ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لے کر ان کو خوش کر دیا جاتا ہے۔ عام زندگی میں بھی تفریح کے طور پر جھوٹ بولنا ایک عادت بنا ہوا ہے۔ جب بھی کوئی ایسا خیال آئے تو یہ سوچ کر رک جائیے کہ یہ معمولی بات اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور ایک مسلمان کے لیے اللہ کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

ہنسارے کے لیے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ۔ (ابوداؤد)

”مسدد بن مسرہ، یحییٰ، بہر بن حکیم نے اپنے باپ سے سنا، اس نے اپنے باپ سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے تباہی ہے اس شخص کے لیے جو جھوٹ بولے۔ لوگوں کو ہنسانے کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے۔“

ناحق مال کھانے کے لیے جھوٹی قسم کی وعید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرًا يَقْتِطِعُ بِهَا مَالَ امْرَأَةٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ غَضَبَانِ۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے قسم کھائے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ پاک سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے ہوگا۔“

کلام میں مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (رواہ مسلم)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ہلاک ہوئے کلام میں مبالغہ کرنے والے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے۔“

مبالغہ کرنے والوں کے منہ میں خاک

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ۔ (مسلم)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہوں (جھوٹی تعریف) تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

تعریف کس طرح؟ اور مبالغہ کی ممانعت

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ قَالَ إِنْ نَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ

وَيُنَلِّقُ فَنَقَطُ عُنُقُ أَعْيُنِكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ
فَلْيَقُلْ أَحْسِبْ فَلَانًا وَاللَّهِ حَسْبِي إِنَّ اللَّهَ كَانَ يُرَى إِنَّهُ كَذَلِكَ وَ
لَا يُرَى عَلَى اللَّهِ أَحَدًا۔ (متفق علیہ)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی تعریف (مبالغہ کے ساتھ) کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کرنے والے سے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر تو نے اپنے بھائی کی گردن ماردی۔ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد فرمایا اگر تم کسی کی تعریف کو ضروری سمجھو تو اس طرح کہو کہ میں فلاں شخص کی نسبت یہ خیال رکھتا ہوں یا فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں (مثلاً مرد صالح، نچ،) اور اللہ حقیقت حال سے خوب واقف ہے۔ وہی حساب کرنے والا، جزا دینے والا، اور یہ بھی اس صورت میں کہے کہ وہ اس شخص کی نسبت ایسا ہی خیال رکھتا ہو اور اللہ پر کسی شخص کی نسبت یقین کے ساتھ یہ حکم نہ لگائے کہ وہ یقیناً ایسا ہی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

ہمارے ہاں شخصیت پرستی کا بہت رجحان ہے۔ دیہی معاملات میں پیر، فقیر، گدی نشین، صاحب زادے، شیخ، شیخ طریقت اور حضرت صاحب کسی نہ کسی طرح لوگوں کے دلوں پر راج کر رہے ہیں۔ اسی طرح دنیاوی معاملات میں چوہدری وڈیرے، ممبران، سیاست دان اپنی دنیا کے بادشاہ ہیں۔ ان کے حلقہ اثر میں شامل کوئی شخص (الا ما شاء اللہ) ان کو انسان سمجھنے پر تیار نہیں (یاد رکھیے انسان خطا کا پتلا ہے جس سے خطا نہیں ہوتی وہ انسان نہیں) ان کی ایسی ایسی تعریف کرتے، ان کے ایسے ایسے کارنامے بیان کرتے ہیں کہ الامان۔! دین دار لوگ اپنے مشائخ کی بابت اللہ کے گھروں میں فخریہ بیان کریں گے کہ ہمارے شیخ 40 سال عشاء کے وضو سے فجر ادا کرتے رہے۔ اگر سچ بھی مان لیا جائے تو ان اللہ کے بندوں سے پوچھیے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کون سی سنت ادا کی گئی ہے۔ کبھی بیان کریں گے کہ ایک صاحب 20 سال ستوپھانک کر گزارا کرتے رہے۔ تاکہ کھانا کھانے میں جو وقت

صرف ہوتا ہے ذکر کرنے میں گزارا کریں۔ محترم بھائی! مسلمان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، کھانا پینا، حتیٰ کہ بیوی کے ساتھ وقت گزارنا بھی سب کچھ عبادت ہے بشرطیکہ یہ سب کچھ اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ہو، لیکن شاید ایسی باتیں کر کے وہ اپنے بزرگوں کو مافوق الفطرت ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ انسان کی عظمت انسان ہونے میں ہی ہے۔

ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو پیش نظر رکھیں۔ مبالغہ سے بچیں، ہمیشہ اعتدال کی راہ اپنائیں۔ کسی کی بے جا تعریف نہ کریں اور نہ حد سے بڑھائیں۔

نیک آدمی کی تعریف

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَ يُحَمِّدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اچھے اعمال کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ مومن کو بالفعل خوشخبری ہے۔“

فاسق کی تعریف سے عرش الہی کانپ اٹھتا ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَهُتَزَلَتْهُ الْعَرْشُ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ تعریف کرنے والے پر ناراض ہوتا ہے اور اس کی تعریف سے عرش کانپ اٹھتا ہے۔“

فحش کلامی (گالی گلوچ)

حیا اور زبان ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ فحش گوئی اور بے ہودہ باتیں نفاق کی دو

شاخیں ہیں:

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِي شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَّاتُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ - (ترمذی)
 ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش اور بے ہودہ باتیں نفاق کی دو شاخیں ہیں۔“

اللہ کا دشمن

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنْ أَثْقَلَ شَيْءٌ يُوضَعُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلِقَ حَسَنٌ وَ إِنْ اللَّهُ يَبْغُضُ الْفَاحِشَ الْبَذِي - (ترمذی)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے زیادہ وزنی ہوں گی وہ حسن خلق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بے ہودہ کو کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔“

مثل مشہور ہے کہ خندہ پیشانی سے پیش آنے پر کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن یہ آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ دوست و احباب میں احترام کے علاوہ اللہ کے ہاں کتنا بڑا انعام کا مستحق کام ہے۔ حسن اخلاق، شیریں بیانی، نرمی اور پیار سے بات کرنا، قیامت کے روز میزان میں سب سے بھاری اعمال ہوں گے۔ گھر میں، بازار میں، بڑوں اور بچوں سب سے نرمی ہی سے پیش آیا جائے۔ اکثر لوگ باہر تو بہت ہنس مکھ اور صاحب اخلاق مشہور ہوں گے لیکن گھر میں انتہائی ترش اور سخت گیر۔ وہ غور سے اس حدیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرٌ لِأَهْلِي - (ترمذی)

”تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہوں۔“

حسن اخلاق کا درجہ راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

گالی دینے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْمُسْتَبَانِ مَا قَالَا

فَعَلَى الْبَادِي مَا لَمْ يَتَّعِدِ الْمَظْلُومُ۔ (مسلم، ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص جب گالی گلوچ کریں تو دونوں کا گناہ اسی پر ہوگا جو ابتداء کرے گا جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بری بات سننا پسند نہیں کرتے تھے

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا

يُتْلَفَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ

إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے کوئی شخص مجھے کسی شخص کے متعلق کوئی بری بات نہ سنائے۔ اس لیے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس سے آؤں تو میرا سینہ صاف ہو اور نہ میں کسی سے ناراض ہوں۔“

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ (منفق علیہ) وَفِي رَوَايَةٍ مُسْلِمٌ نَمَامٌ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں قنات کی جگہ نام ہے۔“

چغل خوری کبیرہ گناہوں میں سے ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِطَّانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ يُعَذِّبَانِ وَمَا يُعَذِّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ وَ إِنَّهُ لَكَبِيرَةٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَرُّ مِنَ الْبَوْلِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِحَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكَسْرَتَيْنِ أَوْ اثْنَتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْبَسَا۔ (بخاری)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لائے، تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو بظاہر کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں ہو رہا ہے، ان میں ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی جب تک یہ خشک نہ ہوں۔“

دوسروں کی برائیاں بیان کرنا ہماری معاشرت کا جزو بن چکا ہے، بلکہ عزیز و احباب جب اکٹھے ہوں تو صرف اور صرف دوسروں کے ذکر ہی سے دل بہلاتے ہیں اور دانستہ ایک دوسرے سے غلط باتیں منسوب کرنا جس سے نفرت پیدا ہو، دوست و عزیز ایک دوسرے سے دور ہوں، عام عادت ہے۔ افسوس کہ ہم ایسی اخلاقی بیماریوں کو معمولی سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔ ایسی باتوں کا خوفناک انجام حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ محترم بھائی اور بہنیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان فتنہ عادات کو ترک کر دیں۔

اللہ کے بہترین اور بدترین بندے

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَتْ

يَزِيدُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رَأَوْا ذِكْرَ اللَّهِ وَشِرَارَ
عِبَادِ اللَّهِ الْمَشَاوِينَ بِالنِّمِصَةِ الْمُفْرَقُونَ بَيْنَ الْأَجْبَةِ الْبَاغُونَ الْبَرَاءَ
الْعَنَتِ۔ (احمد، بیہقی)

”حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں
کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ
یاد آئے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں،
دوستوں کے درمیان جدائی پیدا کرتے ہیں اور پاک لوگوں سے فساد و گناہ اور ہلاکت
و زنا کے متوقع رہتے ہیں۔“

دورخی (دوغلہ پن)

قیامت کے دن۔۔۔۔ بدترین لوگ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْشُونَ شَرَّ النَّاسِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوُجْهِينَ الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ۔
(مشکوٰۃ، منفق علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم قیامت
کے دن بدترین لوگوں میں انھیں پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے منافق ہوں گے (یعنی
منہ دیکھی بات کہتے ہوں گے) اس کے پاس جائیں گے تو اس کی سی کہیں گے اور اس
کے پاس جائیں گے تو اس کی سی کہیں گے۔“

اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے، پورا معاشرہ اس لعنت میں گرفتار ہے۔ چڑھتے
سورج کی پوجا، جو سامنے آئے اسے اچھا کہنا، زندگی کا ایک جزو بن چکا ہے۔ جب
بھی کوئی صاحب حیثیت افسر یا استدان اپنے مقام سے الگ کر دیا جائے تو پھر لوگوں
کا اس کی بابت جس طرح رویہ بدلتا ہے اس کا ذکر ہی باعث شرم ہے۔ لوگوں نے اپنی
مطلب براری کے لیے دو دونیں، کئی کئی چہرے سجا رکھے ہیں۔ انھیں اللہ کی ناراضگی

سے ڈرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

قیامت کے دن دو غلے کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی

عَنْ عَمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔ (ابوداؤد)

”حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دو منہ ہوں قیامت کے دن اس کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔“

مومن کی شان

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا بِالْفَاحِشِ وَلَا بِالْبَذِيٍّ۔ (ترمذی، بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن (کامل) نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا، اور نہ زبان دراز۔

لعنت کرنا

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتْ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاحًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لَعَنَ فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کر دیئے جاتے ہیں (یعنی اس لعنت کو آسمان پر جانے کا راستہ نہیں دیا جاتا) پھر وہ لعنت زمین کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور زمین کے

دروازے بھی اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے اور اس جانب بھی وہ راستہ نہیں پاتی آخر وہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ لعنت کا اہل ہو تو اس پر ٹھہر جاتی ہے اور اگر وہ اہل و مستحق لعنت نہیں ہے تو لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“

ایک دوسرے پر لعنت کرنے والے فرمان رسول ﷺ کو سامنے رکھیں۔ جب بھی غصہ آئے تو ایسے سخت الفاظ زبان سے نہ نکالیں۔

دوزخ کی بددعاء دینے کی ممانعت

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَلْعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا يَغْضَبِ اللَّهُ وَلَا يَجْهَنَّمْ وَفِي رَوَايَةٍ وَلَا يَلْئَنَارِ (ترمذی)

”سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، آپس میں اس طرح لعنت نہ کرو، تجھ پر خدا کی لعنت ہو، اور نہ غصہ الہی نازل ہونے کی بددعاء کرو اور نہ دوزخ میں داخل ہونے کی بددعاء کرو۔“

لعنت ایک طرح کی بددعاء ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ سخت لفظ عام گفتگو میں لوگ استعمال کرتے ہیں۔ ”وہ برا لگتی ہے“۔۔۔ ”لعنت ہے تجھ پر“۔۔ وغیرہ۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا حکم مانتے ہوئے ہرگز ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ بہت سخت گناہ ہے۔۔ اور گھروں میں مائیں، بہنیں تو بہت کثرت سے لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کو ایسے ایسے الفاظ کہہ جاتی ہیں کہ الامان الحفیظ! ان بہنوں سے گزارش ہے کہ اپنی زبان کو پاکیزہ رکھیں اور ایسے الفاظ جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں ہرگز استعمال نہ کریں۔

کسی چیز پر لعنت نہ کرو

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحَ رَدَّاهُ

فَلَعْنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَعْلَنُهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ

شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہوانے ایک شخص کی چادر کو اڑا دیا، اس شخص نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو، اس لیے کہ وہ تو مامور ہے (یعنی حکم الہی سے چلتی ہے) جو شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے اگر وہ چیز لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو لعنت کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔“

زیادہ لعنت کرنے والے

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ

اللَّعَانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شَفَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زیادہ لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ تو شہادت دینے والے ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے۔“

عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کی نماز کے لیے تشریف لے جا رہے تھے عورتوں پر آپ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں صدقہ کیا کرو؟ کیوں کہ مجھے سب سے زیادہ تم دوزخ میں دکھائی گئی ہو عورتو نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں کر؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تُكْثِرُونَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ۔ (بخاری و مسلم)

(یعنی) تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔

عورتیں بہت لعنت کرتی ہیں، یعنی کوسنا پیٹنا، برا بھلا کہنا اور الٹی سیدھی باتیں زبان سے نکالنا یہ عورتوں کی عادت کا حصہ ہے۔ شوہر، اولاد، بہن، بھائی، جانور چوپایہ، آگ، پانی، غرض یہ کہ ہر چیز جو خلاف مزاج ہو کو کوستی رہتی ہیں۔ قابل احترام

بہنو! یہ بات اللہ کو بہت ناپسند ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کو دوزخ میں داخل ہونے کا سبب بتایا۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ ایک صحابی خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو ام السائب کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ کپکپا رہی ہے۔ دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ بخار آ گیا ہے، اللہ اس کا برا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برانہ کھو کیوں کہ وہ تو انسانوں کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ (مسلم)

صدیق اور لعنت کرنے والا اکٹھے نہیں ہو سکتے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيقِهِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَعَانَيْنِ وَصَدِيقَيْنِ كَلَّا وَرَبِّ الْكُعْبَةِ فَأَعْتَقَ أَبُو بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيقِهِ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا أَعُوذُ۔ (بیہقی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ابو بکر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم نے لعنت کرنے والوں اور صدیقوں کو یکجا دیکھا ہے۔ قسم ہے پروردگار کعبہ کی دونوں باتیں ایک شخص میں ہرگز (جمع) نہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی روز اپنے بعض غلاموں کو آزاد کر دیا اور پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آئندہ میں (کبھی) ایسا نہ کروں گا۔“

غیبت کسے کہتے ہیں؟

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَتَذَرُونَ مَا الْغَيْبَةُ

قَالُوا اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، أَعْلَمَ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْمُرُهُ فَيُذِلَّ أَفَرَأَيْتَ
إِنْ كَانَ فِي أَحْيَى مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَ
إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے کہ (اگر وہ سامنے ہو) اس کو ناگوار ہو، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہی تو غیبت ہوگی، نہیں تو بہتان اور افترا ہے۔“

کسی کی نقل کرنا غیبت ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا أُحِبُّ إِنِّي
حَكَيْتُ أَحَدًا وَإِنْ لِي كَذَا وَ كَذَا۔ (رواہ الترمذی و صححہ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں کسی کی نقل کرنے کو پسند نہیں کرتا اگرچہ میرے لیے ایسا اور ایسا ہو، کسی کی نقل کرنا غیبت میں داخل ہے۔“

غیبت کا ایک کلمہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو؟

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَسْبُكَ مِنْ
صَفِيَّةٍ كَذَا وَ كَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً لَوْ مَرَجَ بِهَا
الْبَحْرُ لَمَزَّ حَتُّهُ۔ (المشکوٰۃ، رواہ احمد، والترمذی و ابو داؤد)
”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت عرض کیا، آپ کے سامنے اتنا کافی ہے کہ وہ ایسی ہے، وہ ایسی ہے۔ (یعنی وہ پست قد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تم نے ایک ایسا کلمہ

کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ سمندر پر غالب آ جائے۔“
 مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اس ایک کلمہ کی جب یہ حالت ہے کہ
 سمندر کی حالت کو بدل دے تو اس کا گناہ کتنا بڑا ہوگا؟ یعنی اتنی سی غیبت بھی ناجائز اور
 حرام ہے۔



غیبت کرنے والے تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچتے ہیں

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا عُرِجَ بِي رَسُولِي
 مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَحْمِشُونَ وَجُوهَهُمْ وَ
 صَلَوَرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
 لَحُومَ النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے اوپر
 لے گیا (معراج میں) تو وہاں میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے
 تھے اور ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا
 جبریل یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں
 (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔“

غیبت۔۔۔ دوزخ کا لقمہ اور دوزخ کا لباس ہے

وَعَنِ الْمُسْتَوْدِدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ
 فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُ، مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كَسَى ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ
 فَإِنَّ اللَّهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ، مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَّقَامَ سَمْعَةَ وَ
 رَبِئَاءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُومُ لَهُ، مَقَامَ سَمْعَةَ وَ رَبِئَاءٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (ابوداؤد)

حضرت مستورد رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی برائی اور غیبت کر کے ایک لقمہ کھائے، اللہ تعالیٰ اسے اس لقمہ کے مانند دوزخ کی آگ کھلائے گا جو شخص کسی مسلمان کی اہانت و ذلت کے معاوضے میں کپڑا پہنے اسے اللہ تعالیٰ اسی کی مانند دوزخ کی آگ کا لباس پہنائے گا۔ جو شخص کسی کو کھڑا کر کے یا خود کھڑا ہو کر لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنی خوبیاں اور برائیاں سنائے، قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں اور کمزوریاں دکھانے اور سنانے کے لیے کھڑا ہوگا۔“

غیبت سے نماز، روزہ ضائع ہو جاتا ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ وَكَانَ صَائِمِينَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَاةَ وَقَالَ أَعْبِدُوا وَضُوءَكُمْ وَصَلُّوا تَحْتَكُمْ وَأَمُضُوا فِي صَوْمِكُمْ وَأَقْضُوا يَوْمًا آخَرَ قَالَ لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِغْتَبْتُمْ فَلَا نَأْ - (مشکوٰۃ رواہ البیہقی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دو روزہ دار شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جاؤ، دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھو اور اپنا روزہ پورا کر کے دوسرے دن قضا روزہ رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس لیے کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔“

غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزَّانَا قَالَ إِنْ الرَّجُلُ لِيَزْنِي فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ فَيَتُوبُ فَيَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ وَإِنْ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يَغْفِرُ لَهُ، حَتَّى

يَغْفِرُ لَهُ، صَاحِبُهُ، وَ فِي رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزَّانَا يَتُوبُ وَ

صَاحِبُ الْغَيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ۔ (المشکوٰۃ، روی البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابوسعید اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بدتر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے بری کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر زانی تو یہ کرتا ہے اور اللہ اسے بخش دیتا ہے، لیکن غیبت والے کو اللہ نہیں بخشتا جب تک کہ وہ شخص اسے معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ زانی توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں۔“

غیبت، بدگمانی، جاسوسی، حسد اور حرص سے بچو

وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ

فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَ لَا تَحَسُّسُوا وَ لَا تَحَسُّسُوا وَ لَا

تَنَاجَشُوا وَ لَا تَحَاسَدُوا وَ لَا تَبَاغَضُوا وَ لَا تَذَابُرُوا وَ كُونُوا

عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَ فِي رِوَايَةٍ وَ لَا تَنَافَسُوا۔ (مشکوٰۃ، منقذ علیہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، اس لیے کہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے، کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو، جاسوسی نہ کرو، اور کسی کے سودے کو نہ بگاڑو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں غیبت نہ کرو، اور اللہ کے سارے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور ایک روایت میں ہے کہ آپس میں حرص نہ کرو۔“

مسلمان کی ناحق آبروریزی

وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ مِنْ أَرَبَى الرَّبُّوَا

الْإِسْطَقَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقِّ - (مشکوٰۃ ، رواہ ابو داؤد

والبیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت سعید بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا سود مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔“

غیبت کو روکنا

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اغْتَيْبَ عَنْهُ، أَخُوهُ الْمُسْلِمِ وَ يَقْدِرُ عَلَى نَصْرِهِ فَنَصْرُهُ نَصْرُهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنْ لَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى نَفْسِهِ أَدْرَكَهُ اللَّهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - (شرح السنۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس مسلمان بھائی کی مدد کرنے پر قادر ہو اور اس کی مدد کرے اور اگر اس کی مدد نہ کی ہو جب کہ وہ مدد کرنے پر قادر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کا بدلہ دے گا۔“

غیبت بہت بڑا گناہ ہے جب بھی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے تو اسے روک دیں اور پھر کسی کا عیب ڈھانپنا بذات خود بہت اجر و ثواب کا باعث ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دیکھا عیب (کسی مسلمان کا) پھر ڈھانک دیا اس کو تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا کسی زندہ گاڑھے ہوئے کو بچانے کا اجر ہے۔

یعنی معمولی سی احتیاط دہرے اجر کا باعث ہے۔ غیبت سننے اور سنانے سے محفوظ رہا (دوسرا کسی کا ستر ڈھانپنے سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی)

جو شخص غیبت سے روکے گا اللہ تعالیٰ اس

کو دوزخ سے آزاد کر دے گا

وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ زَبَّ عَنْ لَحْمٍ أَحْيَاهُ بِالْمَغْيِبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُعِقِّقَهُ مِنْ النَّارِ۔

(مشکوٰۃ، رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کا گوشت کھانے یعنی غائبانہ غیبت کرنے سے روکے تو اللہ پر اس کا حق ہے کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے گا۔“

جو مسلمان کی آبروریزی سے روکے، اس کو اللہ

تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عَرَضٍ أَحْيَاهُ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَرُدَّهُ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (المشکوٰۃ، رواہ فی شرح السنۃ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی آبروریزی سے کسی کو روکے (یعنی غیبت وغیرہ سے) تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ وہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے، قیامت کے دن پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (یعنی ہم پر مومنوں کی مدد واجب ہے)

مسلمان کی بے حرمتی کو روکنے والا

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ يَحْدُلُ أَمْرًا مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يَنْتَهَكَ فِيهِ حُرْمَتَهُ، وَ يُنْتَقَضُ فِيهِ مِنْ عَرَضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرَتَهُ، وَ مَا مِنْ أَمْرٍ

مُسْلِمٌ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْقَضُ فِيهِ مِنْ عَرَضِهِ وَيَنْتَهَكَ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرَتَهُ۔

(ابوداؤد)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی اس موقع پر مدد نہ کرے جہاں کہ اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے یا اس کی آبروریزی کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اس موقع پر نہ کرے گا جہاں وہ اس کی (اللہ کی) مدد کو پسند کرتا ہو (یعنی دنیا اور آخرت میں) اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسے موقع پر مدد کرے جہاں کہ اسکی بے حرمتی کی جاتی ہو یا آبروریزی کی جاتی ہو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اس موقع پر کرے گا جہاں وہ اس کی مدد کو پسند کرتا ہے۔“

غیبت کا کفارہ

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ مِنْ كَفَّارَةِ الْغَيْبَةِ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ إِغْتَابْتَهُ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کی اور اپنی مغفرت کی دعاء کرو۔“ (اس روایت کی سند میں ضعف ہے)

مسلمان کو عیب لگانے کا عذاب

وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللَّهُ مَلَكَ يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ بِهِ شَيْنَهُ حَبَسَهُ اللَّهُ عَلَى حَسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد)

”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص

کسی مسلمان کو منافق سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کو فرشتے بھیجے گا جو اسے قیامت کے دن دوزخ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس پر عیب لگاتی ہو اور عیب لگانا ہی اس کا مقصد تھا تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے پل (پل صراط پر) پر قید کر دے گا، یہاں تک کہ اس کی سزا پوری ہو جائے یا پھر وہ اسے راضی کرے۔“

مسلمان کا عیب

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَرَّهَا كَانَ كَمَنْ أَخْبَى مُؤَدَّةً (مشکوۃ، رواہ احمد، والترمذی و صحیحہ)
 ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور وہ اسے چھپائے تو اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہوگا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچایا۔“

مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لَا خِيَةَ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔ (مشکوۃ، متفق علیہ)
 ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا۔ ان دونوں میں سے ایک اس کلمہ کفر کا مستحق قرار پاتا ہے“ (یعنی دونوں میں سے ایک کافر ٹھہرتا ہے۔ اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا واقعی کافر ہے تو اس کلمہ کا وہی مستحق ہے اگر وہ ایسا نہیں تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔)

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا عَادَ عَلَيْهِ۔ (متفق علیہ)
 ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی کو کافر

کہہ کر پکارے یا اللہ کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔“

تجسس (ٹوہ لگانا) کی ممانعت

عَنْ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَى ابْنِي مَسْعُودٌ رضی اللہ عنہ فَقِيلَ هَذَا فُلَانٌ تَقَطَّرُ لِحَيْتُهُ خَمْرًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّا قَدْ نَهَيْنَا عَنِ التَّحَسُّسِ وَلَكِنْ إِنْ يُظْهِرَ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذَ بِهِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا، لوگوں نے کہا، یہ وہ شخص ہے جس کی داڑھی میں شراب پھینتی تھی۔ عبد اللہ نے کہا ہم منع کئے گئے ہیں ٹوہ لگانے سے لیکن اگر کوئی بات ظاہر ہو جائے تو ہم مواخذہ کریں گے۔“

خوش طبعی اور مزاح

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن اس خوش طبعی میں بھی سچ بات کہتا ہوں۔“

بچوں سے خوش طبعی

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيَخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَبِيْرٌ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ الْغُفَيْرُ كَانَ لَهُ نَغِيرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے یہ فرمایا کرتے عمیر تمہارا نغیر کیا

ہوا (غیر ایک چڑیا کا نام تھا) انس رضی اللہ عنہ کے بھائی عمیر اس سے کھیلنا کرتے تھے اور وہ مر گئی تھی۔“

بڑوں پر واجب ہے، بچوں سے شفقت اور محبت سے پیش آئیں، ان سے کوئی کوتاہی یا غلطی سرزد ہو جائے تو گالی گلوچ اور مار پیٹ کی بجائے درگزر کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس برس میں اف تک نہ کہا۔ وہ مسلمان بھائی اور بہنیں جن کے پاس غریب بچے پچیاں کام کرتے ہیں انھیں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک پر عمل کرنا ہی سعادت اور نجات کا باعث ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدٍ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا لِنَوْقٍ۔ (المشکوۃ، ترواہ الترمذی، ابوداؤد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے سواری کے لیے اونٹنی کا ایک بچہ دوں گا۔ اس شخص نے کہا، میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاج

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ۔ (رواہ ابوداؤد و الترمذی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے دو کانوں والے!“

بڑھیا جنت میں نہ جائے گی

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ عَجُوزٍ أَنَّهُ لَا تُدْخِلُ
الْجَنَّةَ عَجُوزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهَا وَمَا لَهَا وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهَا أَمَا
تَقْرَأِينَ الْقُرْآنَ ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۝ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (مشکوٰۃ،

رواہ دذین وفی شرح السنۃ بلفظ المصابیح)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا، بڑھیا جنت میں نہ جائے گی، بڑھیا نے عرض کیا کیا سبب ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گی۔ یہ بڑھیا قرآن پڑھی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قرآن میں یہ (آیت) نہیں پڑھی“ ﴿إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنِشَاءً ۝ فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (یعنی ہم عورتوں کو جنت میں دوبارہ پیدا کریں گے، ہم انھیں کنواریاں بنا دیں گے)

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خوش طبعی

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ
تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ
أَكُلِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُلْكَ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ
إِنَّمَا قَالَ ادْخُلْ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ۔ (مشکوٰۃ، رواہ ابو داؤد)

”حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا، اندر آ جاؤ، میں نے مزاح کے طور پر عرض کیا، رسول اللہ ﷺ سب کا سب ہی آ جاؤں (یعنی سارے بدن کو اندر لے آؤں) آپ ﷺ نے فرمایا سارے بدن کو اندر لے آؤ۔ چنانچہ میں خیمے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس حدیث کے راوی عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ عوف بن مالک نے یہ جملہ اس لیے کہا تھا کہ خیمہ چھوٹا تھا۔“

پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف دینے والی عورت کا انجام
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنْ فَلَانَةٌ
 وَ تَذَكَّرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَوَاتِهَا وَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهُا تُؤْذِي
 جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ فَلَانَةٌ
 تُذَكِّرُ قَلَّةَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا وَ صَلَوَاتِهَا وَ إِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَنْوَارِ مِنَ
 الْأَقْطِ وَ لَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا جِيرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ - (بہمنی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول
 ﷺ! فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور خیرات کرنے میں بہت
 شہرت رکھتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ رسول اللہ
 ﷺ نے فرمایا، وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!
 فلاں عورت جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے، بہت کم خیرات
 کرتی ہے، اور بہت کم نماز پڑھتی ہے۔ وہ صرف پیر کے چند ٹکڑے اللہ کی راہ میں
 دیتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ
 جنت میں جائے گی۔“

مسلمان کی پہچان

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ
 مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کے
 بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے
 محفوظ نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں
 داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس

ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا برا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے تو اچھا ہے اور اگر وہ کہیں کہ تو برے کام کرنے والا ہے تو، تو برا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ پڑوسی ہوں گے۔ (رواہ احمد)

ہمسائیگی (Neighbourhood) معاشرتی زندگی کا بہت اہم جزو ہے۔ انسان فطرتاً مل جل کر رہنے کا عادی ہے، لیکن ہمسائیگی کو جو عزت و شرف اسلام نے دیا ہے کسی مذہب اور معاشرہ میں موجود نہیں۔ یورپ اور ان کی تہذیب سے متاثرہ لوگ کی حالت یہ ہے کہ اکثریت اپنے پڑوسی سے قطعاً بے خبر رہتی ہے۔ نہیں معلوم کون رہتا ہے اور کس حال میں ہے جب کہ مسلمانوں کو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ہمسایہ کے حقوق کی بابت اس قدر تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ ہمسایہ کو وراثت میں حصہ داروں میں شامل نہ کر لیا جائے۔ (مسلم)

لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اکثریت ہمسایوں کے سلوک سے شاک کی نظر آتی ہے۔ اس شکایت کا تعلق زبان سے ہو یا ہاتھ سے۔

ہمارے ہاں امیر طبقہ کے پوش ایریا اور کالونیوں میں بسنے والوں کی اکثریت اپنے پڑوسیوں سے بے خبر رہتی ہے، بلکہ کسی سے تعارف نکالنا، میل ملاپ رکھنا ان کے نزدیک خلاف تہذیب ہے۔ جس تہذیب کی نقالی نے انھیں یہ راہ دکھائی، وہ مہذب لوگ خود پریشان ہیں انگلینڈ اور دیگر ممالک میں حق ہمسائیگی کو اجاگر کرنے کے

لیے جگہ جگہ (Neighbourhood Areas) کے نام سے کئی علاقے بنائے گئے تاکہ لوگوں کو ایک دوسرے کی خبر گیری کی عادت پڑے۔ اس بات کا احساس دلانے کے لیے پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ ایک دوسرے کی خبر گیری کریں۔ ترجمانِ حقیقت علامہ اقبالؒ نے برسوں پہلے اس تہذیب کی بابت فرمایا تھا۔

یہ تہذیب اپنے ہی خنجر سے خود کشی کرے گی

شاخِ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا

ہمیں چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، ان کی خبر گیری کریں، ان کے دکھ سکھ میں ان کے کام آئیں، عورتیں اس معاملہ میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، مرد حضرات تو ملازمت، کاروبار اور فکر روزگار کی مصروفیات کے باعث زیادہ وقت گھر سے باہر گزارتے ہیں۔ اسی لیے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِجَارَتِهَا وَ لَوْ فَرْسَنَ شَاةٍ (بخاری و مسلم)

اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو تحقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ ایک بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ عورتیں ہی خاندانی رشتوں، تعلق، پڑوس و محلہ میں حسن سلوک اور بھائی چارہ کی فضا کو پروان چڑھانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

برے آدمی کی نشانی --- زبانِ دراز، فحش گو اور بخیل

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَسَابُكُمْ هَذِهِ لَيْسَتْ بِمُسَبِّةٍ عَلَى أَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ طَفُ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلُقُوهُ لَيْسَ بِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدَيْنٍ وَ تَقْوَى كَفَى بِالرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيلًا (مشکوٰۃ، رواہ احمد، و بیہقی، لمی)

شعب الایمان

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے نسب (خاندانی شناخت) ایسی چیز نہیں ہے کہ تم ان کے سبب کسی کو برا کہو۔ یعنی اپنے آپ کو شریف اور معزز سمجھو اور دوسروں کو ذلیل خیال کرو۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، سیر کے برابر سیر (یعنی ہم وزن وہم پلہ) کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، صرف دین اور تقویٰ کے سبب سے (فضیلت ہو سکتی ہے) آدمی کی برائی کے لیے اتنی سی بات کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش بکنے والا اور بخیل ہو۔“

راز۔۔۔ امانت ہے

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ التَّقَتْ فِيهِ أَمَانَةٌ (مشکوۃ، رواہ الترمذی)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی شخص بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا انفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والوں کے لیے وہ امانت کی مانند ہے اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنی چاہیے)“

سرگوشی کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ فَلَا يَتَأَخَّرُ أَحَدُهُمْ عَنْ دُورٍ وَاحِدٍ (موطا)

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو وہ مل کر سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔“

اپنے عیب خود ظاہر کرنا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ أُمَّتٍ مَعَاظًا

إِلَّا الْمَحَاهِرُونَ وَإِنْ مِنَ الْمَحَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا
ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ يَا قُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ
كَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ (متفق
عليه) وَ ذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فِي بَابِ
الضِّيَافَةِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ساری
امت عافیت میں ہے مگر وہ لوگ عافیت میں نہیں ہیں جو برائی کو ظاہر کرنے والے
ہیں اور یہ بات کس قدر بے پروائی (بے شرمی) کی ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا)
کام کرے اور صبح ہونے پر جب اللہ تعالیٰ نے رات کو اس کے عیب کو چھپا لیا ہو وہ
لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ میں نے رات کو ایسا کیا۔ اللہ نے رات کو اس کے عیب کو
ڈھانک لیا تھا اور اس نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے پردے کو چاک کیا۔ یعنی جس
عیب کو اللہ نے چھپایا تھا اسے لوگوں پر ظاہر کر دیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث من کان یومن باللہ ... الخ ضیافت کے
باب میں بیان کی جا چکی ہے۔

بیوی کا راز

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ
مِنْ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الرَّجُلُ يَفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَ
تَفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
امانت میں بڑی خیانت اللہ کے نزدیک قیامت کے دن یہ ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے
پاس رہے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز فاش کرے۔“

مسلمان کو حقیر نہ جانو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ وَ عِرْضُهُ وَ دَمُهُ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُحَقِّرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ - (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کا مال، اس کی عزت اور اس کا خون اور آدمی میں اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔“

مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑنا کفر ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ - (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔“

اسلام نے جو معاشرہ تشکیل دیا ہے اس میں ایک دوسرے سے بھلائی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ الدین النصیحة ”زین خیر خواہی کا نام ہے“ مسلمان سوسائٹی میں ایک دوسرے کے جان و مال اور آبرو کا اسی طرح احترام فرض قرار دیا گیا ہے جس طرح اللہ کے گھر مکہ مکرمہ اور حرمت والے دن (یوم الحج) کا احترام فرض ہے، لیکن حیف، صدحیف! موجودہ دور کے انتشار، سر پھٹول مسلکی و گروہی تعصبات اور عناد نے پورے معاشرے کو چھلنی کر دیا ہے۔ بلا جھجک ایک دوسرے کو گستاخ، مرتد، کافر اور نہ جانے کیا کیا القابات سے نوازا جا رہا ہے۔ زبان و بیان کے اس زہر نے عبادت گاہوں کو قتل گاہوں میں بدل دیا ہے۔ بڑا افسوس اور کرب اس بات کا ہے کہ یہ صورت حال بہت حد تک ان علمائے کرام کی پیدا

کردہ ہے جو چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل کو لے کر فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دیتے ہیں اور ان کی تحقیر و تکفیر کی ان صداؤں سے فضائے وطن تعفن زدہ ہو کر ملک و قوم کی سلامتی کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہے۔۔۔ حالانکہ پیارے پیغمبر ﷺ نے کسی بھی مسلمان کو گالی دینے اور کافر کہنے سے منع فرمایا ہے۔ تمام مسلمان بھائی ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کو ماننے والے، عہد کریں کہ ہم کسی کو نہ گالی دیں گے اور نہ ہی اس کی تحقیر و تکفیر کریں گے۔ رہا معاملہ دین کا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت واضح فرمادیا تھا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كَلَبُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ۔

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔“

دین صرف اور صرف ان ہی دو چیزوں کا نام ہے۔ ہر ممکن کوشش کریں کہ اپنی زندگی کے تمام معاملات (دینی و دنیاوی) میں صرف اور صرف قرآن و سنت ہی سے رہنمائی حاصل کریں یہی شاہراہ حیات اور راہ نجات ہے۔

گانا (میوزک) نفاق پیدا کرتا ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَنَاءُ يُنْبِئُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِئُ الْمَاءُ وَالزَّرْعَ۔ (مشکوۃ، رواہ البيهقي في شعب الإيمان)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گانا یا راگ اس طرح دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی بھیتی اگاتا ہے۔“

أَمَرَنِي رَبِّي بِمَحَقِّ الْمَعَارِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْتَانِ وَالصُّلْبِ وَأَمَرِ الْمَاهِلِيَّةِ۔ (مشکوۃ)

”حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کی چیزیں، بتوں اور صلیب کو (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں۔“

افسوس کہ آج ہر گھر اور کوچہ بازار میں ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر کی لعنت نے گانے بجانے کو ہر کان تک پہنچا دیا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ان بیماریوں سے بچا جائے۔ ٹی وی اور ڈش انٹینا کے نقصانات ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ ہماری فکری و نظریاتی سرحدوں اور سوچوں کا سب سے بڑا دشمن یہی ہتھیار (میڈیا) ہے۔

بے عمل علماء کی زبانیں آگ اور قینچیوں سے کاٹی جائیں گی

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِقَوْمٍ تُقَرِّضُ شَفَاهُهُمْ بِمَقَارِئِضٍ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جَبْرِئِلُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔

(مشکوٰۃ، رواہ الترمذی، هذا حديث غریب)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزرا ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب (واعظ، مقرر) ہیں جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔“

واعظ حضرات اور مقررین اپنے قول و فعل کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ ان کا اپنی تقریروں کے مطابق عمل ہے یا نہیں، اگر نہ ہو تو فکر کریں۔

لوگوں کو معتقد بنانے کے لیے باتیں بنانا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِي بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوْ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ

الْقِيَمَةُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا۔ (مشکوٰۃ، ابو داؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (فصاحت و بلاغت یا مکرو فریب کی) ایسی باتیں سیکھے کہ جن سے مردوں یا اور لوگوں کے دلوں پر قابو حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو اس کی نفل (عبادت) قبول فرمائے گا، نہ فرض۔“

فائدہ: مقررین حضرات اپنی نیتوں کا جائزہ لیں کہ کہیں اس خطابت و تقریر سے اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی دوسری چیز (یعنی اپنی تعریف و شہرت) تو مقصود نہیں۔

بہت سے لوگوں کو اس بات سے دھوکا ہو جاتا ہے کہ تقریروں سے عوام الناس کو نفع ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے عمل کو سراپا خیر سمجھتے ہیں حالانکہ دوسروں کو نفع ہو جانا مقرر اور خطیب کے مخلص ہونے کی دلیل نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ (معارف)

”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کی تقویت کا کام فاجر شخص سے بھی لے گا۔“

اپنے حق میں تو اخلاص ہی مفید ہے، خواہ دوسروں کو مقرر کے غیر مخلص ہونے سے بھی فائدہ پہنچ جائے۔ مومن کے اعمال میں سب سے بڑی چیز اخلاص ہے۔ اگر اخلاص نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بہر حال ہر کام میں صرف اللہ کی رضا پیش نظر رہے اور مسلمان کی یہی شان ہے۔ حدیث مبارک ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

اوروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَيَنْتَلِقُ اقْتَابَ بَطْنِهِ

فَيَذُورُ بِهَا كَمَا يَذُورُ الْحَمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ
فَيَقُولُونَ يَا فُلَانٌ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ
الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ أُمِرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَا آتِيهِ وَ أَنْهَى عَنِ
الْمُنْكَرِ وَ آتِيَهُ۔ (مسلم)

”اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے، قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا
اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی، وہ ان کو لیے گدھے کی طرح ان کے گرد
چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے۔ اس سے پوچھیں گے اے
فلاں کیا تو اچھی بات کا حکم نہ کرتا تھا اور بری بات سے منع نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں تو
ایسا کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہ کرتا اور دوسروں کو بری بات
سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہ رہتا۔“

کثرتِ سوال کی ممانعت

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
عُقُوقَ الْأَمْهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَ مَنَعَاهُ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ
وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ وَ إِضَاعَةَ الْمَالِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام فرمایا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ لڑکیوں کو دفن کرنا
اور استعمال کی چیز کو روکنا اور لوگوں سے یہ کہنا کہ لاؤ اور اللہ نے تمہارے لیے یہ ناپسند
فرمایا ہے: سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرنے، زیادہ سوالات کرنے کو
اور مال ضائع کرنے کو۔“

دہر (زمانہ) کو برانہ کہو

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللَّهُ يَسْبُ بَنُو
آدَمَ النَّهْرَ وَأَنَا النَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔
(بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی آدم زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں، رات اور دن میرے ہی قبضہ میں ہیں۔“

دیکھنے میں آیا ہے کہ عام گفتگو میں لوگ یہ جملہ کثرت سے بولتے ہیں: ”بہت برا زمانہ آ گیا ہے“ --- ”زمانہ ہی ایسا ہے“ --- ”بہت برا وقت ہے“۔ حدیث پاک کی روشنی میں ایسے پیرایہ گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بننے والی باتیں ہیں۔

کسی کو یہ نہ کہو کہ تم ہلاک ہو گئے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَالَ الرَّجُلُ
هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ۔
(مسلم، موطا)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی آدمی یہ کہے کہ ہلاک ہوئے لوگ، تو وہ کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت

عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ
لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقْسُوا قُلُوبَكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ
الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ وَ لَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ وَ تَنْظُرُونَ فِي ذُنُوبِ
النَّاسِ كَأَنَّكُمْ عِبِيدٌ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلَى وَ مَعَاذِي فَأَرْحَمُوا أَهْلَ

الْبَلَاءُ وَأُحْمَدُ اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ - (موطا)

”امام مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ بے کار باتیں نہ کرو، سوائے یاد الہی کے کہ کہیں سخت نہ ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل والا دور ہے اللہ سے، لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں کے گناہ گویا تم ہی رب ہو۔ اپنے گناہوں کو دیکھو، اپنے تئیں بندہ سمجھ کر کیوں کہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں۔ بعض بیمار ہیں، بعض اچھے ہیں۔ رحم کر بیماروں پر اور شکر کر اللہ کا اپنی تندرستی پر۔“

رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ إِلَى أَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصِنِي قَالَ أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ أَزِينُ لَأَمْرِكَ كُلِّهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرُ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَ نُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِطَوِيلِ الصُّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَ عَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ إِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمَيِّتُ الْقَلْبَ وَ يُذْهِبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَ إِنْ كَانَ مَرًا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأَيِّمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْمُزَكَ عَنِ النَّاسِ وَ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ - (مشکوٰۃ، البيهقي فی شعب الایمان)

”حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد ابو ذرؓ نے طویل حدیث بیان کی جو یہاں مذکور نہیں اور پھر کہا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اس لیے کہ اللہ سے ڈرتے رہنا تیرے

قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اتَّذَرُوا مَا
الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ، وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ
الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلْوَةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَ
يَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا
وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ
فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ

فَطَرَحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طَرَحَ فِي النَّارِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ (حضرات صحابہ) سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم، مال اور سامان نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ ساتھ ہی اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی گئی ہوگی۔ ایک کا مال کھایا ہوگا، دوسرے کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو ناحق مارا ہوگا۔ لہذا اس کی نیکیاں کچھ اس کو دے دی جائیں گی اور کچھ اس کو دے دی جائیں گی۔ (دوسروں سے زیادتیوں کے عوض) پس اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ہر وہ مسلمان جو اچھی آخرت کا طلب گار ہے اس کے لیے یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی گزارنے کا ایک رہنما اصول ہے۔۔۔ نماز، روزہ، حج، پے در پے عمرے اور صدقہ و خیرات میں فراخ دلی دکھانے والوں کو ہر لمحہ حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے لیکن افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ کثرت سے حج، عمرے اور تبلیغ جیسی عظیم اجر کی حامل نیکیاں کرنے والے حقوق العباد میں بہت پیچھے ہیں۔ وعدے کا پاس نہ کرنا، ان کے نزدیک کوئی گناہ نہیں۔ کل کے وعدے کو ہفتوں بلکہ مہینوں کی ”کل“ بنا دینا ان کے نزدیک کاروباری ”نظریہ ضرورت“ ہے۔ کاش انھیں معلوم ہو کہ یہ غلطیاں (جنہیں وہ معمولی سمجھتے ہیں) آخرت کے روز کتنے گھائے کا باعث بنیں گی۔



ذکر الہی

زندگی بھر کے مسائل کا علاج

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْسِسُ أَتَيْتُهُ هَرُولَةً۔ (رواہ احمد،

والبعاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و البیہقی فی شعب الایمان)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“

آج کا مسلمان ہر جگہ اور ہر حالت میں پریشان ہے۔ اس محرومی کا بڑا سبب، اپنے مالک و خالق سے لاقلمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِضْ لَهُ، شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ،

قَرِينٌ﴾ (الزحرف: ۳۶)

”جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے، ہم اس پر

شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔“
 اللہ کا قانون یہی ہے جو اپنے مالک سے غافل ہو اس پر شیطان نے اپنا تسلط جمایا کہ
 اس کی دنیا اور دین کی تمام تر زندگی برکت اور رحمت سے خالی ہو گئی ہے، غور کریں۔
 سید ابوبکر غزنویؒ (سابق وائس چانسلر بہاول پور یونیورسٹی) نے کس قدر خوب
 صورت انداز میں بات سمجھائی ہے۔۔۔ فرماتے ہیں:

”اگر کسی شریف آدمی سے تم وفا کرو، اس کے آستانے کے لیے وقف ہو جاؤ
 اور اس کی محبت کی بنا پر اس کی چاکری کرو، تو وہ بھی تمہاری حاجتوں کا خود خیال کرتا
 ہے، وہ کہتا ہے اسے کھانا دو، کہیں بھوکا تو نہیں؟ اسے لحاف دو کہیں سردی تو نہیں لگتی
 ہے، اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں، اسے کپڑے بنا دو۔ جب ایک شریف آدمی کی
 محبت کے یہ تقاضے ہیں تو اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا گمان کیا ہے؟ تم اگر
 اس سے وفا کرو گے اور اس کی محبت میں اسے یاد کرو گے تو وہ جن جن چیزوں کی تمہاری ایک
 ایک حاجت کو پورا کرے گا۔“

حدیث قدسی ہے:

يَا بَنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَبْعَدُ فَقْرَكَ۔ (احمد)

”اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو بیٹھ، میں تیری
 ضرورتوں کو پورا کروں گا۔“

لہذا جو بھائی اپنی ضرورتوں، حاجتوں اور پریشانیوں کے لیے مارے مارے
 پھرتے ہیں، ایک بار اس پروردگار کے آستانے پر دستک دے کر تو دیکھیں۔۔۔ اس
 مالک حقیقی کی رحمت تو ہر لمحہ اپنے بندوں کو نوازنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔
 ہم تو مالک بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

زیادہ بولنا

وَعَنِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ

بَغِيرَ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَسَوْءٌ لِلْقَلْبِ

وَإِنْ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي - (مشکوۃ، ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے سوا بہت باتیں نہ کیا کرو، اس لیے کہ اللہ کے ذکر کے سوا کثرت سے باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ سے بہت دور ہیں سخت دل کے ہیں۔“

جہاد اور سونا چاندی خرچ کرنے سے بڑا عمل

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاةٍ عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ - (اخرجه احمد والترمذی وابن ماجة وابن ابی الدنيا)

والحاکم وصحہ البیہقی کذا فی الدر والحصن والحصین)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو سب سے زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (الحکبوت: ۴۵) اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

فحش گوئی، گالی گلوچ، دشنام طرازی، فضول بولنا، غیبت، جھوٹ، لعنت ملامت، جھو، اور مدح سرائی وغیرہ سب زبان کی آفتیں ہیں۔ اللہ پاک ہمیں ان تمام سے بچنے کی توفیق دے۔

خاموشی

(کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں)

جب معلوم ہو گیا کہ زبان کی آفتیں بے شمار ہیں تو پھر کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں۔ حتی الامکان انسان کو چاہیے کہ زیادہ باتیں نہ کرے۔

حدیث مبارک میں آیا ہے:

”مَنْ سَكَتَ نَجَى“ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس کو شکم، فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا گیا وہ

سب چیزوں سے مامون (سلامتی سے) رہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو میسار گو ہو گا وہ بڑا گناہ گار ہو گا اور دوزخ میں جائے

گا۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں کنکریاں رکھ لیتے تھے تاکہ

بات نہ کر سکیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبادتیں دس ہیں ان میں سے نو تو خاموشی

میں ہیں اور دسویں لوگوں سے بچنا اور گریز کرنا ہے۔

زبان کے غلط استعمال کی مختلف بیماریوں اور آفتوں کا ذکر اکثر ایسے ہوتا ہے کہ

انسان ایک بات کہتا ہے لیکن اسے خبر ہی نہیں ہوتی کہ یہ گناہ ہے اور اللہ کی ناراضگی کا

سبب ہے۔ لہذا زبان کھولتے اور بولتے وقت ان باتوں کو ذہن میں رکھیں۔ اس میں

نجات ہے۔

✽ بے مقصد بات

ایک آفت یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس کے کہنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے نہ

کرنے سے کسی قسم کا نقصان یا مضرت دینی یا دنیوی نہ ہو۔

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ۔

”آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ بے معنی بات ترک کر دے۔“
خاموشی حکمت ہے، بے مقصد گفتگو سراسر خسارہ ہے۔ جو بات ایک لفظ میں ادا ہو سکتی ہو، دو لفظوں میں ادا نہ کرے۔

✽ غلط بات

وہ بات ہے جو محض باطل اور معصیت میں کی جائے، بدعات کلام، فسق و فجور، مناظرے جھگڑے جدال سے بچنا چاہیے۔

✽ جھگڑا اور بحث

تیسری آفت بحث کرنا اور جھگڑنا ہے۔ گالی فسق اور قتل کفر ہے۔ معمولی بحث و تکرار ہی سے اکثر بڑے جھگڑے جنم لیتے ہیں، جن سے قتل و غارت کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

✽ فائدہ کی خاطر غلط بات

چوتھی آفت مال کے سلسلہ میں جھگڑنا ہے۔ اگر ترک نہیں کر سکتا تو سوائے سچ بات کے اور کچھ نہ کہے اور دشمن کو رنج پہنچانے کا قصد نہ کرے اور نہ سخت گفتگو کرے، کیوں کہ اس میں دین کی تباہی ہے۔

✽ فحش گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص پر جنت حرام ہوگی جو فحش گوئی کرے گا۔

✽ لعنت کرنا

انسان تو انسان معلوم ہونا چاہیے کہ جانوروں، کیڑے مکوڑوں کو لعنت کرنا بھی برا ہے۔

✽ شعر گوئی

یہ علی الاطلاق حرام نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت حسان بن علیؓ کو حکم دیا تھا کہ کافروں کو جواب دیں اور ان کی جھوٹیں، وہ شعر جس میں جھوٹ کو دخل ہوا وہ کسی کی جھوٹ یا جھوٹی تعریف ہو، درست نہیں۔

✽ مذاق اور بذلہ سنجی

بہت ہنسنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں بھی مزاح کرتا ہوں، لیکن سوائے سچ کے کچھ اور نہیں کہتا۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہتا ہے اور اسی بات کی بدولت اپنے درجہ سے اس قدر گر جاتا ہے جتنا آسمان سے زمین پر گرتا ہے۔

حضور ﷺ نے ظرافت کی چند باتیں فرمائی ہیں۔ بوڑھی جنت میں نہیں جائے گی۔۔۔ میں تجھے اونٹ کے بچے پر بٹھاؤں گا۔۔۔ اے ابو نمیر! نفیر کو کیا ہو گیا۔

✽ جھوٹا وعدہ کرنا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی جس شخص میں پائی جائے وہ منافق ہے خواہ نماز اور روزے کا پابند ہو۔ ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو، دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو، تیسرے امانت میں خیانت کرتا ہو۔ (بخاری)

✽ کسی کا مذاق اڑانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَمِلُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (المحجرات: ۱۱)

”اور نہ کوئی کسی کو تسخر کرے جب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہو۔“

کسی کے قد، رنگ، حالات عقل و فہم کو بہانہ بنا کر اس کا مذاق اڑانا کسی طرح

مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی قسم

یہ گناہ کبیرہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ، نفاق کا ایک دروازہ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن سے ہر کوتاہی ہو سکتی ہے لیکن وہ خیانت نہیں کرے گا اور جھوٹ نہیں بولے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کیا تم کو بتاؤں کہ گناہ کبیرہ کیا ہے؟ وہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے، حضور ﷺ اس وقت تکلیف لگائے ہوئے تشریف فرما تھے، تب آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا ہوشیار ہو جاؤ۔ جھوٹ بات کہنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ ایک جنگ میں، دوسرا جب دو شخصوں میں صلح کرانا مقصود ہو، تیسرے دو بیویوں میں سے کسی ایک سے کہے کہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، کسی کاراز چھپانا یا معصیت اور گناہ ظاہر کرنے سے انکار کرنا کیوں کہ شرع کا حکم ہے کہ لوگوں کا عیب چھپاؤ۔ پس سوائے اس مصلحت کے جس کا شرعاً اعتبار ہے دروغ گوئی درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی مجھ سے جھوٹ منسوب کرے (یعنی اپنی بات میں وزن ظاہر کرنے کے لیے جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں بیان کریں) وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

غیبت

یہ بلا عالم گیر ہے، شاید ہی کوئی شخص ہو جو اس سے بچا ہو۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کرنے والوں کو ”مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے والے سے تشبیہ دی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیبت سے پرہیز کرو کیوں کہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ معراج کی شب میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اپنے منہ کا گوشت اپنے ناخنوں سے نوچ

رہی تھی مجھے بتایا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔

غیبت کیا ہے؟

غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اس کو ناگوار گزرتی ہو۔ اگرچہ کہنے والے نے سچ بات کہی ہو اور اگر وہ بات جو کہی گئی ہے جھوٹ ہے تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے، خواہ اس کا تعلق اس کے لباس، جسم، فعل، قول، اخلاق وغیرہ سے ہو غیبت صرف زبان ہی سے نہیں موقوف بلکہ ہاتھ کان، آنکھ، دل، اعضا، قلم، کتایہ اور اشاروں سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ جو کسی کی غیبت سنتا ہے تو وہ اس گناہ میں شریک ہے۔ ہاں اگر دل سے بیزار ہو تو غیبت میں شریک نہیں۔

غیبت کا علاج

علاج کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم علمی علاج ہے جو دو طریقہ پر ممکن ہے۔ ایک یہ کہ غیبت کی بابت جو کچھ قرآن و احادیث میں وارد ہے وہ ہمیشہ پیش نظر ہے، اس میں غور و فکر کرتے رہیں، اور خوب سمجھ لیں کہ غیبت کے سبب اس کی نیکیاں دوسرے کے نامہ اعمال میں خنقل ہوں گی اور یہ مفلس اور خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ یہ یقین کرے کہ غیبت کے باعث غضب الہی میں گرفتار ہوگا..... قیامت کے روز اگر نیکیاں غیبت کرنے والے کے پاس نہ ہوں گی تو جس کی غیبت کی ہوگی اس کی برائیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اگر پہلے برائیوں کا جھک گیا تو دوزخ میں جائے گا، جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیبت انسان کی نیکیوں کو ایسے برباد کر دیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔ غیبت سے بچنے کی تدبیر یہ بھی ہے کہ جب غیبت کا خیال آئے تو اپنے نفس پر غور کرے کہ کوئی عیب مجھ میں بھی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی عیب پائے تو اپنے عیب کو دیکھتے ہوئے دوسرے کا ذکر نہ کرے بلکہ اپنا محاسبہ کرے۔

غیبت سے بچاؤ

پہلے یہ غور کریں کہ کس چیز نے آپ کو غیبت پراکسایا، اس کے چند اسباب ہیں:
 * ناراضگی: کسی شخص سے خفا و ناراض ہونے کی وجہ سے خود کو دوزخ میں ڈالنا
 حماقت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی غصہ روکے گا تو اللہ تعالیٰ
 قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اس کو طلب فرمائے گا اور فرمائے گا کہ
 ان حوروں میں جو تجھے پسند ہو لے لو۔

* دوست و احباب کی موافقت کے لیے غیبت میں شامل ہونا۔ اس وقت یہ خیال
 کرے کہ لوگوں کی خوشی کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا کیسی بڑی حماقت ہے
 بلکہ غیبت سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں۔

* اپنے نفس کو پاک و صاف تصور کرنا اور اپنی خطاؤں کو دوسرے پر ڈالنا ہے۔ اس
 میں غور کرنا چاہیے کہ اللہ کے غضب سے کس طرح بچ سکیں گے۔

* حسد کر کے دنیا میں رنج و عذاب میں مبتلا ہونا اور آخرت میں غیبت کے عذاب
 کا مستحق ہونا کتنی بڑی نادانی ہے۔

* استہزاء اور مذاق: (کسی کا مذاق اڑا کر اس کو رسوا کرنا) قیامت کے دن وہ شخص
 جس کا آپ نے مذاق اڑایا ہو گا اپنے گناہوں کا بوجھ تمہاری گردن پر رکھ دے گا
 اور جس طرح گدھے کو ہانکتے ہیں اس طرح تمہیں ہانک کر دوزخ کی طرف
 لے جایا جائے گا۔

* اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اس پر غم زدہ اور شرمندہ ہو تو اس کی غلطی
 سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ اس کا ذکر غیبت ہی کے زمرے میں آئے گا جو
 سرا سر خسارے کا باعث ہے۔

* کسی شخص پر محض اللہ کے لیے غصہ آئے یا تعجب ہو تو اس غصے یا اس تعجب کے
 باعث اس شخص کا نام ظاہر کرنا، اس غصے کے ثواب کو جو محض اللہ کے لیے آیا تھا

برباد کر دے گا، پس مناسب ہے کہ غصے اور تعجب کا اظہار بغیر نام کے کیا جائے۔

وہ عذر جن کے باعث غیبت کی رخصت ہے

غیبت کرنا حرام ہے، لیکن چند خاص ضرورت کے موقعوں پر غیبت کی رخصت

ہے۔
کسی کے ظلم و زیادتی کا کسی بادشاہ یا قاضی کے روبرو فریاد کرنا یا کسی ایسے شخص کے سامنے کہنا جس سے مدد کی امید ہو۔

کسی مقام پر جھگڑا، یا فساد دیکھ کر کسی ایسے شخص سے بیان کرنا جو احتساب پر قدرت رکھتا ہو اور فساد برپا کرنے والے کو روک سکے۔

کسی مسئلہ یا فتویٰ معلوم کرنے کے لیے کسی کا ذکر کرنا۔

کسی کے شر سے بچنا یا کسی کو بچانا مقصود ہو، جیسے بے دین یا چور یا غلام اور اس پر کوئی شخص بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہتا ہو تو ان صورتوں میں عیب کا ظاہر کرنا درست اور جائز ہے۔ اس کو چھپانا مسلمان کے ساتھ دھوکا و فریب کے مترادف ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم فاسق میں جو عیب دیکھو صاف کہہ دو تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں لیکن بغیر عذر منع ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ تین شخصوں کی شکایت غیبت نہیں ہے۔ ایک ظالم بادشاہ کی، دوسرے بدعتی کی، تیسرے اس شخص کی جو علانیہ گناہ کرتا ہو۔

کسی مجبوری یا عذر کے باعث کسی کے عیب یا کوتاہی کو صرف اس وجہ سے بیان کرنا مقصود ہو تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

غیبت کا کفارہ

انسان کیلئے لازم ہے کہ زبان کو روکے اور حتی الوسع غیبت سے بچے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی کی غیبت ہو جائے اور دن آوا آخرت برباد ہو جائے۔ غیبت میں دو حقوق ہیں:

✽ غیبت کرنے والا اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے اور شیطان کی تابع داری کرتا ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ غیبت کی سزا یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اور زبان سے استغفار کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص گناہ کو یاد کر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرے، اس کے نامہ اعمال سے گناہ مٹ جاتا ہے۔

✽ دوسرا حق اس بندے کا ہے جس کی غیبت کی ہے، اس حق کا کفارہ مختلف فیہ ہے۔ کئی جماعتیں اس باب میں مختلف ہو گئی ہیں اور اس سلسلہ میں مختلف آراء ہیں۔

(۱) ایک جماعت کی رائے ہے کہ غیبت کا گناہ فقط توبہ سے معاف ہو جاتا ہے، جس کی غیبت کی ہو اس سے معاف کروانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ توبہ کے علاوہ غیبت میں ضروری ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کی تعریف کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے اور اپنے لیے مغفرت مانگے اور دعائے خیر کرے۔ اس طرح غیبت کا کفارہ ہوگا۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ توبہ کے ساتھ اس شخص سے معاف کرانا بھی ضروری ہے، جس کی غیبت کی گئی ہے۔

الحاصل غیبت ہو جائے تو دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک اللہ سے توبہ کرنا، دوسرا جس کی غیبت کی ہے، قصور معاف کرانا، کیوں کہ اگر غیبت کرنے والا، اس شخص سے معاف نہ کرے گا تو یقیناً وہ شخص روز محشر دامن گیر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُقْتَصَىٰ لِلْخَلْقِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ حَتَّىٰ لِلْحَلَاءِ مِنَ الْقُرْنِ وَ حَتَّىٰ لِلثَّوْرِ مِنَ الثَّوْرِ -

”قیامت کے روز ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کے لیے بدلہ لیا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری نے دنیا میں بے سینگ بکری کو مارا ہوگا تو اللہ تعالیٰ روز محشر

میں بے سینگ بکری کو سینگ عطا کرے گا اور اس کو مارنے کا حکم دے گا۔“
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ
الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ
أُخِذَ مِنْ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ
صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔ (بخاری)

”جس شخص نے کسی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو خواہ آبروریزی کی ہو یا مال میں چوری کی ہو چاہیے کہ اس کو معاف کرائے قبل اس کے کہ قیامت کا دن آئے۔ اس لیے کہ اگر اس شخص کی نیکیاں ہوں گی تو وہ اوروں کو ملیں گی، جب وہ فریاد کریں گے اور اگر اس کے پاس نہ ہوں گی تو لوگوں کی برائیاں اس کو ملیں گی اور اس دن کسی کے پاس نہ درہم ہوں گے، نہ دینار ہوں گے۔ سب لوگ مفلس محتاج ہوں گے۔“
ضروری یہ ہے کہ ایسے کام سے توبہ کریں اور لوگوں کی غیبت سے باز آئیں اور اگر کسی کی غیبت ہو جائے تو اس سے معافی مانگیں تاکہ محشر میں عذاب سے بچیں۔

وہ صالح ہے جو کوئی توبہ کرے
گناہوں سے پھر اپنے ایسا ڈرے
نہ ہو اس کو اس خوف سے پھر گناہ
رہے عمر بھر اپنی وہ رو براہ

❖ چغلی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هَمَزٌ مَشَاءٍ بَنِيْمٍ﴾ (القلم: ۱۱)

”ذلیل بہت طعنہ دینے والا، پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا“

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (الہمزہ: ۱)

”بڑی خرابی ہے ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے

والا ہو۔“

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”ہمتام“ یعنی چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ نیز فرمایا کہ تم کو بتاؤں کہ تم میں سے بدترین لوگ کون ہیں (سنو) بدترین لوگ وہ ہیں جو چغل خوری کریں اور لوگوں میں فتنہ پیدا کریں۔ (جب کسی کی عادت کا پتا چل جائے تو اس سے کنارہ کش رہنا چاہیے)

❖ دورخی بات کرنا (دو غلا پن)

یہ چغل خوری سے بھی بدتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں دو زخا پن کرے گا، قیامت میں اس کی آگ کی دوزبائیں ہوں گی، نیز آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دو زخانہ ہو۔

❖ تعریف و مدح

جو تو عین غیبت ہے اور تعریف میں غلو کرنا آفت ہے۔ اس میں چھ آفتیں ہیں، چار کا تعلق مدح کرنے والے (مداح) سے ہے اور دو کا تعلق ممدوح (جس کی تعریف کی جائے) سے ہے۔

❖ اول یہ کہ تعریف میں افراط و زیادتیاں یہاں تک کرتا ہے کہ جھوٹ ہو جائے۔

❖ مدح و ستائش میں ایسی بات کہے جس کی حقیقت اس کو معلوم نہ ہو۔

❖ مدح میں کبھی دکھا دیا ہوتا ہے اور مداح منافق ہو جاتا ہے۔

❖ ممدوح کو باوجود ظالم و فاسق ہونے کے تعریف سے خوش کرنا ناجائز ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب فاسق کی کوئی تعریف کرتا ہے، تو اللہ

تعالیٰ بہت غصے میں ہوتے ہیں۔

❖ ممدوح کے دو نقصانوں میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ تعریف و مدح سے اس

میں تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے کسی کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی گردن ماردی کہ اگر وہ اس بات کا یقین کرے تو کوشش سے باز رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تیز چھری لے کر کسی کے پاس جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے سامنے اس کی تعریف کی جائے۔
 جب تعریف سے یہ معلوم ہوگا کہ میں اچھا ہوں تو وہ اپنی بہتری میں سستی کرے گا۔

پس اگر تعریف (مدح و ستائش) ان سب آفتوں سے خالی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح کی تعریف مستحب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف فرمائی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ تمام عالم کے ایمان کا اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ مقابلہ کریں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان زیادہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا اگر میرے بعد کسی کو نبوت ملتی تو عمر ہوتا۔ اس قسم کی تعریف و ستائش آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت کثرت سے فرمائی ہے۔ جب لوگ کسی کی تعریف کریں تو اس شخص یعنی ممدوح کو چاہیے کہ غرور اور تکبر سے بچے۔ سرور کائنات ﷺ کا فرمان پیش نظر رکھے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يُكُونَ نُؤْبَهُ، حَسَنًا وَ نَعْلَهُ، حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمَطُ النَّاسِ -

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس پر ایک آدمی نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے اور کیا ایسا ذوق رکھنے

والا جنت سے محروم رہے گا) آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ تکبر نہیں ہے) اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ کوئی اللہ کے حق بندگی کو ادا نہ کرے اور اس کے بندوں کو حقیر جانے۔

جب یہ فرمان رسولؐ پیش نظر ہوگا تو بے جا تعریف کرنے والوں سے اس کا دل و دماغ محفوظ رہے گا۔ کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا: بارالہا! مجھ سے مواخذہ نہ فرماتا اس بات پر جو لوگ کہتے ہیں اور میری اس خطا کو بخش دینا۔ جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں اور مجھ کو یہ لوگ جیسا سمجھتے ہیں مجھے اس سے بہتر بتادے۔

ہمارے نزدیک معمولی باتیں۔۔۔ لیکن!

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ أَحَدُكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَ مَا شِئْتُ وَلَكِنْ لِيَقْبَلَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ مَا شِئْتُ۔

”تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے بلکہ یوں کہے کہ جو

اللہ چاہے پھر تو چاہے۔“

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے خطبہ پڑھا اس میں کہا:

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ يُعْصِمُهُمَا فَقَدْ غَوَى

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہہ و مَنْ يُعْصِي اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ

غَوَى۔ صیغہ تنبیہ جو مشارکت اور براہی پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس سے منع فرماتا ہے کہ

اپنے باپ کی قسم کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث ہے، انکور کو کرم نہ کہا کرو کہ کرم مرد مسلمان ہی ہے (بخاری و مسلم)

برداشت وائل بن حجر)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا بندہ ہے اور میری لونڈی ہے، کیوں کہ بندے سب اللہ کے ہیں اور لونڈیاں بھی سب اسی کی ہیں بلکہ یوں کہا کرو میرا غلام ہے یا خادم یا ملازم۔ اور غلام بھی اپنے آقا کو رب نہ کہے بلکہ آقا اور سردار کہے اس لیے کہ سب کا پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (بخاری و مسلم)

اسی طرح حدیث مبارک ہے منافق کو اپنا سید یا سردار مت کہو۔ (ابوداؤد)

غرض اس طرح کی باتیں جو رات دن آدمی کے منہ سے نکلتی ہیں، سب زبان کی آفتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔ بعض دفعہ کلمات کفر بھی زبان سے نکل جاتے ہیں اور ان کی خبر بھی نہیں ہو پاتی، لہذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک بھیجا ہے اس کو مان لیں اور عمل کریں جو زبان کو نہیں روکے گا وہ نقصان سے نہیں بچے گا۔

قصہ مختصر من صمت نحی (جو خاموش رہا اس نے نجات پائی) اگر چپ رہے تو بچار ہے گا اور اگر کوئی بولے گا تو اپنے نفس کو خطرہ میں ڈالے گا۔ اگر آدمی بولنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے تو سکوت اختیار کرنا اولیٰ اور باعث نجات ہے۔

خوشی معنی دار کہ در گفتن نمی آید

دانائی

زبان بظاہر گوشت کا ایک ٹوٹرا ہے۔ مگر اللہ کا بڑا انعام ہے۔ دوسرے اعضا تو ایک حد کے اندر اپنے اپنے کام کرتے ہیں مگر زبان کا دائرہ عمل بہت وسیع ہے۔ خیر و شر، موجود و معدوم، حقیقی و خیالی، واقعی و فنی، ہر چیز تک اس کی رسائی ہے۔ کوئی چیز دور ہو، قریب ہو، صحیح ہو غلط ہو، حق ہو باطل ہو، زبان پر سب کا ذکر آتا ہے، اسی لیے زبان کو پوری طرح سے قابو میں رکھنے کا حکم ہے، نہ معلوم کس وقت کیا زبان سے نکل جائے۔

زبان ہی انسان کو کو زنی اور باوقار بھی بناتی ہے اور ہلکا و خفیف بھی کر دیتی ہے۔

زیادہ بولنے کی آفت اور خاموش رہنے کی فضیلت

زبان کی آفات سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی زیادہ تر خاموش رہے، خاموشی حکمت اور احتیاط کی بات ہے۔ جس کو سلامتی مطلوب ہے اس کو زیادہ تر خاموش رہنا چاہیے۔ اگر کسی کی زبان سے دوسرا مسلمان تنگ ہے تو اس کی زندگی بھر کا بڑے سے بڑا عمل بے کار ہے سلامتی اور نجات کا سب سے بڑا ذریعہ سکوت ہے۔ زبان کی حفاظت مال و دولت کی حفاظت سے بھی زیادہ مشکل ہے اور اہم بھی۔ سکوت کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بولنے میں خطا، جھوٹ، غیبت، چغلی، نفاق، فحش، خود پسندی، تکبر، ممنوعات پر اصرار، دجل و فریب، مخلوق کو ایذا، مخلوق کی پردہ دری اور بہت سے عیوب صادر ہوتے ہیں اور خاموشی سے طاقت و ہمت مجتمع رہتی ہے۔ وقار اور ہیبت باقی رہتا ہے۔ دل و دماغ نیک اور اچھی باتوں کے لیے فارغ رہتے ہیں بلکہ ہزاروں فتنے دبے رہتے ہیں۔

زیادہ بولنا

اگر کلام کے چار حصے کریں تو تین حصوں میں سکوت بہتر ہے اور ایک حصہ میں بات کی اجازت ہے۔ ایسی بات کہی جائے کہ نہ بولنے والے کو ضرر ہو اور نہ کسی دوسرے بھائی کو۔ کتنا ہی بلند درجے کا عمل کرنے والا ہو اگر بلا وجہ، ہر وقت بولتا اور کلام کرتا رہے تو ڈر ہے کہ اس کی ساری عبادت، سارا عمل بے کار نہ ہو جائے، بے فائدہ کلام تو کرنا ہی نہیں چاہیے۔ زیادہ بولنے کی عادت بھی بری ہے۔ اگر ایک جملہ سے بات پوری ہوگئی اور کام نکل گیا تو مزید نہ کہے ورنہ یہ زیادتی ہوگی۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ بہت بے احتیاط اور جھوٹا آدمی ہے۔ کلام میں زیادتی اور کثرت کے علاوہ اس کا بھی خیال رہے کہ باطل اور گناہ کی باتیں نہ آنے پائیں۔ ضرورت سے زائد بولنے والے کو غلط صحیح بات کا احساس بھی نہیں رہتا اور اس طرح وہ آدمی برباد ہو کر رہ جاتا ہے

دوستوں، ساتھیوں اور مخالف کی بات کاٹنی اور رد کرنی بری بات ہے۔ اسی طرح بحث و مباحث، جدال و تکرار بھی ناروا بات ہے۔ زبان کی ایک آفت بحث اور لڑائی ہے۔ معمولی بات سے آدمی ایک دوسرے کا دشمن ہو جاتا ہے۔ آپس میں قطع کلامی، ترک تعلقات اور باہمی معاملات ختم ہو جاتے ہیں۔ لوگو! دوسروں کو ہمیشہ اچھی بات کہو اور کوئی تم کو سلام کرے تو خوشی سے جواب دو، اگر تمہاری باتوں سے لوگ راضی ہوں تو اللہ بھی تم سے راضی ہے۔ افراط و تفریط سے بچو، اپنے دشمنوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی برا نہ کہو، جو بات کہنے کی نہ ہو یا حیا و شرم کے خلاف ہو اسے ہرگز زبان سے نہ نکالو، کسی پر لعنت کرنا سخت بری بات ہے۔ انسان، حیوان، نباتات، جمادات کسی پر لعنت نہیں کرنی چاہیے، زور سے ہنسنا تبسم کے ساتھ ہو تو مناسب و درست ہے۔ تمسخر، استہزا اور دوسروں کا مذاق اڑانا حرام ہے۔ مذاق اگر پیٹھ پیچھے ہے تو غیبت ہے اور سامنے ہے تو تمسخر ہے۔ کسی کی تحریر پر جلتے، بولنے پر، ہنسنے ہنسانے پر، قد، کان، آنکھ، ناک، لباس، غرض کسی حصہ جسم یا کسی حرکت کی نقل کرنا استہزا ہے اور تمسخر غیبت ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہیے۔ اسی طرح افشائے راز بھی سخت ممنوع ہے۔ جھوٹا وعدہ کرنا سخت برائی کی بات ہے۔

چار خزانے ایسے ہیں جن کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

راست گفتاری، امانت کی حفاظت، رزق حلال اور عمدہ اخلاق، اسلام نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے زیادہ بری چیز بتایا ہے۔ علمائے کرام نے نفلی نماز، روزہ اور دوسری عبادت کے مقابلے میں افضل اس بات کو قرار دیا ہے کہ غیبت سے بچا جائے۔

غیبت۔۔ ایک مہلک بیماری

غیبت کی مختصر اور جامع تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا ذکر کرنا جس کو وہ سنے تو

اسے برا معلوم ہو، اگر وہ عیب اس میں ہے تو غیبت ہے اگر نہ ہوں تو بہتان ہوگا، اس کا دہرا گناہ ہے۔ غیبت کا سننا اس کو کرنے کی طرح ہے اور سن کر خوش ہونا اس پر تعجب کرنا، یہ سب غیبت ہے۔ سننے والا کسی وجہ سے زبان سے منع نہ کر سکے تو دل سے برا سمجھے اور اٹھ کر مجلس سے چلا جائے۔

غیبت سے دوسرے کی آبروریزی ہوتی ہے اور کسی انسان کی آبروریزی کا کسی کو حق نہیں، غیبت یا تو کسی کینے اور حسد کی وجہ سے ہوتی ہے یا کسی وجہ سے غصہ آ رہا ہو تو کسی کی خوشامد میں اس کے دشمن کی غیبت کر کے اسے خوش کرنا مقصود ہوتا ہے، کبھی اپنی جھوٹی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے کسی کی برائی ثابت کرنا ہوتا ہے یا کسی کی عزت اچھی نہ لگے تب اس کی غیبت کر کے ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کسی کی حقارت کے لیے اس کا مذاق اڑانا مقصود ہو، یہ سب حسن معاشرت اور شرافت کے خلاف ہیں۔

علاج۔۔۔ غور و فکر

غیبت کا یہی علاج ہے۔ غور و فکر کرے کہ غیبت تو کر رہا ہوں، مگر خود کہاں کا ایسا پاکباز ہوں، مجھ میں خود لاکھ برائیاں ہیں۔ دانش مندی تو یہ ہے کہ میں اپنے گناہ دور کر لوں، بجائے دوسرے کے عیوب اچھالنے کے خود کو صاف کرنے میں لگ جاؤں۔ اگر کوئی (پیدائشی) برائی ہے تو اس میں اس کا کیا تصور ہے اسے تو اللہ نے ایسا ہی بنایا ہے۔ اگر کوئی میری برائی کرے تو مجھے کیسا برا لگے گا یہ سب سوچ کر غیبت پر جو جذبہ ابھار رہا ہے۔ اس پر قابو پائے، غصے کی وجہ سے غیبت کر رہا ہے تو غصے کو ضبط کرے، کسی کو خوش کرنے کے لیے غیبت کر رہا ہے تو سوچے کہ ذرا سا کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنے کردار و عمل کو خراب کر لینا کون سی دانش مندی ہے، کسی کو حقیر بنانے یا حسد کی وجہ سے نیست کر رہا ہو تو سوچے کہ اپنی فضیلت اور بڑائی میں نے لوگوں کے سامنے غیبت کر کے ختم کر دی۔ اس طرح غور و فکر کے بعد مرض کے اسباب کو جان کر ان اسباب کو خود سے دور کرے تو امید ہے کہ مرض کا علاج بھی ضرور ہو

جائے گا جس طرح زبان سے غیبت حرام ہے۔ اس طرح دل سے کسی کو برا سمجھنا یعنی بدگمانی بھی حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی بڑے حاکم سے چھوٹے حاکم کے مظالم بیان کر رہا ہے تاکہ اس کے ظلم سے بچارے تو اس کو غیبت نہیں کہیں گے۔ یا کسی کو شر اور فساد سے روکنا مقصود ہو تو نیک نیتی کے ساتھ اس کا حال بتا دینا غیبت نہیں ہے۔ جب کہ اس کی برائی مقصود نہ ہو، بلکہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کے لیے ایسا کام کرنا غیبت میں شامل نہیں ہے۔

غیبت ہو جائے تو!

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے۔ اگر تنہائی میں غیبت کی ہے تو تنہائی میں اور مجمع میں کی ہے تو مجمع میں معافی مانگے اور خلوص و ندامت کے ساتھ محض نمائش مقصود نہ ہو اور صدق دل سے توبہ کرے۔

ایک اور خطرناک بیماری

اسی طرح چغلی بھی زبان کی ایک آفت ہے۔ کئی لوگوں کا یہ پسندیدہ کام یا عادت ہے ایسے لوگ اس قبیح عادت سے دوستوں، عزیزوں کو ایک دوسرے سے دور کرتے اور نفرت پیدا کرتے ہیں۔ جس کے سامنے چغلی ہو اسے چاہیے کہ چغلی کرنے والے کو منع کرے۔ زبان کی ایک آفت بے جا تعریف اور مذمت بھی ہے۔ بے جا تعریف میں بھی بہت سی آفتیں ہیں۔ جیسے جھوٹ ریا تکبر وغیرہ پیدا ہوتا ہے، تعریف سن کر اپنی ذات پر بھروسہ ہو جائے گا اور اپنے نفس کی اصلاح سے غافل ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص تمہاری تعریف کرنے ہی لگے تو اس سے بچنے کا یہی علاج ہے کہ آنکھ بند کر کے اپنے عیوب کو سوچے، اپنے گناہوں کو یاد کرے کہ یہ بے جا تعریف کرنے والا میرے ظاہر کو دیکھ کر میری تعریف کر رہا ہے۔ اگر اسے میری حقیقت کا پتا چل جائے تو کبھی میری تعریف نہ کرے۔ اس طرح سوچنے سے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نفس دھوکے سے بچارے گا۔

نفس کا دھوکہ

نفس شیطان سے بھی بڑا انسان کا دشمن ہے۔۔۔ شیطان کو اس کے نفس ہی نے گمراہ کیا اور ان ساری باطنی بیماریوں اور زبان کی آفتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا بہترین علاج ذکر الہی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، گھر، بازار، دفتر غرض یہ کہ جہاں تک ممکن ہو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھے۔ ذکر کرنے والے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ جو نبی وہ ذکر سے غافل ہوا، پھر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ (یوسف: ۵۳)

بے شک نفس برائی کا بہت حکم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید نے نفس کے علاوہ ایک اور دشمن کی خبر دی ہے جو برائی پر اکسانے

والا ہے۔

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ط﴾ (فاطر: ۶)

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، اسے (دل و دماغ کی ہم آہنگی کے ساتھ) دشمن

سمجھو۔

پس نفس اور شیطان دو بڑے دشمن ہیں اور نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔

آدم و حوا کو شیطان نے بہکایا: ﴿فَازْلَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾ مگر خود شیطان کو کس نے بہکایا؟ اسے اس کے نفس ہی نے بہکایا کیوں کہ اس وقت کوئی اور شیطان تو تھا نہیں۔

زبان کی آفتوں اور باطنی بیماریوں سے بچنے کی چند دعائیں

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت کے بغیر نہ نیکی ممکن ہے اور نہ ہی

برائیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ لہذا ہم یہاں زبان کے فتنوں اور دیگر برے اخلاق سے

بچنے کے لیے پیارے پیغمبر ﷺ کی بتلائی ہوئی مسنون دعائیں درج کر رہے ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ دعائیں ذکر اور عبادت وہی قابل قبول اور فائدہ مند ہے جو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر کی جائے گی۔

اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكُذْبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورِ۔

”اے اللہ میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما۔ بے شک تو خیانت کرنے والی آنکھ کو اور ان چیزوں کو جانتا ہے جن کو سینے میں چھپاتے ہیں۔“

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

”اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری بہترین عبادت کروں۔“

فائدہ: حضور اقدس ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس مذکورہ بالا دعاء کو ہر روز (فرض) نماز کے بعد پابندی سے پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي اعْظَمَ شُكْرِكَ وَأَكْثَرَ ذِكْرِكَ وَاتَّبِعْ نَصِيحَتِكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ۔ (ابوداؤد)

”اے اللہ! تو مجھے ایسا کر دے کہ میں تیرا بڑا شکر یہ ادا کروں اور تیرا بہت ذکر کروں اور تیری نصیحت پر عمل کروں اور تیری وصیت کو یاد رکھوں۔“

اللَّهُمَّ إِنِّي اتَّخِذْ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ يُخْلَفَنِيهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَلِيَمًا مَّوْمِنًا أَذِيَّتُهُ أَوْ شَتَمَتُهُ أَوْ جَلَدَتْهُ أَوْ لَعَنَتْهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَوةً وَزَكَاةً وَ قُرْبَةً تَقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

”اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کو ضرور ہی قبول فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ میں ایک انسان ہوں پس جس کسی کو میں نے تکلیف دی، برا بھلا کہا، یا لعنت کا کوڑا مارا، تو میرے اس عمل کو آپ اس کے

لیے راحت اور پاکیزگی اور اپنے قرب کا ذریعہ بنا دے کہ جس کے ذریعہ قیامت کے دن اس کو آپ اپنے سے قریب فرمائیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں اس نے باتیں بہت بنائیں اور کھڑے ہونے سے پہلے اس نے یہ کلمے پڑھ لیے تو اس مجلس میں اس نے جو بے کاریاں بری باتیں کی ہیں ان کے لیے یہ کلمات کفارہ ہو جائیں گے۔“

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ (ترمذی)

”اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور آپ کی تعریف بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں آپ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

بعض روایات میں ہے کہ ان کلمات کو کھڑے ہونے سے پہلے تین بار پڑھنا

چاہیے۔ (ترغیب و ترہیب)

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَمِنْ أَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَفِي عَصَبِي نُورًا وَفِي لَحْمِي نُورًا وَفِي دَمِي نُورًا وَفِي شَعْرِي نُورًا وَفِي بَشَرِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا وَاجْعَلْنِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ اعْظِمْنِي نُورًا۔

”اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری بینائی میں نور اور میری شنوائی میں نور اور میری دہنی طرف نور اور میری بائیں طرف نور اور میرے پیچھے نور اور میرے سامنے نور اور میرے لیے ایک خاص نور کر دے اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے گوشت پوست میں نور اور میری زبان میں نور اور کر دے میری

جان میں نور اور دے مجھے نور عظیم اور کر دے مجھے سراپا نور اور کر دے میرے
اوپر نور، اور میرے نیچے نور، یا اللہ! عطا کر مجھے نور۔“

اَسْئَلُكَ غِنَاً وَ غِنَا مَوْلَايَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوءِ الْعُمُوْرِ فَتَنَةً
الصَّدْرِ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ وَمِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَ تَرْكِ
الشِّفَاءِ وَ سُوءِ الْقَضَاءِ وَ شِمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ
مَا لَمْ اَعْمَلْ وَمِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَمِنْ زَوَالِ
نِعْمَتِكَ وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِيعِ سَخَطِكَ وَمِنْ
شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ
مَنْبِيْ وَمِنْ الْفَقَاةِ وَمِنْ اَنْ اُظْلِمَ اَوْ اُظْلِمَ وَمِنْ الْهَدْمِ وَمِنْ التَّرَدُّىْ وَ
مِنْ الْغَرَقِ وَ الْحَرَقِ وَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَمِنْ اَنْ
اَمُوْتُ فِى سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَنْ اَمُوْتُ لَدِيْعًا۔

”مانگتا ہوں میں تجھ سے اپنی سیر چشمی (غنا) اور اپنے متعلقین کی سیر چشمی،
یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بری عمر سے اور دل کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا
ہوں تیری عزت کے وسیلہ سے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، اس سے کہ
گمراہ کرے تو مجھے اور بلا کی مشقت سے اور بد بختی کے پالینے سے اور بری
تقدیر سے اور دشمنوں کے طعنہ سے اور اس کام کی برائی سے جو میں نے کیا اور
اس کام کی برائی سے جو میں نے نہیں کیا اور اس چیز کی برائی سے جو مجھے معلوم
ہے اور اس چیز کی برائی سے جو مجھے معلوم نہیں اور تیری نعمت کے جاتے رہنے
سے، اور تیرے امن کے پلٹ جانے سے اور تیرے عذاب کے اچانک آ
جانے سے اور تیرے تمام غصوں سے اور اپنی شنوائی کی برائی سے اور اپنے دل
کی برائی سے اور اپنی خواہش کی برائی سے اور فاقہ سے اور اس سے کہ میں ظلم
کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے اور کسی چیز کے میرے اوپر گر جانے سے اور کسی چیز
سے گر پڑنے سے اور ڈوب جانے سے اور جل جانے سے اور اس سے کہ گڑبڑ
میں ڈال دے مجھے شیطان موت کے وقت اور اس سے کہ مروں میں زہریلے

جانور کے کاٹنے سے۔“

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الْيَلِّ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولٰٓئِ الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)

”بلاشبہ آسمان و زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کیلئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ سو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔“

اپنی زبان کو لغو، بے کار اور گناہ کی باتوں سے محفوظ رکھتے ہوئے تلاوت قرآن اور ذکر الہی، تسبیح و تحلیل، تکبیر، تہمید اور درود و استغفار وغیرہ میں ہر دم ہر وقت مشغول رکھے۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، غرض یہ کہ ہر ساعت، ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے رہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہوں۔ یہ ثواب اور رفع درجات کا باعث ہے۔ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ بہت آسان اور سہل ہے صرف زبان کو حرکت دینے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کی خطائیں، لغزشیں اور کوتاہیوں کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی یاد میں ہماری زبان اور ہمارے دل کو ہمہ تن مشغول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَعْظُمُ شُكْرُكَ وَ يَكْتُرُ ذِكْرُكَ وَ يَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَ يَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مَّجِيْبٌ وَّ بِالْاِحَابَةِ حَدِيْدٍ وَّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اٰجَمَعِيْنَ وَ عَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

الْبَيْتُ وَالْمَسْكَنَةُ



تَكَلُّمُ الْمَرَأَةِ بِآيَاتِ الْقُرْآنِ

رابعہ بصری کی آیات قرآنی سے
گفتگو کی ایمان افروز داستان

حضرت مولانا محمد ابوالقاسمؒ

مولانا محمد سعید محدث بناریؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رابعہ بصریؒ ۹۵ھ میں عراق کے شہر بصرہ کے غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد کا نام اسماعیل تھا۔ چونکہ وہ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے ان کا نام رابعہ (چوتھی) مشہور ہو گیا۔ ان کا اصل نام ام الخیر رابعہ بصریہ ہے۔ ان کا شمار اپنے وقت کی جلیل القدر عارفات میں ہوتا ہے۔ جن کی عبادت ریاضت، للہیت، دانش و حکمت اور زہد و تقویٰ کی داستانیں بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی قبر کو طوریٰ ایک چوٹی پر ہے۔ ان کی ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے!

”اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپاؤ جس طرح تم اپنے عیبوں کو چھپاتے ہو“

برصغیر کے عظیم عالم دین مولانا محمد ابوالقاسم بناریؒ نے رابعہ بصریؒ کی قرآن کی زبان میں گفتگو کو تاریخ کے گم شدہ اوراق سے نکال کر مرتب کیا ہے تاکہ اہل علم و فکر و نظر کو روشن کریں اور عوام اللہ کی بندی کے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور زبانوں کو بے مقصد گفتگو سے روک کر تقرب الہی حاصل کریں۔

بندہ آٹم! محمد ابوالقاسم بن مولانا مولوی محمد سعید مرحوم و مغفور محدث بناری ناظرین رسالہ ہذا سے گزارش کرتا ہے کہ یہ رسالہ کیا ہے عبرت کا مقالہ۔ اس کو دیکھ کر اور پڑھ کر عبرت پکڑنی چاہیے کہ سلف کے لوگوں کی زبان مبارک ماشاء اللہ کیسی تھی کہ بعض اللہ والے قرآنی آیات سے باتیں کرتے تھے۔ یہ اس واسطے کہ مبادا کہیں زبان سے کوئی ایسی ناشائستہ بات نہ نکل جائے کہ جس کے سبب روز قیامت جواب دہی ہو، آج ہمیں خیال کرنا چاہیے کہ زبان سے کیسی کیسی واہیات باتیں نکلتی ہیں۔ چنانچہ اسی کے بارے میں ایک نصیحت اس رسالہ میں موجود ہے تاکہ ناظرین اس سے عبرت پکڑیں۔

بررسولاں بلاغ باشند بس

اس رسالہ میں جتنی آیتیں ہیں ان کا بہت محنت و مشقت اور جانفشانی سے

ترجمہ اور حوالہ دے دیا گیا ہے۔ اللہ کی ایک نیک بندی کی داستان بہت ہی مناسب اور سبق آموز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ آگے آئے گی۔ یا اللہ اس رسالہ کو ایسا ہی پر اثر بنا دے کہ میرا یہ دعویٰ جو محض تیرے فضل کے سہارے ہے سب پر سچ ہو جائے اور یہ رسالہ تاقیامت لوگوں کیلئے فائدہ مند رہے اور اپنے بندہ کو جزائے خیر عطا فرما۔ آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین

داستان رابعہ بصری

رابعہ بصریؒ تبع تابعین کے عہد ۹۵ھ میں تھیں اور فصاحت و بلاغت کے کمال سے انہوں نے قرآن مجید پر اس قدر تصرف حاصل کر لیا تھا کہ اس کی ذکاوت اور نیز اس کا وہ ملکہ جس کی بدولت وہ قرآن شریف کی ہر آیت کو نہایت مناسب موقع پر استعمال کرتی تھیں، بہت ہی حیرت انگیز چیز ہے اور شاید اپنے اس کمال کے اعتبار سے اسلام کی تیرہ سو برس کی مدت میں وہ منفرد ہو۔

عبداللہ بن مبارکؒ بہت بڑے محدث ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ گیا اور مدینہ منورہ کے ارادہ سے اپنی اونٹنی پر سوار تنہا جا رہا تھا اور عرب کے ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیاں عبور کرتا چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک جگہ دور کچھ سیاحی نظر آئی، قریب جا کر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ضعیفہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو انہوں نے جواب دیا:

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ۔ (النسہ: ۵۸)

اللہ مہربان کی طرف سے سلامتی کہی جاتی ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں، میں نے کہا اللہ تم پر رحمت نازل کرے یہاں

کیا کرتی ہو؟

وہ بولیں:

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ (الروم: ۲۳)

اللہ جسے راستہ بھلا دے پھر اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہیں، کہتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا، اب کہاں کا قصد ہے اور کہاں جاؤ گی؟

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔ (بنی اسرائیل: ۱)

پاک ہے وہ (ذات) جس نے اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

عبداللہ بن مبارکؓ فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ حج سے فارغ ہو کر اب بیت المقدس کی طرف جا رہی ہیں وہ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہاں کب سے تشریف رکھتی ہو؟ وہ بولیں:

﴿ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ (مریم: ۱۰) یہاں تین راتیں پوری ہوئیں۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، آپ کے پاس کھانے کیلئے تو کچھ نہ ہوگا کیسے گزارا کرتی ہو گی؟ وہ بولیں:

﴿هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي﴾ (الشعراء: ۷۹) وہ اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، آپ وضو کیسے کرتی ہوں گی، یہاں تو کہیں پانی نہیں ہے؟ وہ بولیں:

فَلَمْ تَجْلُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا۔ (النساء: ۴۳)

اگر پانی تمہیں نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا میرے پاس کھانا ہے، کھاؤ گی؟

وہ بولیں:

ثُمَّ أَتَمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ (البقرہ: ۱۸۷)
رات تک روزہ کو پورا کر کے کھانا چاہیے۔
وہ کہتے ہیں، میں نے کہا یہ مہینہ رمضان کا تو نہیں؟
وہ بولیں:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ۔ (البقرہ: ۱۸۴)
جو نفلی روزے رکھے تو اسی کا بھلا ہے۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا، ہم لوگوں کیلئے تو سفر میں روزہ رکھنا مباح ہے۔ وہ بولیں:
وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ: ۱۸۴)
اگر روزہ ہی رکھو تو کچھ برائیں، اگر تمہیں ذرا بھی عقل ہوتی تو بار بار اس
کا سوال نہ کرتے۔

عبداللہ بن مبارکؓ فرماتے ہیں کہ آخر میں نے کہا واضح الفاظ میں اپنا
معاہدہ تادیں، قرآنی آیات سے بات سمجھنے میں دقت ہو رہی ہے:
وہ بولیں:

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ (۱۸:۵)
انسان کوئی بات نہیں بولتا مگر فوراً لکھ لی جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ
ہمارا اعمال نامہ قرآن ہی سے پر ہو۔
وہ کہتے ہیں، میں نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ کی عورت ہو؟
وہ بولیں:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّهُ
أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ (بنی اسرائیل: ۳۶)
اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ، کیوں کہ

کان، آنکھ اور دل ان سب سے ضرور باز پرس ہوگی۔
وہ کہتے ہیں، میں نے کہا مجھ سے خطا ہوئی، معافی کا خواستگار ہوں۔
وہ بولیں:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ۔ (یوسف: ۹۲)
تمہارے اوپر آج کوئی سرزنش نہیں۔ اللہ تم سے درگزر کرے۔
وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں، چلوگی؟
وہ بولیں:

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ (ہقرہ: ۱۹۷)
جو کار خیر کرو گے اللہ اس کو جان لیتا ہے، پس تم کو اجر دے گا۔
وہ کہتے ہیں، میں نے اونٹنی بٹھائی اور کہا آؤ۔
وہ بولیں:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ (النور: ۳۰)
مومن کو لائق ہے کہ دیکھنے کو پست کر لے۔
وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھیں اس کی طرف سے پھیر لیں اور کہا سوار
ہو جاؤ، اس نے جیسے ہی سوار ہونے کا قصد کیا اونٹنی بھڑکی اور اس کی چادر پھٹ گئی۔
اپنی چادر کے پھٹنے کو دیکھ کر وہ بولیں:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔ (شوری: ۳۰)
جو تمہیں تکلیف پہنچے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی تھی کچھ رنج کی بات
نہیں۔

وہ کہتے ہیں، میں نے کہا کما چھاتم ذرا سابر کرو میں اونٹنی کو باندھ دوں تب تم سوار ہونا۔
وہ بولیں:

فَقَهَّمْنَاَهَا سُلَيْمَانَ۔ (الانبیاء: ۷۹)

جیسا کہ فیصلہ کے وقت ہم نے سلیمان علیہ السلام کو عقل و سمجھ دے دی تھی، اسی طرح تم کو بھی اب آگئی۔

وہ کہتے ہیں، میں نے اونٹنی کو باندھ دیا، پھر کہا اب سوار ہو تب وہ سوار ہوئیں اور اس نے اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ (الزعرور: ۱۴، ۱۳)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اس کے لائق نہ تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اونٹنی کی ٹکیل ہاتھ میں لی اور دوڑتا اور چلاتا ہوا چلا۔ اس نے میری یہ حالت دیکھ کر کہا:

وَأَقْصَيْتَنِي مَسْبِكَ وَاعْضَضْتُ مِنْ صَوْتِكَ۔ (الفن: ۱۹)

اپنی چال میں میانہ روی کر اور اپنی آواز کو پست کر۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر آہستہ آہستہ چلنے لگا اور چلانے کی جگہ پر آہستہ آواز سے بطور ترنم کچھا شعار پڑھنے لگا: وہ بولیں:

فَاقْرَأْ وَ مَا يَسِّرَنَّ الْقُرْآنَ۔ (الزمل: ۲۰)

جو کچھ قرآن سے آسان ہو، اسے پڑھو، یہ دایہات اشعار کیا پڑھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اللہ نے تم کو بہت سی نیکیاں دی ہیں۔ وہ بولیں:

وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (آل عمران: ۷۰)

نہیں اس کی قدر جانتے مگر ذی عقل

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری

(ہیرے کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری)

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دور چل کر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے شوہر بھی ہیں؟
وہ پھر خفا ہو کر بولیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ۔

(المائدہ: ۱۰۱)

اے مومنو! ایسی چیزوں کے متعلق مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں چپ ہو گیا اور ہم چلتے چلتے اس کے قافلہ میں پہنچے اور میں نے اس ضعیف سے پوچھا کہ قافلہ میں تمہارا کوئی ہے اور وہ کون ہے۔
وہ بولیں:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ (الکہف: ۴۶)

مال ہے اور ہمارے بیٹے ہیں، یہی تو حیات دنیا کی زینت ہے۔
وہ کہتے ہیں، میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے بھی اس قافلہ میں ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا ان کا پتہ کیا ہے۔
وہ بولیں:

وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ۔ (النحل: ۱۶)

ان کی بہت سی نشانیاں ہیں، ایک آسان نشانی یہ ہے کہ ستارے دیکھ کر وہ قافلہ کو چلاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے لڑکے قافلہ کے رہبر ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اونٹ کی مہار یعنی ٹکیل پکڑے ہوئے خیموں میں پھرنے لگا اور رہبروں

کے حلقہ میں پہنچ کر میں نے کہا تمہارا کون سا خیمہ ہے، پہچانو۔
وہ بولیں:

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ (النساء: ۱۲۵) اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا۔

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا۔ (النساء: ۱۶۴) موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا۔

يَا يُحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ (مریم: ۱۲) اے یحییٰ علیہ السلام مضبوطی سے کتاب کو لو۔

اس سے تین نام ثابت ہوئے۔ ابراہیم..... موسیٰ..... یحییٰ

وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے نام ہیں اور میں نے پکارا:
اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے یحییٰ۔ ناگہاں تین نو عمر لڑکے نکلے جو اس قدر خوبصورت
تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے۔ ان لڑکوں نے پہلے اپنی ماں کو اتارا اور پھر ہم سے بیٹھ کر
باتیں کرنے لگے۔

وہ بولیں:

إِنَّا غَدَاءٌ نَأْكُلُ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا۔ (الکہف: ۶۲)

ہم کو کھانا دو، اس سفر سے ہم کو بہت تھکان ہوئی ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دیر تک چپ رہیں، اس لئے کہ
لڑکوں نے کہہ دیا تھا کہ یہاں اس وقت کھانا موجود نہیں ہے، بعد ازاں کچھ دیر بعد اس
عورت نے یکا یک با آواز بلند کہا۔

فَابْتَغُوا أَحَدَكُمْ بَوْرَقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ۔ (الکہف: ۱۹)

کسی کو بازار کی طرف بھیجو، اس کو لائق ہے کہ خوب عمدہ کھانا دیکھ کر لائے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سنتے ہی ان میں سے ایک لڑکا بازار دوڑا گیا اور جو کچھ ملا کر
میرے سامنے رکھ دیا اور وہ بولیں۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ (الحاقہ: ۲۴)

اب کھاؤ اور پیو جو تم نے گزشتہ دن میں ہمارے ساتھ سلوک کیا تھا، یہ

اسی کا بدلہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں اس ضعیفہ کی باتیں سن کر اس قدر حیرت زدہ تھا کہ میں نے لڑکوں سے کہا سنو..... میں اپنے اوپر تمہارے اس کھانے کو حرام سمجھتا ہوں جب تک تم یہ نہ بیان کرو کہ یہ کون ہے اور اس کی داستان کیا ہے۔ من اولہ الی اخرہ (ابتداء سے انتہاء تک) بیان کرو؟

لڑکوں نے کہا ایم کو بیان کر دینے میں کچھ عذر نہیں ہے۔ یہ ہماری والدہ ہیں، چالیس برس ہوئے جب سے قرآنی آیتوں کے علاوہ اور کوئی لفظ ان کی زبان سے نہیں نکلا اور انہوں نے اس خوف سے اور باتیں کرنی چھوڑ دیں تھیں کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کے سبب قیامت کے دن جواب دہی کرنا پڑے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں، مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا اور کہا کہ یہ اللہ کی مہربانی ہے جس پر ہو جائے۔

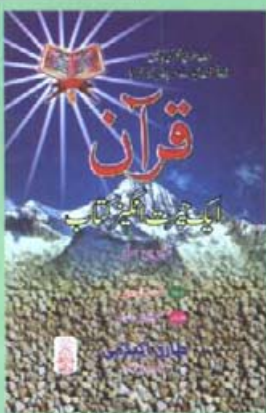
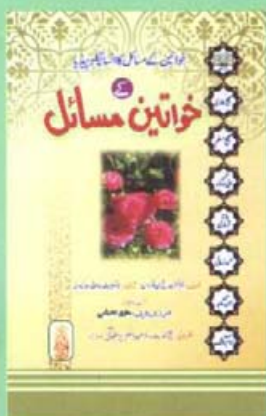
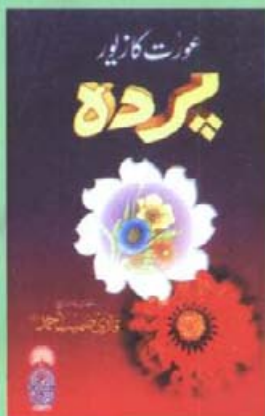
اس وقت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم نے اس عورت میں کس قدر لیاقت پیدا کر دی تھی کہ ہر بات قرآن ہی سے نکال لیا کرتی تھیں اور پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم نے اس کے دل میں کس قدر پاکیزہ اثر پیدا کر دیا تھا اور اس نے کتنا اعلیٰ درجے کا تقویٰ اختیار کر دکھایا کہ اللہ اکبر

(خاکسار محمد ابوالقاسم بتاتا ہے کہ اکثر قافلہ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی رہتا تھا تاکہ اگر کسی کی کوئی چیز گری ہوئی ملے اسے لے کر قافلہ میں دے۔ اگر کوئی چھوٹ گیا ہوا سے قافلہ میں پہنچا دے۔ یہ عبداللہ بن مبارک انہیں میں سے تھے جو قافلہ کے پیچھے تھے۔ فقط)



☆ حضرت عبداللہ بن مبارکؓ ۱۸۱/۱۱۸ھ بہت بڑے محدث تھے، انہیں امیر المومنین فی اللہ بیت کا لقب ملا، امام سفیان ثوریؒ ان کے استاد اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ خلافت میں سے تھے

ہماری شاہکار کتابیں



علم و عمل اور فکر و شعور کو چلا بخشنے والی کتابوں کی فہرست طلب کیجئے



Printers & Publishers

TARIQ ACADEMY

D-GROUND, FAISALABAD-PAKISTAN.

Tel: 8546964, 8715768, e-mail: ilmoagahi74@yahoo.com

Website: www.ilmoagahi.com